عقیدۂ ختم النبوۃ

جلد دوم


الله
رسول
محمد



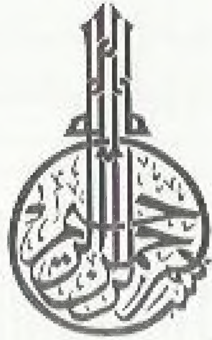
أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

عقیدۂ ختم نبوت پر علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا

عقیدة ختم النبوة

جلد دوم

الادارة لتحفظ العقائد الاسلامية



مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ
وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

الآية (٤٠) سورة الاحزاب



اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ

قصیدہ بردہ شریف

از شیخ العرب والعجم امام **محمد شرف الدین** بوصیری مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اے میرے مالک و مولیٰ درود و سلام نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ تیرے پیارے حبیب پر جو تمام مخلوق میں افضل ترین ہیں۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سردار اور مالک ہیں دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں جماعتوں کے۔

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمِ

آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر حسن و اخلاق میں فوقیت پائی اور وہ سب آپ کے مراتب علم و کرم کے قریب بھی نہ پہنچ پائے۔

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملتمس ہیں آپ کے دریائے کرم سے ایک چلو یا باران رحمت سے ایک قطرے کے۔

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

تمام معجزات جو انبیاء علیہم السلام لائے وہ در اصل حضور ﷺ کے نور ہی سے انہیں حاصل ہوئے۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا
وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو (مسجد اقصیٰ میں) مقدم فرمایا مخدوم کو خادموں پر مقدم کرنے کی مثل۔

بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

اے مسلمانو! ہمیں خوشخبری ہے کہ اللہ ﷻ کی مہربانی سے ہمارے لئے ایک ستون عظیم ہے جو کبھی گرنے والا نہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی بخششوں میں سے ایک بخشش دنیا و آخرت ہیں اور علم لوح و قلم آپ ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اور جسے آقائے دو جہاں ﷺ کی مدد حاصل ہو اسے اگر جنگل میں شیر بھی ملیں تو خاموشی سے سر جھکا لیں۔

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ
بِاَكْرَمِ الرُّسْلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

جب اللہ ﷻ نے اپنی طاعت کی طرف بلانے والے محبوب کو اکرم الرسل فرمایا تو ہم بھی سب امتوں سے اشرف قرار پائے۔

سلامِ رضا

از: امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود و کعبۂ جان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نام کتاب	عقیدۃ ختم النبوۃ
ترتیب وتحقیق	حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی
جلد	دوم
سن اشاعت	2005ء / ۱۴۲۶ھ
قیمت	-/200

ناشر

الادارۃ لتحفظ العقائد الاسلامیۃ

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی

www.khatmenabuwat.com
www.khatmenabuwat.net

فہرست

جمعیت خاطر (۱۳۳۳ھ)

دوانسپکٹروں کا دوولا مکاتبہ (۱۳۳۳ھ)

خوان ارمغان (۱۹۱۵ء)

اس میں وہ خط وکتابت ہے جو درمیان
قاضی فضل احمد صاحب انسپکٹر پولیس لدھیانہ حنفی سنی نقشبندی اور
مولوی غلام رسول صاحب مرزائی احمدی قادیانی
انسپکٹر پولیس فیروز پور کے ہوئی درج ہے۔

جس کا جواب مولوی صاحب موصوف باوجود سخت درسخت وعدوں کے
نہیں دے سکے۔ بانتظار مدت مدید شائع کی گئی۔

مرزا صاحب قادیانی مدعی رسالت ونبوت وخدائی کے دعاوی پر نہایت
تہذیب کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

منصف مزاج کے لئے نہایت عمدہ سبق ہے۔

ہر سہ (۳) نام اس خط وکتابت کے تاریخی ہجری وعیسوی ہیں۔



فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

جمعیتِ خاطر

(سن تصنیف: ۱۹۱۵ء / ۱۳۳۳ھ)

تصنیفِ لطیف

قاضی اہلسنت حضرت علامہ
مولانا مفتی قاضی فضل احمد نقشبندی
مجددی حنفی لدھیانوی علیہ الرحمہ

فہرست مضامین جمعیت خاطر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خط نمبرا: از جانب خاکسار فضل احمد انسپکٹر لودیانہ

بخدمت مخلص مکرم حضرت میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس زاد شوقہ۔

بعد از لوازم مسنون آنکہ اگرچہ ملاقات جسمانی وقوع میں نہیں آئی لیکن بندہ میاں محمد بخش صاحب ہیڈ کانسٹیبل اول ضلع لائل پور سے جو آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں آپ کی تعریف سننے کا فخر رکھتا ہے۔ نیز خان صاحب منشی محمد بہرام خان صاحب پنشنر انسپکٹر لودیانہ سے آپکی تعریف سننے میں آتی رہتی ہے۔ ایک مضمون بھی آپ کا مسماۃ ''معیار صداقت'' ۲ انہیں سے مجھے ملا۔

میں سب سے پہلے آپ کو دنیاوی عروج ترقی ۳ درجہ انسپکٹری کی مبارکباد دیتا ہوں بعد اس کے آپ کے مضمون کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ سے دو تین باتیں دریافت کرنے کی تکلیف دہی کی جرأت کروں اور بوجہ تعریف اور اسلامی ہمدردی اور ہم عہدہ وصیغہ ہونے کے لحاظ سے امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ان کے جوابات جلد ارسال فرمانے میں دریغ نہیں فرمائینگے۔ آپ کے جواب موصول ہونے کے بعد آپ کے اشتہار یا مضمون پر مزید غور کرنے کی سعی کروں گا۔

سوالات حسب ذیل ہیں:

اوّل: کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے

---

۱ جبکہ میں لائل پور میں ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں تعینات تھا۔ منہ۔

۲ یہ مضمون معیار صداقت مجھے خان صاحب نے بغرض مطالعہ اور جواب بھیجا تھا۔ منہ۔

۳ انہیں دنوں میں آپ کی ترقی درجہ انسپکٹری پر ہوئی۔

ہیں یا نہیں؟ اور ان کے منکر یا مکذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟

دوئم: کیا آپ مرزا صاحب کے کل الہامات کو قطعی یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو؟

سوئم: کیا آپ نے مرزا صاحب کی کل تصانیف یا تالیفات کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟

چھارم: آپ نے اپنی ذات اس مضمون (معیار صداقت) کے پہلے صفحے پر یعنی تمیم (ت م ی م) لکھی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کی ذات تھہیم (تھ ہ ی م) ہے کیا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا؟۔۔۔صحیح کیا ہے؟ میں ہوں خاکسار اس تکلیف دہی سے معافی کا خواستگار جواب کا منتظر۔

احقر العباد اللہ الصمد فضل احمد عفا اللہ عنہ مقام اودیانہ

۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۰۹ عیسوی۔

خط نمبر ا۔ جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ دیپالپور (۰۹۔۱۲۔۲۳)

بزرگوار جناب مخدومی و محترمی زاد الطافہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

نوازش نامہ ملا۔ مشکور فرمایا۔ مضمون محولہ جواب لکھا ہوا میرا ضرور ہے۔ مگر طبع میں نے انہیں کرایا تھا[1] بجواب سوالات التماس ہے کہ (۱) حضرت مرزا صاحب قادیانی کو میں محض کثرت مکالمہ الہیہ کے رنگ میں نبی بروزی۔ مبشر اور منذر مانتا ہوں اور یقین کرتا ہوں منکر ان کا اگر

[1] کیا آپ کی مرضی کے برخلاف طبع ہوا اور بے علمی میں ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ منہ۔

مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں (۲) حضرت صاحب کے کل الہامات کو منجانب اللہ تعالیٰ قطعی یقینی جانتا ہوں (۳) حضرت صاحب کی تقریباً جو تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے خلاف بھی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جو مجھے مل سکتی ہیں دیکھ چکا ہوں (۴) میری ذات دراصل تمیم ہے اور میرے پاس پرانا شجرہ اور اب سے پیشتر کوئی پچاس برس سے پہلے کے جس قدر کاغذات خانگی و سرکاری وغیرہ پانچ چھ سو برس تک کے ہیں ان میں قوم بنی تمیم تحریر ہے۔ لفظ تھہیم تمیم سے بگڑا ہوا ہے۔

میرے پاس اس وقت لفافہ اور کاغذ نہیں تھا اس واسطے کارڈ پر عرض عریضہ کی گستاخی معاف فرمادیں۔ میں اسباب بند کر چکا ہوں ضلع فیروز پور واپس جا رہا ہوں موگا تعیناتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کیم کو پہنچوں گا۔ وہاں ارشاد ہو۔ والسلام مع الاکرام۔

بندہ۔ غلام رسول

خط نمبر ۲: جواب بذریعہ خط ملفوفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ دیپالپور (۰۹۔۱۲۔۲۴)[1]

جناب مخدومی معظمی ومکرمی قاضی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل نوازش نامہ کے جواب میں ایک مختصر سا کارڈ جلدی میں عرض کیا گیا تھا۔ آج[2] خیال آیا کہ شاید آپ براہ کرم کچھ تحریر فرمائینگے اس واسطے اپنی پوزیشن[3] کو بجواب سوال اول زیادہ واضح کر دینا ضروری جان کر پھر تکلیف دیتا ہوں تاکہ جناب کو مزید سہولت

[1] دوسرے روز ہی پہلے پوسٹ کارڈ کے بعد یہ خط لکھا گیا۔ منہ۔

[2] ہاں اب آپ کو ہوش آئی ہے اور پہلے پوسٹ کارڈ کے خلاف لکھنا شروع کیا۔ منہ۔

[3] آپ کی کون پوزیشن دنیاوی یا دینی۔ اس پوزیشن مرزائیت مراد ہے۔ منہ۔

ہو۔ سو عرض ہے کہ میں جناب مرزا صاحب کو مسیح[1] اور مہدی موعود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہیے تھا میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور آقائی مولائی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں قرآن کریم خاتم الکتاب اور اسلام خاتم الادیان ہے کوئی نبی کوئی کتاب اور کوئی دین نیا[2] نہیں آ سکتا۔ یہ تینوں[3] سلسلے قیامت تک قائم ہیں مرزا صاحب اسی نبوت کے بروز[4] اسی کتاب اور اسی دین کے خادم ہیں۔ نبوت محمدیہ ﷺ کی صداقت کا ظہور اور ثبوت ہیں اور مجدد ہیں۔ ان معنوں میں کثرت مکالمہ الٰہیہ کے رنگ میں نبی ہیں اور مامور ہیں۔ غرضیکہ ختم نبوت کے لحاظ سے جس رنگ میں مسیح اور مہدی کا آنا جناب کے نزدیک مقرر ہے اسی رنگ میں انہیں مانتا ہوں۔

رہا ان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال تو مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے الحاد کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں سہیڑا تو میں اسے کافر نہیں کہہ سکتا اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو حال جناب اس کے منکر اور مکذب کا خیال فرماتے ہوئے ہیں پس میرا اسی پر قیاس فرما لیجئے۔

دوسرا سوال: الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد سمجھتا ہوں۔

---

[1] اب مسیح اور مہدی تحریر کر دیا۔ اور پہلے نبی بروزی لکھا تھا۔

[2] ختم نبوت ہے کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ تو پھر مرزا جی نبی کیسے رنگ ڈھنگ کا بہانہ کوئی نہیں۔ جب ان کی نبوت و رسالت کا منکر کافر ہے۔ پس نبی ہونے میں کیا شک رہا۔ منہ

[3] بیشک تینوں سلسلے قائم ہیں لیکن مرزائیوں کا اس پر ایمان نہیں ہے۔ منہ

[4] بروز کے معنی آپ نے بتائے نہیں بروز کی تشریح کر دی گئی ہے۔ دیکھو سوالات جوابات۔

تصنیفات تالیفات کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی پڑھیں مخالفت کی بھی اکثر کتابیں بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں اور زیادہ یہی مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر لیجانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔

قوم کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں بہت سی دستاویزات اور پرانے کاغذات میرے پاس موجود ہیں پیش بھی کر سکتا ہوں۔ زیادہ نیاز۔

التماس ہے کہ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں تو مرزا صاحب سے میرے تعلق کو محفوظ رکھتے نہایت ہی مشکور رہوں گا۔ اور فیصلہ شدہ مسائل یا جن پر پہلے بہت کچھ لے دے ہو چکی ہو میرے خیال میں ان پر گفتگو بے لطف ہوگی۔

جناب نے نوازش نامہ میں مجھے السلام علیکم سے بھی مخاطب فرمانا جائز نہیں رکھا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلحاظ جناب کی نیت کے اس میں کوئی معصیت ہے تو میں اپنی طرف سے آپ کو معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ جناب کو معاف فرمائے۔ والسلام مع الاکرام۔ ہاں میں انشاء اللہ تعالیٰ کل کو یہاں سے روانہ ہو کر ۲۸ تک شہر مٹھانہ ضلع جھنگ ۲۹ سے یکم تک خوجہ صاحب کے مکان پر لاہور اور پھر موگا پہنچوں گا جہاں چاہیں ارشاد فرمائیں۔

آپ کا غلام رسول

خط نمبر ۲۔ خط منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم و آلہ واصحابہ اجمعین۔

مخلص مکرمی جناب میاں غلام رسول صاحب زاد شوقہ۔ سلام مسنون ما وجب کے بعد گزارش ہے کہ پہلے آپ کا نوازش نامہ بصورت پوسٹ کارڈ اور بعد اس کے آپ کا عنایت

نامہ بجواب خط بجواب نیاز نامہ موصول ہوا۔ اور مشکور فرمایا۔ جن کے مطالعہ سے کہ صلاحیت کی بو آتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ضد و اصرار و ہٹ دھرمی درمیان میں نہ ہو اور احقاق حق اور راستی کی جستجو بہ نیت نیک بخاطر خالص لمرضات اللہ ہو تو خداوند کریم اس میں اصلاح کی برکت ڈال دیتا ہے۔ اور صراط مستقیم پر پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔

اب معافی کے بعد چند سوالات تمہیدی کی تکلیف دیکر ملتجی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے جلد مسرور فرمائیں۔

اول: **(الف)** آپ کل تصانیف و تالیفات و اشتہارات مرزا صاحب کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو؟ اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

(ب) اور ان کتابوں یا اشتہاروں یا لیکچروں کو جس کو الہامی جانتے ہیں ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر ہے یا کم و بیش۔ اگر کم و بیش ہے تو کیوں؟

دوم: جن کتب تصانیف مرزا صاحب کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے۔ یا کچھ کم و بیش۔ اگر کم و بیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

سوم: جو آیات قرآن مجید کی مرزا صاحب کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں۔

چہارم: **(الف)** اگر مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذا تعارضا تساقطا ہو جائیگا یا نہیں؟ اور ان میں کس الہام کو صحیح سمجھا جائیگا۔ اول کو یا آخر کو اس کی وجہ؟

(ب) یا مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض کا وقوع آپ تسلیم نہیں کرتے ہیں؟

(ج) کیا مرزا صاحب کے ایسے الہامات بھی ہیں کہ جن کے معنی اور مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں؟

(د) جو الہامات مرزا صاحب کے بطور پیشن گوئی ہیں وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں؟

پنجم: تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لیکچر وغیرہ میں جو مریدین مرزا صاحب کے ہیں۔ مثلاً حکیم نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم۔ مولوی محمد احسن امروہی۔ مرزا خدا بخش صاحب۔ محمد اسماعیل وغیرہم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں؟ دراں حالیکہ وہ تصانیف مرزا صاحب کے ملاحظہ میں آ چکی ہوں اور مرزا صاحب نے ان کو پسند فرما لیا ہو۔

ششم: اگر تصانیف مرزا صاحب اور حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح[1] میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جائے گی؟

ہفتم: مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں؟ اور مامور کا کیا کام ہے؟ مامور کا منکر اور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟

ہشتم: مبشر اور منذر بھی نبی اور رسول ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو کیا؟

نہم: بروز کے کیا معنی ہیں؟ بروزی نبی بھی احمد نبی ہوتا ہے یا نہیں؟ بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء علیہم السلام سابقین میں ہے یا نہیں؟

دہم: **(الف)** مسیح موعود کے منکر یا مکذب کو بھی آپ مسلمان جانتے ہیں یا نہیں؟ (یہ جواب صحیح نہ ہوگا کہ جو کچھ آپ جانتے ہیں وہی میں جانتا ہوں۔)

(ب) مرزا صاحب مثیل مسیح ہیں یا مسیح موعود یا مسیح ابن مریم ہیں یا نہیں؟

(ج) اور عیسیٰ یا مسیح یا یسوع ایک ہی ہیں یا جدا جدا؟ تلك عشرة كاملة جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں تخفیف تکلیف والسلام على من اتبع الهدى.

مقام اوریانہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۷ ہجری
مطابق ۹ جنوری ۱۹۱۰ عیسوی

نیاز مند خاکسار
فضل احمد عفا اللہ عنہ

[1] بقول مرزائیاں

خط نمبر ۳۔ جواب خط منجانب غلام رسول انسپکٹر موگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ موگا (۱۰۔۱۔۸)

مکرم ومعظم بندہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ نوازش نامہ آج ہی کی ڈاک میں اسی وقت ملا۔ مشکور فرمایا جزاک اللہ میں اور مجھ میں صلاحیت کی بو یہ آپ کا حسن ظن ہے میرا ایمان ہے[2] کہ آپ کی نیت نیک ہے بہر حال میں آپ کے واسطے دعا کرتا ہوں آپ میرے واسطے دعا فرماویں۔ میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہمدردی ہے۔ رہے سوالات کے جواب سو عرض ہے کہ نہ میں عالم نہ مولوی نہ ملاں ہوں بحث الکا حصہ ہے ناخواندہ اور اُجڈ پولیس کا سپاہی ہوں۔ ہڈیاں، گوشت پوست، خون سب پولیس ہے اور وہ آپ کے متقی ذات والے اشتٰی کی پولیس نہیں بلکہ وہ پولیس جو کہ بدنام ہے یہ تو ہے میرا اتقا۔ محض تعمیل ارشاد میں جو کچھ ٹوٹا پھوٹا جواب الفاظ میں میرے ایمانیات کا مجھے آ سکتا ہے عرض ہے۔

(۱) (**الف**) تصانیف تالیفات اور اشتہارات وغیرہ میں سے جس عبارت کو مرزا صاحب نے الہام کہا ہے الہام مانتا ہوں باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ وہ فی نفسہ ہو۔

(**ب**) الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے کے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں۔ ہاں دوسری صورت میں قرآن مجید قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل قانون شریعت اور مرزا صاحب کے الہامات مبشر اور منذرات ہیں اسی کتاب پاک کی تصدیق کے۔

(۲) احادیث اور تصانیف مرزا صاحب کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے۔ توجیہ خود عیاں ہے۔

۱ میں اور مجھ میں صلاحیت کی بو یہ آپ کا فرمانا صحیح نکلا۔ منہ۔

۲ میرا ایمان ہے کہ آپ کی نیت نیک ہے۔ واقعی یہ ایمان آپ کا صحیح ہے۔ منہ

(۳) یہ ایک لمبی بات ہے۔ مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں میرے ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ تؤتی اکلھا کل حین ہے میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کو ایسا سمجھا جو سمجھنے کا حق ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن مجید کے اس نے کئے ہیں زیادہ صحیح ہیں۔ اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہبط بیان کرتا ہے۔

(۴) (**الف**) میرا ایمان ہے کہ کبھی الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الٰہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے اتم اکمل بے مثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں فاعتبروا یا اولوا الابصار۔

(**ج**) ہاں میرا ایمان ہے ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا یہاں بھی وہی متشابہات اور محکمات کا اہتمام ہے۔

(**د**) پیش گوئیوں کی نسبت میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) حکیم نور الدین صاحب قبلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فاضل امروہی صاحب مخدوم۔ مرزا خدا بخش صاحب۔ محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور باخدا بزرگ سچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک سند ہے۔

۱ مرزا صاحب کا تو اس پر ایمان نہیں آپ کا ہو تو غنیمت ہے۔

۲ اگر یہ صحیح ہے تو مرزا صاحب نے توفی کے معنی پوری نعمت دوں گا کئے ہیں۔ اور آپ موت کے معنی کئے جاتے ہیں صحیح معنی کو چھوڑا جاتا ہے۔

(۶) میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن ہے۔ بفرض محال آپ کی خاطر سے مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

(۷) ہاں مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر کے معنے ہی انکار کرنیوالے کے ہیں۔

(نوٹ): میرے خیال میں اس مسئلہ پر میں پہلے عریضہ میں اپنے اعتقاد کی کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔

(۸) ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنساری ہو سکتا ہے۔ ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا۔ اور ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا ہر بشارت اور ہر انذار کا کوئی حق نبی یا رسول ہونے کا نہیں ہے۔

(۹) **(الف)** عین عین ہے اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیسا۔

(ب) نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔

(ج) ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ نبی ہوا علیہ السلام۔

(۱۰) **(الف)** اس کا جواب ذرا مشکل ہے مسلمان کو کافر کہنے میں ڈرتا ہوں مگر وہ آپ کفر سمجھ لے تو مجبوری ہے۔ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر کہوں گا۔

(ب) مرزا صاحب مسیح ابن مریم ہیں مثیل مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی معہود ہیں کرشن اوتار۔ کلکی اوتار۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ اور یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

(ج) عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔ تلک عشرة كاملة۔ جواب بواپسی ڈاک عرض ہے۔ السلام علی من اتبع الهدیٰ.

کمترین غلام رسول قیم احمدی

خط نمبر ۳

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم. إنَّ فِيْ ذٰلک لعبرة لمن يخشی ذلک لمن خشی ربه ان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار

منشاء تحریر

ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقی الا بالله عليه توكلت واليه انيب.

میں سچ کہتا ہوں کہ میرا ارادہ سوائے اصلاح باہمی کے اور کچھ نہیں اس کے لئے خداوند کریم کو ہی توفیق اور استطاعت ہے میں اسی پر بھروسہ اور رجوع کرتا ہوں۔

مکرمی و معظمی جناب مولوی غلام رسول صاحب!

بعد ما وجب مسنون آنکہ نوازش نامہ بجواب نیاز نامہ صادر ہوا۔ شکریہ ہے جزاک اللہ حسب ارشاد آپ کے میں بھی اسی طرح آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم بطفیل حضرت رسول کریم ﷺ صراط مستقیم کی تفہیم عنایت فرمائے آمین ثم آمین۔

آپ کا فرمانا کہ نہ میں عالم نہ مولوی نہ ملاں ہوں بحث ان کا حصہ ہے جناب من اگر یہ تحریر آپ کی کسر نفسی پر محمول نہیں تو مجھے افسوس سے کہنا ہوگا کہ آپ کی تحریر کی صداقت میں شبہ ہے کیونکہ آپ کی معیار صداقت[1] کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کا نام مولوی غلام رسول صاحب لکھا ہوا موجود ہے پھر آپ کا انکار غیر صحیح اور بے سود ہے اگر آپ کہیں کہ دوسرے

---

[1] معیار صداقت: یہ معیار صداقت نوشتہ مطبوعہ ماہ اگست ۱۹۰۹ء بعد پرلیس قادیان آیا معرفت خان صاحب منشی محمد بہرام خان صاحب چیف انسپکٹر ریاست ... جو میرے مہربان اسلامی اور سلسلہ نقشبندیہ کے بھائی ہیں ملا تھا جس کا ذکر پہلے خط میں جو مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر کو لکھا تھا موجود ہے ان کے فرمانے اور ارشاد کے مطابق خط و کتابت عمل میں آئی انہوں نے اپنی نیک دلی اور محض اصلاح باہمی کی غرض سے طریق ... تھا ہوئی خدا نیک اثر پیدا کرے۔ آمین۔

نے لکھ دیا ہے جو اس کی ناواقفیت ہے۔ مگر ایسا ہونا آپ کی رضامندی کے سوا ذرا مشکل ہے۔ خیر۔

اب میں جناب کے نوازش نامہ جات اور معیار صداقت کو سامنے رکھ کر عرض کرتا ہوں اور چاہتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ میں بہت ہی اختصار کے ساتھ عرض کروں گا اور حتی الوسع مرزا صاحب کی تحریرات ہی پیش کروں گا۔ یا خلیفۃ المسیح یا دیگر آپ کے مسلمہ عالم کی تحریرات میں نہایت خوش ہوں گا آپ ان پر غور سے توجہ فرمائیں گے اور حسب تحریر آپ کے حتی الامکان میں پرانی بحثوں کی طرف نہیں جاؤں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اس وقت تک تو آپ کا خیال ہے کہ میں حق پر ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ایک ہی حق پر ہوگا۔ میں تو اسی حق پر ہوں جس پر تمام مسلمان حضرت رسول اکرم ﷺ سے لے کر اب تک چلے آئے ہیں۔ اور آپ بھی ہمارے میں سے نکل کر ایک جدید عقائد کی طرف راجع ہوئے ہیں۔ میرا حق پر ہونا مسلمہ کافہ اسلام ہے آپ کا حق پر ہونا مشتبہ اور مظنون ہے تاہم ہر شخص کل حزب بما لدیھم فرحون کے مصداق ہے لیجئے۔ میں عرض کرتا ہوں۔

سوال اوّل مندرجہ عریضہ اوّل

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا مکذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ:

(ا) حضرت مرزا صاحب قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی مبشر اور منذر مانتا ہوں۔ مامور یقین کرتا ہوں۔ منکر ان کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط ثانی:

میں جناب مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی موعود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہیے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی نبی[1] کوئی دین نیا نہیں آسکتا مرزا صاحب اس نبوت کے بروز ہیں اور مجدد ہیں ان معنوں میں کثرت مکالمہ الٰہیہ کے رنگ میں مسیح ہیں اور مہدی ہیں۔ ہاں ان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال سو وہ مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جاوے خود کفر نہیں سہیڑا میں اس کو کافر نہیں کہہ سکتا بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو خیال جناب اس کے منکر اور مکذب کا فرماتے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا ایمان اسی پر قیاس فرمائیے۔

تیسرے خط کا دسواں جواب متعلقہ:

اس کا جواب ذرا مشکل ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے میں ڈرتا ہوں۔ مگر وہ آپ کفر سہیڑے تو مجبوری ہے۔ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر کہوں گا۔

(ب) مرزا صاحب ابن مریم ہیں مثیل مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی مسعود ہیں کرشن اوتار ہیں۔ کلکی اوتار ہیں۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

(ج) عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اقول باللہ التوفیق: جناب من مجھے آپ معاف فرمائیے اگر میں پہلے ہی سے کہہ دوں

[1] کوئی نبی ان کے بعد کوئی نبی نیا نہیں آسکتا جیسے کہ مرزا صاحب مدعی ہیں۔ ہاں آپ کے قول کے مطابق پرانا نبی آسکتا یعنی مسیح علیہ السلام۔ منہ۔

کہ آپ نے کتب تصانیف مرزا صاحب کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں فرمایا۔ اگر آپ کی تحریر صحیح مان لوں کہ آپ نے تصانیف مرزا صاحب کو پڑھا ہے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ نے خوب غور سے بالاستیعاب نہیں پڑھا۔ جیسے کہ ابھی آپ کو معلوم ہو جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی سوال میں کیسے پیچ و پیچ کئے ہیں۔ پہلے تو آپ نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب کو میں نبی بروزی اور مبشر اور منذر جانتا ہوں اور اس کے منکر مسلمان کو مسلمان جانتا ہوں۔ پھر دوسرے خط میں لکھ دیا کہ میں مرزا صاحب کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں ان کے منکر کا حال جو آپ خیال فرماتے ہیں میری طرف سے بھی وہی خیال فرمالیجئے۔ یعنی جیسے مسلمان لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قیامت کو آسمان پر سے نزول فرمائینگے اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی وہی مسیح ہیں ان کا انکار بھی کفر ہے لیکن تیسرے خط کے جواب میں آپ نے لکھ دیا کہ میں مسلمان کو کافر کہنے سے ڈرتا ہوں مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہوں گا اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ مرزا صاحب کو پورا نبی خیال نہیں فرماتے اور نہ وہی مسیح موعود تصور فرماتے ہیں۔ ورنہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کا منکر کافر ہے جیسے کہ میں مرزا صاحب اور ان کے علاوہ مسیح کے اقوال دکھلاؤں گا کہ جن میں صاف درج ہے کہ مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں ان کا منکر کافر ہے جو کچھ آپ نے مرزا صاحب کو مسیح ابن مریم مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن اوتار، کلکی اوتار، وغیرہ تسلیم کیا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں۔ یا تو مرزا صاحب کی تحریرات کتب یا الہام ہیں جس کی وجہ سے آپ ایسا ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ مرزا صاحب کے ان دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں لیکن میں متعجب ہوں کہ جن دعوؤں کو مرزا صاحب خود مشتبہ اور ظنی تصور کر کے انکار کر چکے ہوں اور ان پر ایمان لانے کی تاکید نہ کی ہو تو پھر آپ نے ان کو نظر انداز کیوں کر دیا۔ دو باتیں ہیں یا تو آپ نے ان دستاویزوں کو ملاحظہ نہیں

فرمایا۔ یا یہ کہ دانستہ اغماض کیا ہے۔ میں ان مقامات کو آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں آپ ذرا غور فرمائیں۔

ا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح ابن مریم ہیں۔ لیکن مرزا صاحب یوں فرماتے ہیں۔

میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۹۳ فرمایئے مرزا صاحب آپ کے حق میں کیا فرمارہے ہیں؟

۲۔ آپ فرماتے ہیں مرزا صاحب مثیل مسیح ہے۔

لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں یہی احادیث نبویہ سے نکلتا ہے۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۱۹۹۔

۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔

مرزا صاحب یوں فرماتے ہیں۔

(الف) اس عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۹۰۔

(ب) یہ عاجز (مرزا صاحب) مجازی اور روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ براہین میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کر دیا گیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی اللہ اور رسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے ہاں! اس بات سے اس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیشن گوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ پیدا ہو۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع

ثانی صفحہ ۱۴۱۔

(ج) اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۹۸۔

(د) اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہوا ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آویگا بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۹۴۔۲۹۵۔

۴۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب مہدی مسعود ہیں۔ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(الف) لامهدی الا عیسیٰ ابن مریم یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۸۲۔

(ب) محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۳۵۷۔

(ج) امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے جب مسیح ابن مریم آویگا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔ بلفظہ ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۱۸۔

آپ براہ مہربانی غور فرماویں مرزا صاحب جن باتوں کا انکار فرماتے ہیں آپ ان پر اصرار سے اقرار کر رہے ہیں۔

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

۵۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کرشن اوتار۔ کلکی اوتار۔ بروز محمد ﷺ۔ یہ سارے نام

ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں میں کہتا ہوں مرزا صاحب نے کرشن اوتار کا الہام سیالکوٹ والے لیکچر میں کیا۔ کلکی اوتار ہونے کا کوئی دعویٰ دیکھا نہیں گیا۔ بروز محمد ﷺ ہونے کا ایک اشتہار میں ضرور دعویٰ کیا ہے لیکن کسی آیت یا حدیث یا اجماع امت یا کسی قول صوفیائے کرام سے آپ نے اس دعویٰ کی تصدیق پیش نہیں کی۔ نرا الہام مرزا صاحب کا ماننے کے قابل نہیں درانحالیکہ مرزا صاحب کے الہامات میں شیطانی نزول کو بھی دخل ہو جیسے کہ الزامات مرزا صاحب پر مختصراً عرض ہوگا۔

ویدوں اور کرشن اوتار کی بابت مرزا صاحب سرمہ چشم آریہ اور شحنہ حق میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں اس کو طول دینا نہیں چاہتا۔ نیز مہابھارت کو دیکھ سکتے ہیں جو ہندوؤں کی نہایت معتبر تاریخ ہے اس میں کرشن اوتار کے حالات مفصل تحریر ہیں مرزا صاحب اپنے شحنہ حق میں یوں لکھتے ہیں۔ تمہارا پرمیشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر گرتا اور ترکاریوں کی طرح کھایا جاتا ہے تب ہی تو کبھی وہ رام چندر بنا۔ کبھی کرشن اور کبھی کچھ اور ایک مرتبہ تو خوک یعنی سور۔ بلفظہ صفحہ ۶۹۔

جس کرشن کی بابت پہلے ان لفظوں میں بطریق وید اور پرمیشر اور کرشن کے لکھا جا چکا ہے اب اسی کے اوتار ہونے کا دعویٰ بذریعہ الہام کیا جاتا ہے۔ جن ویدوں کو پہلے بہت بری طرح کاک بھاشا اور افترا پردازی کا مجموعہ لکھا تھا۔ پیغام صلح میں انہیں ویدوں کو کلام الٰہی مان لیا۔ پیغام صلح جو مرزا صاحب کی آخری تحریر بیان کی جاتی ہے اس میں بھی نہایت شبہ ہے وہ ان کی تحریر نہیں ہے بلکہ خواجہ کمال الدین صاحب کی۔ اس کے وجوہ بھی عرض کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کلکی اوتار کی بابت جہاں تک مجھے علم ہے مرزا صاحب نے کہیں کچھ نہیں لکھا یہ بات خود آپ نے اختراع کر لی ہے بروز محمد ﷺ کی بابت جو آپ نے لکھا ہے اسی واسطے میں نے اپنے عریضہ کے سوال نمبر میں لکھا تھا کہ بروز کے کیا معنی ہیں۔ مگر اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں لغت سے نیز قرآن شریف سے

بروز کے معنی پیش کرتا ہوں۔ اس پر غور فرمائیں کہ مرزا صاحب بروز محمد ﷺ کس طرح ہوسکتے ہیں۔ بروز زبان عرب میں ''ظاہر ہونا'' اور ''باہر نکلنا'' ہے اور فارسی زبان میں بروز ''کپڑے کے سجاف'' کو کہتے ہیں بہر حال آپ کا اور مرزا صاحب کا لفظ بروز زبان عرب سے مراد ہے تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ مرزا صاحب بن کر ظاہر ہوگئے ہیں اور ان کے روح اور جسم دونوں یا صرف روح مرزا صاحب ہیں یہ محض غلط ہے قرآن شریف کی آیات سے اس غلطی کی تائید صریح ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۔ وبرزوا لله الواحد القهار۔ سورہ ابراہیم ۲۔ وبرزوا لله جميعا، ۳۔ يوم هم بارزون لايخفى على الله منهم شيء ۴۔ ولما برزوا لجالوت، ۵۔ فاذا برزوا من عندك، ۶۔ قل لو كنتم في بيوتكم لبرز الذين كتب عليهم القتل الى مضاجعهم۔

ان تمام چھ آیات کے معنی میں کلمہ بروز کا استعمال خداوند کریم نے قبروں سے مردوں کے نکلنے یا گھروں کے اندر سے یا کسی اوٹ میں سے باہر اور ظاہر ہو کر نکل آنے میں کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں جو جسم چھپ گیا ہو یا گھر کے اندر یا کسی اوٹ میں ہو گیا ہو وہی جسم آشکارا ہو کے سامنے آ جائے پس بروز محمدی کے یہ معنی ہوئے کہ خود حضرت رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ اپنے مرقد مقدس اور آرام گاہ پاک سے اٹھ بیٹھیں۔ جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ واقع نفخ صور کے بعد ہوگا اور مدینہ شریف میں۔

نہایت افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو جس اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) مطبوعہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی اور رسول ہونے کا بڑے زور سے دعویٰ ہے اسی میں بروز کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۲ میں اس طرح درفشانی فرماتے ہیں جس کی کسی آیت یا حدیث سے تصدیق نہیں۔ وهو هذا ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں۔ بلفظہ۔ یہ مسئلہ تناسخ کی تائید ہے جس کی پہلے تردید

کر چکے ہوئے ہیں البتہ مرزا صاحب نے بروز کے معنی نبی اور اوتار کے کئے ہیں۔ وہ یہ ہے ''انکار پرمیشر انسانی جسم میں اوتار ہو کر آیا کرتا تھا۔ جیسے رام چند۔ کرشن جی۔ بلرام۔ نرسنگھ اوتار وغیرہ'' تو اس سے بھی تناسخ کے مسئلہ کی تصدیق ہوتی ہے حلول خداوند کریم جسم انسانی میں جائز رکھا گیا ہے۔ جو اسلام کے بالکل مخالف ہے۔ یہ اس واسطے مرزا صاحب نے کرشن اوتار ہونے کا الہام سے دعویٰ کیا ہے اور کرشن جی نے اپنی گیتا میں اس حلول اور تناسخ کو اس طرح پر لکھا ہے۔

سری بھگوانو واچ یہ ہے ارجن میرے اور تیرے بہت جنم بیت چکے ہیں اور اناشی ہوں اربھ بھوتاں پرانیاں کا آتما ہوں ایشر ہوں اور پربھ ہوں میں تو ایسا ہوں جیسا کہا ہے اور اپنے مایا کے ادھے ہو کر جنم لیتا ہوں مایا کا اولبا کیہ ہے جیسے کوئی راجہ راج کا بھیکھ اوتار کر کوئی اور بھیکھ کرے۔ الخ بلفظہ پوتھی سری بھگوت گیتا۔ مطبوعہ دکٹوریہ پریس لاہور ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۰۔

یہی گیتا ہے جس کی نسبت مرزا صاحب کا الہام ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔ بلفظہ دیکھو لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۲۔ اسی گیتا کی عبارت اوپر درج کی گئی ہے۔ جو مسئلہ تناسخ میں کامل ہے الہام کے مطابق اسی گیتا میں مرزا صاحب کی مہما د تعریف لکھی ہوئی ہے۔ اب آپ اس گیتا کو ہاتھ میں لے کر پڑھیں۔ جس سے صاف واضح ہو جائیگا کہ کرشن جی خود خدا ہیں۔ ہمیشہ جنم کے ذریعے سے انسانی جسم میں حلول کرتے آئے ہیں۔ ویسے ہی کرشن جی پرمیشر مرزا صاحب میں حلول کر کے آئے تھے۔ مگر افسوس کسی ہندو نے قبول نہ کیا۔ قبول تو کیا بلکہ سخت درجہ کا انکار کر کے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ مرنے کے بعد پیغام صلح بھی ہندوؤں کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب وکیل نے ہندو لوگوں کے روبرو پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کو بلا پڑھنے کے ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا۔

اس کے بعد مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا در حقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں

نہیں پائی جاتی اور وہ اپنے وقت کا اوتار یا نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح منداور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے وقت کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا تھا۔ خدا کا وعدہ[1] تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔" بلفظہ لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کا صفحہ ۳۳-۳۴۔ اس کے خلاف دیکھو مرزا صاحب کا شحنہ حق صفحہ ۶۹۔

نہایت افسوس کی بات ہے کبھی تو کرشن جی اور ویدوں اور پرمیشر کی توہین کرتے ہیں اور پھر وہی کرشن بھی بنتے ہیں۔

میں آپ کے خلیفۃ المسیح کی تحریر جو بروز کے بارے میں ہے پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مرزا جی اس صدی کے مجدد ہیں اور مجدد اپنے زمانہ کا مہدی اور اپنے زمانہ کے شدت مرض میں مبتلا مریضوں کا مسیح ہوا کرتا ہے۔ اور یہ امر بالکل تمثیلی ہے جیسے مرزا جی اپنے الہامی رباعی میں ارقام فرما چکے ہیں۔

رباعی

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی لقب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا
(ازالہ صفحہ ۲۸۳ طبع ثانی)

اس تحریر سے پایا گیا کہ مرزا جی کو صرف تمثیلی طور پر مسیح کہتے ہیں۔ جیسے حکیم کو حاذق اور مسیح بول دیتے ہیں اسی طرح خلیفۃ المسیح میاں نورالدین صاحب نے ایک شخص نیم مرزائی محمد

---

[1] خدا کا وعدہ اپنے کہاں ہے قرآن شریف یا کسی حدیث قدسی کا حوالہ دیجئے۔ منہ۔

عثمان کے سوالات کے جوابات میں حکیم فضل الدین کی طرف سے بروز کی اصلیت وحقیقت لکھوا کر بھیجی وہ اس طرح پر ہے۔ وھو ھذا۔

پانچواں آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکھو اس کے ٹائیٹل پر لکھا ہوگا سن تصنیف بقراط زمان سقراط دوران۔ افلاطون اوان۔ وغیرہ وغیرہ کیا یہ بھی بہتوں کا بروز ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت معلوم نہیں ورنہ آپ کو اس قدر گراں نہ گزرتا بروزی نام ایک شخص کا خطاب یا لقب ہوتا ہے جو اس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص پہلوان بھی ہے سخی بھی ہے تو اس کو شیر بھی کہیں گے اور حاتم بھی۔ اگر آپ ناموں پر غور کریں تو دو دو تین تین بزرگوں کے نام ایک ایک نام میں پائیں گے۔ جیسے آپ کا نام آپ کے والدین نے بطور تفاؤل رکھا اس میں دو نام جمع کئے ہیں یا جیسے مرزا صاحب کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فساد اندرونی مہدی اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔ بلفظہ الحکم مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۹ کالم ۴۔

یہ اصلیت بروز کی مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ نورالدین حکیم وفضل الدین وغیرہ نے بیان کی ہے باوجود اختلاف ما بین زمان ماضی وحال ومستقبل آپ کے غور کے قابل ہے اور ایسے بروزی نبی روزمرہ ہوتے رہتے ہیں اور سیکڑوں موجود ہیں جن کے اقرار اور انکار پر کوئی خوبی یا گرفت نہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے تمثیلی ہوئے ہیں مثلاً مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مہاجر مکی جنہوں نے سب سے پہلے تردید نصاریٰ پر قلم اٹھایا اور ہجرت کرنے پر مجبوری ہوئی۔ علاوہ ان کے بہت سے علماء نے اس وقت بھی اس کام کو کیا ہے ان کو کسی نے بروزی نبی یا مبشر یا منذر نہیں مانا۔ رفع فسادات اندرونی کی بھی خوب کی۔ مرزا صاحب کی ہستی سے فسادات کا دروازہ ایسا کھلا کہ ایک روز بھی امن نہ ہوا اور بغاوت بڑھتی گئی۔ مہدی کا لقب بھی ان کے لئے موزوں نہیں۔ اہل ہنود کو ہدایت کرنا

مرزا صاحب کا بھی اظہر من الشمس ہے صرف کرشن جی مہاراج کا الہام کر کے خاموش ہو رہے۔ حتیٰ کہ ایک ہندو کو بھی مسلمان بنانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ ان کے سامنے عبدالغفور مسلمان کو ہندو آریہ بنا کر اپنی ہدایت رسانی اور مہدی لقب پر مہر لگادی میں امید کرتا ہوں کہ آپ ذرا تامل اور غور سے اگر توجہ فرمائینگے تو آپ کو حقیقت کھل جائیگی۔ معاف فرمادیں عریضہ مجبوراً طویل ہوتا جاتا ہے۔

۶۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کی یہ بھی زبردستی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مہدی خلیفۃ اللہ، امام آخرالزمان، کرشن اوتار، کلکی اوتار، سیدنا و مولانا محمد ﷺ مرزا صاحب غلام احمد۔ ایک ہی شخص کے نام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل اس بات کو نہیں مان سکتا اور سب کے صفات بھی ایک نہیں ہو سکتے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ باقی سب کے بالد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بے نکاح بے اولاد تھے باقی سب نکاح دار با اولاد تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ قرآن شریف میں ہے۔ باقی کا کوئی ذکر نہیں۔

راجہ کرشن نے اپنے ماموں کنس کو بے گناہ قتل کیا اور خدائی کا دعویٰ[1] کیا مرزا صاحب پر بھی کسی آریہ کے قتل کا شبہ ہو کر خانہ تلاشی ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بھی اس کی طرف کر دی جائے۔ آنحضرت ﷺ باوجود سخت درسخت کفار کی اذیت کے زبان سے بھی بُرا نہ فرمایا مرزا صاحب ہیں فوراً غصہ میں آ کر ہزار لعنتیں اور گالیاں نکالتے ہیں۔ اور عدالتوں میں حاضر کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول اکرم

[1] خدائی کا دعویٰ الخ۔ دیکھو خود جمال مدینہ کا کرشن اوتار۔

ﷺ نے کسی کے حق میں بددعا اور لعنت نہیں کی۔ لیکن مرزا صاحب نے تمام مخالفین کو سخت فحش گالیاں دیں اور لعنتوں کے طومار ایک سے لے کر ہزار تک لعنتیں گن گن کر ادا کیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول کریم ﷺ نے دنیا کو ملعون کہہ کر ترک کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کے لئے سامان یا رسد جمع نہ کی۔ کوئی مکان عالیشان نہ بنوایا۔ عورتوں کے لئے زیور کا خیال نہ فرمایا۔ مرزا صاحب ہیں کہ دنیا میں ایسے محو کہ سوائے روپیہ جمع کرنے کے کوئی ذکر ہی نہیں۔ مکانات بنوائے گئے۔ ہزار ہا روپیہ کا زیور بیوی کے لئے تیار کروایا گیا۔ یہاں تک کہ مرنے سے دو چار دن پیشتر لاہور میں تین ہزار کا زیور تیار ہوا تھا مگر یار لوگوں کے حوالے۔ مریدوں کو چندہ نہ دینے کی سزا یہ کہ نام رجسٹر بیعت سے خارج کیا جاویگا۔

پھر افسوس ہے آپ کہتے ہیں کہ سب کے اوصاف ایک ہی ہیں یا سب کا موصوف ایک شخص مرزا جی ہیں۔ آپ ہی مہربانی کر کے فرمادیجئے ہاں پیغمبران علیہم السلام کے اوصاف اور اخلاق ایک ہو سکتے ہیں لیکن مرزا صاحب کے اوصاف میں سے ایک بھی مطابق نہیں۔ اگر شمار کروں عریضہ طویل ہو جائیگا۔ خود ہی غور اور ملاحظہ فرمالیجئے کہ جن امور کا آپ اقرار کرتے ہیں۔ مرزا صاحب ان کا سخت انکار کرتے ہیں۔ بلکہ مفتری اور کم فہم کذب وغیرہ الفاظ اقرار کرنیوالے کے حق میں فرماتے ہیں۔ شاید آپ کوئی تاویل کریں مگر منصف مزاج کے خیال میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

۷۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اس جگہ میں پھر یہ بات کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ آپ نے دانستہ انکار کیا ہے کہ یسوع میرا واقف نہیں کیا آپ نے رسالہ انجام آتھم نہیں دیکھا جس میں مرزا صاحب نے

یسوع علیہ السلام کو یانی پی پی کر فحش گالیاں دیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ چور شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، تین دادیاں، نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳ سے ۷ تک۔

فرمایئے یہی وہ یسوع علیہ السلام ہیں جن کی بابت مرزا صاحب درفشانی فرماتے ہیں یا کوئی اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ افسوس! انہیں باتوں پر آپ فرماتے ہیں کہ مخالفین کی تحریریں اور مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر لیجانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں لازم یہ تھا کہ مخالفت کی کتب اور مضامین پر غور کیا جاتا۔ نہ کہ ضد میں آ کر الٹی کاروائی کی جاتی۔

فرمایئے اب بھی آپ یسوع علیہ السلام سے واقف ہوئے ہیں یا نہیں؟ اچھا مزید واقفیت کے لئے مرزا صاحب کی الہامی کتابوں کو پیش کرتا ہوں۔

(الف) دھم: بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جنکو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ بلفظہ مرزا جی کی الہامی کتاب توضیح مرام صفحہ ۳۔

(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ بلفظہ مرزا صاحب کی کتاب راز حقیقت کا صفحہ ۱۹۔

فرمایئے مولوی صاحب! یہ کتنا بڑا اندھیر ہے اور دن کے وقت سورج کا انکار ہے۔ باوجود اس کے کہ مرزا صاحب کی الہامی کتابوں میں درج ہے کہ یسوع علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام بلکہ جیزس بھی وہی ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ اسی وجہ

سے میں نے سوال کیا تھا کہ آپ نے مرزا صاحب کی کل تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے پوسٹ کارڈ میں فرمایا کہ حضرت صاحب کی تقریباً جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور خط میں یہ جواب دیا کہ تصانیف و تالیفات کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی پڑھی مخالفت کی بھی اکثر بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں۔ اب فرمایئے! ایسا فرمانا آپ کا صحیح ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ آپ نے میری کتاب کو بھی نہیں پڑھا۔ جیسے اکثر مرزائی صاحبان مخالفین کی کتابوں کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ آپ نے میری کتاب کو پڑھ چکنا بھی خلاف واقع تحریر فرمایا ہے کیونکہ اگر آپ نے میری کتاب کو بھی مطالعہ فرمایا ہوتا تو آپ ہرگز نہ کہتے کہ یسوع میرا واقف نہیں کیونکہ میری کتاب تقریباً یسوع علیہ السلام کے نام اور تذکرے سے پر ہے۔ چنانچہ صفحہ ۶۶ سے لے کر ۷۲ تک خاص یسوع علیہ السلام کے نام کی بحث مفصل ہے۔ پھر صفحہ ۱۰۵ پر ذکر ہے۔ پھر مجھے نہایت افسوس ہوگا کہ میں یہ کہوں آپ نے صریح کذب کا عمداً استعمال کیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ یہاں قابل غور اور توجہ یہ بات ہے کہ یسوع علیہ السلام وہی ہیں جن کو مرزا صاحب نے فحش گالیاں دی ہیں۔ اور یہ بہانہ کیا ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی باعث سے آپ نے بھی لکھ دیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ جن کو مرزا صاحب اپنی الہامی کتابوں میں حضرت مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام لکھ چکے ہیں۔ پھر کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے ثبوت بنانے میں ایسی مجبوری ہوئی کہ یوز آس اور جیزس کو یسوع۔ عیسیٰ علیہ السلام لکھ دیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ ہم یسوع علیہ السلام کو کیسی گندی گالیاں دے چکے ہیں اور ان کا بھی قرآن میں کوئی ذکر نہیں حالانکہ یوز آصف ایک جداگانہ شخص ہیں جن کی سوانح عمری مطبوعہ حیدرآباد وغیرہ موجود ہیں۔

فرمایئے باوجود ایسے یقینی اور قطعی علم کے یسوع علیہ السلام کو فحش گالیاں یعنی ماں بہن دادیاں نانیاں کی گالیاں دینا بقا ایمان واسلام ۔ پیغمبری و نبوت بروز محمد ﷺ وغیرہ آپ کے ایمان کے نزدیک قرآن شریف واحادیث شریف سے ثابت ہے؟ دراصل ایمان الایمان بین الخوف والرجا ہے۔ خداوند کریم ہر ایک مسلمان کو نصیب کرے آمین ۔ انَّ فِیْ ذالک لعبرۃ لمن یخشٰی.

ہاں! میں نے عرض کیا تھا کہ مرزا صاحب کے نبی یا رسول ہونے کی بابت پھر عرض کروں گا۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی، مبشر، منذر مانتا ہوں۔ مامور یقین کرتا ہوں۔ منکر ان کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں بروزی نبی کی بابت عرض کر چکا ہوں کہ قرآنی آیات کے حوالے سے ایسا خیال کرنا ہی غلط ہے۔ یہ کسی جگہ اور کسی حدیث میں نہیں آیا کہ کثرت مکالمہ مزعومہ سے کوئی آدمی نبی بروزی بن جاتا ہے اگر کوئی ایسا ہوا ہے تو آپ پیش کریں ہاں مبشر اور منذر نبی اور رسول ہی ہوتے ہیں لیکن بروزی نہیں اور مبشر منذر کا منکر بلاشک کافر ہے۔ اس میں تو آپ نے اجتماع الضدین کر دیا ہے کہ بروزی نبی بھی ہیں اور مبشر اور منذر بھی ہیں لیکن ان کا منکر کافر نہیں جب آپ مبشر اور منذر مرزا صاحب کو مانتے ہیں تو پھر مرزا صاحب نبی اور رسول کیوں نہیں صرف بروزی کیوں ہیں۔ قرآن شریف میں جابجا مبشر اور منذر رسول علیہ السلام ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جیسے۔ (۱) فبعث اللّٰہ النبیین مبشرین و منذرین. سورۃ بقرہ، (۲) رسلا مبشرین ومنذرین. سورۃ النساء، (۳) وما نرسل المرسلین الامبشرین ومنذرین. سورہ کہف، (۴) وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا. سورۃ بنی اسرائیل، ترجمہ (۱) پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبشر اور منذر بنا کر، (۲) رسولان (علیہم السلام) کو مبشرین ومنذرین بنا کر بھیجا، (۳) ہر رسول مبشر اور

منذر ہی ہوتا ہے، (۴) ہم نے آپ کو مبشر اور منذر کر کے ہی بھیجا ہے۔

پس قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہوا کہ مبشر اور منذر رسل علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ سوا ان کے اور کوئی مبشر اور منذر نہیں ہو سکتا۔ اندریں صورت مبشر اور منذر کا منکر فی الواقع کافر ہے لیکن تعجب ہے کہ آپ مبشر اور منذر بھی مانتے اور منکر ان کا پھر بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔ آگے چلئے۔ آپ خود مرزا صاحب کو اپنی معیار صداقت میں نبی اور رسول مان چکے ہیں۔ انبیاء سابق علیہم الصلوۃ والسلام کے دعاوے اور ثبوت دعاوی کے نشانات کو ایک طرف اور لوگوں کے انکار اور استہزا کے حالات دوسری طرف سنا کرتے تھے۔ تو ان لوگوں پر تعجب آتا تھا اور دل میں سوال اٹھتا تھا۔ کہ یاالٰہی وہ کس قسم کے مزاجوں اور دماغوں کے انسان تھے۔ جو ایسے ایسے عظیم الشان راست بازوں کے دعاوی کا اور ایسی ایسی آیات بینات سے اعراض کرتے تھے اور جب قرآن کریم میں آیات (۱) یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزء ون، (۲) کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون، (۳) ما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزء ون. بلفظہ معیار صداقت آپ کی ص۲۔

اس تحریر اور آیات بالا کے لکھنے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب رسول ہیں اور نبی ہیں۔ ان پر لوگ استہزا کرتے ہیں اسی طرح پہلے نبی اور رسولوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور ان کو ساحر اور مجنون کہتے تھے۔ اور ان کے حکم سے اعراض کرتے تھے۔ اسی طرح سے مرزا صاحب کو بھی کہا گیا۔ پھر دوسری جگہ آپ نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں وبائیں، مصیبتیں، قحط، طاعون، بخار، زلازل، سیلاب، آتش زدگیاں، ریلوے حادثات وغیرہ مرزا صاحب کے انکار کے سبب دنیا میں ہیں کیونکہ وہ نبی اور رسول ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء. الآیہ ما کنا

معذبین حتی نبعث رسولا۔ وما کان ربک مھلک القری حتی تبعث فی امھا رسولاً. صفحہ ۵ آپ کی معیار صداقت۔

ان تمام تحریری باتوں سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں۔ جن کے نہ ماننے کی وجہ سے ایسے مصائب نازل ہوتے ہیں۔

تیسری جگہ آپ نے لکھا ہے اور بجز نے بدقسمت ہوتے ہیں جو مامور کے خلاف۔ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاء ھم الھدی...... ابعث اللہ بشرا رسولا یہاں آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب رسول ہیں اور بدقسمت لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے ہیں تمام آپ کی معیار صداقت میں مرزا صاحب کو نبی اور رسول بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے اور ان پر ایمان لانے کی تاکید اور وعید تحریر فرمائی ہے اور آیات کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں درج فرمایا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں ان کو بروزی نبی مانتا ہوں اور جو مسلمان ان کا منکر یا مکذب ہے اس کو مسلمان ہی جانتا ہوں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب رسول اور نبی نہیں۔ بلکہ میں ان کو مسیح موعود جانتا ہوں۔ یہ کیا تماشہ کی بات ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں مرزا صاحب کو نبی بروزی جس کا قرآن شریف اور احادیث شریف میں کوئی ذکر نہیں مانتے ہیں۔ اور اپنے مضمون معیار صداقت میں بڑے زور سے رسول اور نبی تحریر فرماتے ہیں۔ اور ان کے نہ ماننے والوں کے حق میں وہ آیات دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ جو کفار اور منکران انبیاء و رسل علیہم السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ ان اجتماع الضدین کو کوئی ذی عقل تو تسلیم نہیں کر سکتا۔ آپ ہی براہ مہربانی اس کا حل فرمائیے۔

دعوئی نبوت ورسالت

اب میں مرزا صاحب کے ان چند دستاویزات کو پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے دعوئی نبوت و رسالت کر کے اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ انبیاء کے مرتبے سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوا ہے۔ بلفظہ الہامی کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶ حاشیہ نمبر ۴۔

۲۔ میں محدث ہوں اور محدث بھی نبی ہوتا ہے اس کے الہام میں شیطانی دخل نہیں ہوتا۔ وحید انبیاء کی طرح مامور ہوتا ہے اور انکار کرنے والا مستوجب سزا ہوتا ہے۔ ملتقطا توضیح مرام صفحہ ۱۸ مرزا صاحب کی الہامی کتاب۔

۳۔ میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ بلفظہ انجام آتھم صفحہ ۶۲۔

۴۔ جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ انجام آتھم صفحہ ۷۸۔

۵۔ نبیوں کے چاند (مرزا صاحب)۔ انجام آتھم ۵۸۔۶۰۔

۶۔ جو مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ خدا کو قبول کرتا ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۸،۶۰۔

۷۔ الہام قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (اے مرسل من اللہ)۔ بلفظہ اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۲۔۳۔

۸۔ الہام جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ بلفظہ معیار الاخیار صفحہ ۸۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳۔۱۶۵۔

۹۔ یاد رکھو جیسا کہ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی

مکذب یا مکفر یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلفظہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸ حاشیہ۔

۱۰۔فاتقو اللہ ایہا الفتیان. الخ۔اے جوانو خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور میری اطاعت کرو۔گناہوں کی موت مت مرو۔ بلفظہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵۔۳۶۔

۱۱۔وانّ الکاری الخ۔میرا انکار حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے مجھ سے کفر کیا۔اور جنہوں نے حسد چھوڑ دیا اور مجھ پر ایمان لے آئے ان کے لئے برکتیں ہیں۔بلفظہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۳۔

۱۲۔لعنت اللہ علی مَنْ تخلف منا اوابی.ترجمہ:(خدا کی لعنت اس شخص پر جو میری مخالف کرتا ہے یا میرا انکار کرتا ہے)بلفظہ مرزا صاحب کی تحریر بنام پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء۔

۱۳۔اس وقت بھی خدا کا رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔ بلفظہ اشتہار الندا من وحی ا ۔۰۰۔۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء۔

۱۴۔مرزا صاحب نے مولوی عبدالکریم کی قبر کی سنگ مزار پر یہ شعر لکھوایا۔

مسیحا کو جو مانے اس کو وہ مومن سمجھتا تھا   مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اس کے کافر تھا

بلفظہ الحکم نمبرا۔جلد ۱۰ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء اور بدر جلد ۲ نمبر ۱۰۔۶ مارچ ۱۹۰۶ء۔

۱۵۔الہام۔قطع دابر القوم الذین لا یومنون. بلفظہ بدر نمبر ۳ جلد ۲۔۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء۔جو قوم میرے پر ایمان نہیں لاتی اس کی جڑ کاٹی گئی۔

۱۶۔بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔مرزا صاحب کا خط مندرجہ تذکرۃ الحکیم نمبر ۴۔صفحہ ۲۳ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء۔

مریدین مرزا صاحب کی تحریرات تائید دعویٰ نبوت میں

۱۔اسم او اسم مبارک ابن مریم مے بہند   آں غلام احمد است و مسیح داے قادیاں

گر کسے آرد شکے در شان آں کافر است   جائے او باشد جہنم بیشک و ریب و گماں

بلفظہ الحکم ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء صفحہ ۳ کالم ۲۔

۲۔مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں امام برحق ہوں جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا وہ جاہلیت کی موت (کافر ہو کر) مرے گا۔بلفظہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء۔خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین کا خط۔

۳۔آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول (مرزا صاحب) اس کی طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔بلفظہ الحکم مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۶۔۷۔

۴۔ ندا یہ فلک سے آتی ہے سن لو اے لوگو

کہ لاؤ تم اس پر ایمان خدا کا ہی منشور

نہ مانا جس نے اسے اپنا پیشوا و امام

گیا وہ دونوں جہاں سے مرا بکفر کفور۔

حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہے۔ بلفظہ الحکم ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵۔

۵۔آپ مرزا صاحب مسیح موعود مامور من اللہ ہیں۔انکار کرنے والا خارج از امت ہے۔بلفظہ نقشہ الہامات سید امیر علی شاہ ملہم الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۰ء صفحہ ۶۔

۶۔جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئی کی تھی اس کو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی نبی اللہ ہیں نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے۔ بلفظہ الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۔

ے۔ملک مولا بخش صاحب رئیس گورانی کا سوال کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیے۔تمہید کے بعد میں اصل مطلب پر آتا ہوں کہ ہمارے مخالفین کافر ہیں یا نہیں۔۔خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے اس کا حشر کیا ہوگا (یعنی کافر دوزخی ہے)۔ ملاحظہ اخبار بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۷۔۸۔

لیجئے میاں صاحب! بہت چاہا کہ اختصار کروں۔ لاچار اختصار کرتے کرتے اپنے قلم کو روکتے ہوئے بھی اس قدر لکھا گیا۔اس کو کافی سے بھی زیادہ سمجھ کر بس کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو رسول نبی برحق لکھتے ہیں اور الہامات بڑے زور سے درج کرتے ہیں اور اپنے منکر، مکذب، متردد وغیرہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا فرماتے ہیں اور اسی طرح تمام مرزائی احمدی بڑے زور سے ہم مسلمانوں کو کافر اور دوزخی اپنی تحریرات میں قرار دیتے ہیں اور حکم خداوند کریم کا جو قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے اس کا انکار صریح کیا گیا ہے۔ اگرچہ آپ نے کچھ مہربانی کر کے (برخلاف مرزا صاحب اور تمام حواریین) ہم کو کافر اور جہنمی نہیں فرمایا لیکن مرزا صاحب و دیگر مرزائیاں نے اپنے الہامات و دستاویزات میں ہم سب مسلمانان عرب و عجم کو جو مرزا صاحب کے ادعا کا انکار کرتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں یا صرف متردد ہیں بڑے زور سے کافر، مرتد، جہنمی، خارج از امت اسلام سے خارج، لعنتی، جڑ کٹے اور جاہلیت کی موت مرنے والے وغیرہ لکھ دیا ہے امید ہے آپ اس پر غور فرماویں گے۔یہ وہی باتیں ہیں جنہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کو پھر اسلام میں داخل کیا جو بہت بڑا حامی مرزا صاحب کا تھا۔یہاں پر نہایت تعجب اور

پر تعجب آپ کی توجہ کی قابل یہ بات ہے کہ پہلے تو مرزا صاحب ابن مریم مسیح موعود، مہدی مسعود وغیرہ القابات حاصل کرنے سے سخت زور سے انکار کر کے کہتے تھے کہ میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا روحانی مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔مسیح موعود یا مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جو شخص ایسا کہے وہ مفتری اور کذاب کم فہم شخص ہے۔یا یہ کہ خود ہی مسیح ابن مریم، مسیح موعود، مہدی مسعود، نبی رسول سب کچھ بن کر اپنے منکروں مکذبوں متردوں کو کافر، لعنتی، جہنمی وغیرہ فرمادیا ان باتوں کی فلاسفی آپ ہی سمجھیں۔خواہ خلل دماغ تصور فرمائیں یا۔۔۔۔۔ حافظ نا شد کہیں۔ہاں خالصاً للہ اگر اپنے دل سے تعصب کو دور کر کے غور فرمائیے گا تو آپ کو یہ راز منکشف ہو جاویگا۔خدا کے لئے یہ نہ تحریر فرمائیں کہ مخالف تحریروں نے ہی مجھے ادھر جانے کی تحریک کی تھی میں اپنے سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے خداوند کریم علیم بذات الصدور ہے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

دوسرا سوال : کیا آپ مرزا صاحب کے کل الہامات کو قطعی اور یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ:

حضرت صاحب کے کل الہامات کو منجانب اللہ قطعی اور یقینی جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط:

دوسرے سوال الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد سمجھتا ہوں۔

اقول باللہ التوفیق: اس سوال کے جواب میں آپ نے ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ جو الہامات مرزا صاحب کو ہوئے تھے وہ منجانب اللہ تعالیٰ قطعی اور یقینی تھے اور ان پر ایمان لانا

ایسا ہی ہے جیسے قرآن شریف پر لیکن مسلمان لوگ اس کے خلاف ہیں کیونکہ ان کے نزدیک قرآن شریف لاریب کلام الٰہی ہے اور وہ قطعی اور یقینی ہے اور وہ عین الیقین کے درجہ پر ہے جس کی معیار اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں اس طرح فرمائی ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ (سورۃ نساء)

دوم: جو نشانات یا معجزات اور پیشن گوئیاں رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ سے قرآن شریف میں مسلمانوں کو پہنچے ہیں۔ انکا انکار کافر اور ظالم لوگ کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما یجحد بایتنا الا الظلمون اسی معیار پر مرزا صاحب کے الہامات کو رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ اگر ان میں اختلافات نہیں ہیں اور وہ سچے بھی ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے کچھ ہدایت اور رشد بھی پایا گیا ہے تو خدا کی طرف سے یا خدا کی طرف منسوب ہوسکتے ہیں یا ہوسکیں گے۔ اگر ایسا نہیں تو بس شیطانی نزول سمجھا جائیگا کیونکہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ شیطانی نزول بھی ان کے اپنے دوستوں پر ہوا کرتا ہے اور اکثر مفتری اور اثیم لوگوں پر نزول شیطانی ہوتا رہتا ہے۔ اس بارہ میں مرزا صاحب کا اپنا اقرار جو اکمل آف گولیکی نے ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء کو شائع کیا وہ اس طرح پر ہے۔ وھو ھذا۔

ازاں بعد میں نے عرض کیا کہ ایک نوجوان احمدی یہ الہامات سناتا ہے رویا میں خلقت نے مجھے سجدہ کیا۔ بہشت[1] کی سیر کی اور الہام ہوا انا النذیر المبین۔ فرمایا کہ یہ بڑے ابتلا کا مقام ہے۔ میرا مذہب یہ ہے کہ جب تک درخشاں نشان اس کے ساتھ بار بار نہ لگائے جاویں تب تک الہام کا نام لینا بھی سخت گناہ اور حرام ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ قرآن مجید اور میرے الہامات کے خلاف تو نہیں۔ اگر ہے تو یقینا خدا کا نہیں بلکہ شیطانی القا ہے۔ اصل میں ایسے تمام لوگوں کی نسبت میرا تجربہ ہے کہ انجام کار ہلاک ہوتے ہیں۔

[1] مرزائی کہتے ہیں کہ کوئی بہشت نہیں۔ پھر احمدی نے سیر کہاں کی۔ منہ

اب میں مرزا صاحب کے دو چار الہامات کو بطور نمونہ آپ کی غور کے لئے پیش کرتا ہوں۔

اوّل: سب سے پہلے ۱۸۶۴ء میں مرزا صاحب کو الہام ہوا۔ رویا صادقہ کتاب براہین احمدیہ کی بابت ہوا کہ یہ کتاب حضرت رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک میوہ بن گئی اور قاش قاش کیا گیا تو اس میں سے بہت شہد نکلا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ مرفق تک بھر گئے میں نے دریافت پر کہا کہ اس کتاب کا نام قطبی ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے وغیرہ وغیرہ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸۔

حاشیہ نمبر ا۔ اس وجہ اور الہام کے یقینی ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ جو شخص اس کتاب کا جواب دے یا غلط ثابت کرے تو اس کو یہ انعام دیا جاویگا۔

پھر اس کتاب الہامی براہین احمدیہ کی بابت لکھا کہ تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اور اسی وجہ سے انعامی اشتہار انگریزی و اردو میں دیا گیا ہے اور یوں لکھا ہے۔

یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر بالفظ کتاب براہین احمدیہ۔

اس الہام مندرجہ بالا میں جو کتاب دکھلائی گئی اگرچہ اس کا نام قطبی تھا اور برخلاف اس کے براہین احمدیہ رکھدیا وہ کتاب تین سو جز کی ضخامت اور تین سو مضبوط اور قوی عقلیہ دلائل اور اس میں ایک اشتہار، چار فصل، ایک خاتمہ درج تھے۔

اب آپ براہین احمدیہ الہامی کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ اس میں صرف ایک اشتہار، ایک مقدمہ، ایک فصل، ایک باب نامکمل موجود ہیں لیکن تین فصلیں اور ایک خاتمہ ندارد ہیں اور ایک باب تھوڑا سا بلا الہام ہی لکھدیا ہے نہ تو تین سو مضبوط عقلیہ دلائل ہیں اور نہ تین سو جز کی کتاب ہے۔ بلکہ صرف ۱/۲ ۳۵ جز کی کتاب

ہے۔ فرمایئے! کیا یہ کتاب مطابق الہام کے ہے۔ ہرگز نہیں! پھر آپ ہی غور فرماویں یہ الہام خدا کی طرف سے تھا۔ میں کہتا ہوں اور ہر شخص غیر متعصب یہی کہے گا کہ خدا کی طرف سے نہیں۔ آگے چلئے۔

دوئم: مرزا صاحب کی الہامی کتاب میں الہام ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الایہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشن گوئی ہے۔

اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح (علیہ السلام) کے ذریعہ سے ظہور میں آویگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاویگا۔ بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹۔

دوسرا الہام: عسی ربکم ان یرحم علیکم۔ الآیۃ۔ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دینگے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہیگا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دیگا۔ بلفظہ براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۰۵۔

اس کے بعد باوجود ایسی تحدی الہام قطعی اور یقینی کے انہیں الہاموں کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات بیان کر کے خود مسیح بن بیٹھے دیکھو تمام کتب مؤلفہ مرزا صاحب و دیگر تمام مرزائی احمدیان کہ مسیح علیہ السلام مر چکے۔ اب وہ نہیں آئینگے۔ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اب فرمایئے مرزا صاحب کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل گیا ہے۔ دین اسلام و غلبہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مرزا صاحب نے کر دیا ہے کسی کج اور ناراست کا نام و نشان بھی دنیا میں نہیں رہا۔ تمام گمراہان کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ نہایت جلال اور جلالیت کو مرزا صاحب کام میں لے آئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حاشا و کلا۔ تناقضات

الہام پر غور فرمایئے کیا خدائی الہامات ایسے ہی ہونے چاہئیں آگے چلئے۔

سوئم: مرزا صاحب کو ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لڑکا کیا ہوگا وہ مظھر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء وہ لڑکا مظہر حق ہوگا۔ گویا خود اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ بادشاہان اس کے کپڑوں سے برکت پائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن افسوس اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ جب لوگوں نے اعتراض کئے تو فوراً کہہ دیا کہ میں نے کب کہا تھا۔ کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اور اشتہارات دیئے گئے کہ وہ لڑکا پیدا ہوگیا ہے عقیقہ وغیرہ کی رسم بڑی تعلّی اور تحدی سے ادا کی گئی۔ لیکن افسوس کہ وہ لڑکا صرف ۱۶ ماہ کی عمر پر ملک بقا کو روانہ ہوگیا۔ اور اب تک وہ لڑکا نہ پیدا ہوا حتیٰ کہ مرزا صاحب بھی سدھار گئے۔

دوبارہ پھر الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن افسوس خلاف الہام لڑکی پیدا ہوئی۔

سہ بارہ الہام ہوا کہ میرے گھر میں شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر افسوس پھر خلاف اس کے[1] لڑکی ہی پیدا ہوئی۔

چہار بارہ الہام ہوا کہ میرے گھر میں ''عالم کباب'' لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے پیدا ہونے پر تمام دنیا کباب ہو جاویگی۔ مگر افسوس اس کے خلاف پھر لڑکی پیدا ہوئی۔

اس کے بعد پنج بارہ الہام ہوا کہ پانچواں لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر افسوس پھر بھی اس کے خلاف لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ دیکھو مواہب الرحمٰن مرزا صاحب کی کتاب۔

ششم بارہ پھر الہام ہوا کہ مبارک احمد فوت شدہ کی جگہ ایک اور لڑکا پیدا ہوگا۔ دیکھو اشتہار

---

1 الحکم ۷ ا مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۵ کالم ۳۔

2 ۲۳ جون ۱۹۰۳ء کی رات کو الٰہی حضرت حجۃ اللہ۔ مشکوئے معلّٰی میں دختر نیک اختر پیدا ہوئیں۔ بلفظ الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۷ کالم اول۔

مرزا صاحب مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء۔

مگر نہایت افسوس کہ مرزا صاحب اس اشتہار کے ۶ ماہ بعد ہی سفر کر گئے۔ اور آئندہ تمام ایسے الہاموں کا خاتمہ کر کے اپنے خدائی الہاموں پر مہر لگا گئے۔ اللہ اللہ تحدی۔ مولوی صاحب اذرا مہربانی فرما کر ان الہامات پر غور فرما کر کہیے کہ خدائی الہامات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لیجیے آگے چلیے۔

چہارم: سنہ ۱۸۹۰ء میں مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے ساتھ ان کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اس الہامی اشتہار کے دیکھنے سے مرزا احمد بیگ کو رنج ہوا اور اس نے انکار کر کے لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد کے ساتھ بمقام پٹی ضلع لاہور کر دیا۔ ناراضگی میں طلاق اور عاق کی نوبت پہنچی[1]۔ پھر مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ اڑھائی سال میں مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد سلطان محمد دونوں مر جائیں گے۔ اور پھر بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آوے گی۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو آسمان پر قرار پا چکی ہیں۔ جو زمین پر پکی ہو کر رہیں گی۔ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر یہ الہام نہیں ٹلے گا۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے اس الہام کے پورا ہونے پر بہت تعلّی سے یہ لکھا۔ وھو ھذا۔

یاد رکھو کہ اس پیشن گوئی کی دوسری جز (مرزا سلطان محمد کا مرنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو یہ انسانی افترا نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں ٹلتی نہیں۔ بلفظہ مرزا صاحب ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴۔

فرمایئے! یہ خدائی الہام ہیں؟ ہرگز نہیں! مرزا صاحب کا نکاح محمدی دختر کلاں

[1] یعنی مرزا صاحب نے اپنی بہو اور بیٹے کے ساتھ یہ برتاؤ کیا دیکھو حضرت کے اصل خطوط مندرجہ کلمۂ فضل رحمانی مصنفہ۔

مرزا احمد بیگ سے ہو گیا۔ یا اب بھی کچھ امید ہے۔ مرزا صاحب کے الہام کے مطابق جو قطعی اور یقینی ہے۔ بد سے بدتر کون ہوا۔ احمق کون اور خبیث مفتری کون ہوا۔ آپ خود ہی غور فرمائیں۔ اور لیجیے آگے چلیے۔

پنجم: مرزا صاحب کا الہام مندرجہ ازالہ اوہام کہ میری عمر اسّی (۸۰) سال کی ہے اس کے بعد الہام ایک صاحب اقبر کے فرمانے سے پچانوے (۹۵) سال کی عمر ہوئی۔ لیکن برخلاف[2] ہر دو الہاموں کے مرزا صاحب صرف سٹھ سال کی عمر میں بالاخر راہی ہوئے۔ فرمایئے! یہ الہام خدائی ہیں۔ آگے چلیے۔

ششم: مرزا صاحب کا الہام کہ مجھ کو دکھلایا گیا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں ہماری قبر ہوگی۔ دیکھو ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۳۶۔

پھر الہام ہوا کہ ہم مدینے میں مریں گے یا مکہ میں[1]۔ دیکھو اخبار بدر ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء۔ اس کے بعد تیسری دفعہ الہام ہوا کہ تین جگہ پر مجھ کو میری قبر کا نشان دیا گیا۔ لیکن کسی جگہ کا نام نہیں لکھا۔ دیکھو مرزا صاحب کی الوصیۃ۔

فرمایئے یہ الہامات خدائی ہیں اور ان الہامات کے مطابق مرزا صاحب کی قبر

[1] اخبار الحکم ۱۷۔۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء کا صفحہ ۱۵ کالم اول۔

[2] مرزا جی کو پچانوے سال کے علاوہ دو پانچ سال کی عمر اپنی مولوی مردان علی ساکن حیدرآباد دکن نے مرزا جی کو دیدی تھی اس حساب سے سو سال کی عمر ہونی چاہیے۔ دیکھو ازالہ اوہام طبع ثانی کا صفحہ ۷۷۔

[3] رباعی

آسمانی کہئے منکوحہ کا شوہر کون ہے ... مر گیا جو دل میں یہ اندوہ لیکر کون ہے۔
کون احمق اور خبیث مفتری جھوٹا ہے کون ... اپنے ہی اقرار سے اب بد سے بدتر کون ہے۔
کب ہوا اسی کا سن اور کب ہوا پچانوے ... مر گیا سٹھ ہی میں جو بے خبر پھر کون ہے
نہ تو مکے میں مرا اور نہ مدینے میں مرا ... جو مرا لاہور میں کذاب منکر کون ہے

کہاں ہوئی۔ آپ کا اختیار ہے کہ ان الہامات کو خدا کی طرف سے سمجھیں۔ آگے چلیے۔

ہفتم: مرزا صاحب کی ایک بڑی تعلّی اور تحدی الہام کے ذریعہ سے یوں ہے اس قدر دعا کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدہ میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں۔ اور اکثر گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جاوے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے۔ یا مالیخولیا ہو جاوے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائینگی۔ کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کریگا۔ وہ بددعا اسی پر پڑیگی۔ بلفظہ اخبار بدر نمبر ۱۰، جلد ۲، صفحہ ۵، کالم ۳، ۹ مارچ ۱۹۰۶ء۔

مولوی صاحب! خدا کے لئے غور فرمایئے۔ مرزا صاحب کی دعائیں کہاں ہیں اپنی عمر کے الہام کیا ہوئے۔ اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہو گیا کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے نہیں آئے تھے۔ آگے آیئے۔

ہشتم: مرزا صاحب کا الہام ہے کہ میں نے کشفی طور پر ایک لاکھ فوج کی درخواست کی مجھے ایک لاکھ فوج دی جاوے۔ حکم ہوا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیئے جائینگے۔ دیکھو ازالہ اوہام کا حاشیہ صفحہ ۹۷۔ ۹۸ طبع اول۔ اب اس الہام کے برخلاف مرزا صاحب مرزائیوں نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت چار لاکھ ہے۔ دیکھو پیغام صلح آخری تحریر مرزا صاحب و خواجہ کمال الدین پلیڈر۔ جب پانچ ہزار سپاہی الہام کے رو سے منظور ہوا۔ تو اب چار لاکھ کیسے۔ پہلے درخواست ہی ایک لاکھ کی تھی۔ جواب الہام کے خلاف چار لاکھ کی جمعیت بیان کی جاتی ہے آپ یا تو الہام کو سچا کہیں یا دوسری تحریرات کو۔ آگے چلیے۔

نہم: مرزا صاحب کا آخری الہام جو نہایت ضروری اور تاکیدی جو بذریعہ اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء اپنے انتقال سے چھ ماہ پیشتر بڑے زور سے اپنے مخالفین ڈاکٹر عبدالحکیم خان و مولوی ثناء اللہ وغیرہ کے برخلاف شائع کیا ہے اور جس میں اپنی جماعت کو

نہایت تاکید کی ہے کہ اس اشتہار کو میری جماعت اپنی نظر گاہ میں چسپاں کرے اور تمام اپنے بچوں اور عورتوں کو اس سے آگاہ کرے کہ وہ جانی دشمن جڑ سے کاٹے جائینگے اور ان کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ وہ الہام اس طرح پر ہے۔

(الف) خدا نے کہا کہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ ان سب کو جھوٹا کروں گا تیری عمر بڑھا دوں گا۔ اور دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو کے اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔[1]

(ب) اسی اشتہار میں الہام ہے کہ مبارک احمد میرا لڑکا جو فوت ہو گیا ہے اس کی جگہ ایک دوسرا لڑکا نعم البدل دیا جائیگا تا کہ دشمن یہ نہ کہے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا اور یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ وہ زندہ ہے۔

(ج) پھر اسی اشتہار میں تیسرا الہام یہ ہے کہ اس ملک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے اور دوسرے ممالک میں بھی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانوں کی طرح کر دیگی۔ اس سال میں یا آئندہ سال۔

اب آپ غور فرمائیں کہ یہ الہامات مندرجہ اشتہار تبصرہ جو سخت تاکیدی ہیں یا تھے صحیح ہوئے یا غلط۔ مرزا صاحب کے دشمن مرے یا خود مرزا صاحب۔ مرزا صاحب کی عمر خدا نے بڑھا دی یا گھٹا دی۔ اصحاب فیل کی طرح کون نابود ہو گیا۔ مبارک احمد کی جگہ کونسا لڑکا

---

[1] اس سے پہلے کے دو الہام حسب ذیل ہیں:

۱۔ الہام ہوا رب زدنی عمری وفي عمر زوجي زيادة خارق العادة بلفظہ الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء ص۳ کالم ۲/۱۔ ۲۔ انا نزیدک ۔ بعض الذی نعلمهم نزید عمرک ترجمہ ہم تجھے بعض وہ امور دکھا دیں گے جو مخالفوں کی نسبت [illegible] وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کر دینگے بلفظہ اخبار بدر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ کالم ۱۔

پیدا ہوا (نوبت نہ آئی) آئندہ بھی کوئی امید نہ رہی۔ اس ملک یا دیگر ممالک میں کونسی طاعون ایسی پڑی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ بلکہ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد بہت ہی کم ہوگئی اور وہ آتش اور کیڑا ہی نہیں رہا۔ وہ سال بھی گزر گیا یعنی ۱۹۰۷ء اور دو سال اور بھی گزر گئے ۱۹۰۸ء و ۱۹۰۹ء مگر طاعون ندارد یہ ہیں خدا کے الہامات اور امداد غیبی۔ لیجئے آگے چلئے۔

دھم: بہت سے الہامات مرزا صاحب کے زبان انگریزی۔ عبرانی وغیرہ میں ہیں جن کو مرزا صاحب خود نہیں جانتے۔ یہ بات حکم خداوندی قرآن شریف وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه کے برخلاف ہے۔ کرشن جی مہاراج کے اوتار مرزا صاحب بذریعہ الہام بنے ہیں۔ لیکن زبان سنسکرت میں آج تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ اس کا باعث بھی آپ فرمادیں گے اچھا آگے چلئے۔

یازدھم: مرزا صاحب کا الہام براہین احمدیہ میں ربنا عاج یعنی ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) ملاحظہ صفحہ ۵۵۵ و ۵۵۶۔

فرمایئے! یہ بین الہام ہے اور تمام کلام الٰہی کے مخالف۔ یعنی قرآن شریف میں الحمد لله رب العالمين، ربنا الله، ربنا وربكم ان الله ربي وربكم. ان الله هو ربي وربكم۔ غرضیکہ تمام قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کو رب فرمایا۔ اور اللہ ہی تبارک وتعالیٰ سب کا رب ہے لیکن مرزا صاحب کا الہام صریح ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ اس رب عاجی کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے مرزا صاحب کا انتقال بھی ہوگیا۔ مگر اپنے رب کا پتہ نہیں لگا۔ اتنا بڑا اہم الہام وہ بھی خلاف قرآن شریف اور مشتبہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے۔

ایک الہام ایلی آوس بھی بقول خود مشتبہ رہا اور نہ ان کے کوئی معنی کھلے۔ براہین جلد ۴ صفحہ ۲۰۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔

بلکہ ان کے رب عاجی کی طرف سے جس کی بحث بسط کے ساتھ میری کتاب میں درج ہے۔ اندریں حالات ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں مرزا صاحب کا ایک الہام بھی صحیح نہیں ہوا۔ آگے آیئے۔

دوازدھم: مرزا صاحب کا الہام کہ مولوی محمد حسین بٹالوی میرے پر ایمان لے آویں گے۔ اعجاز احمدی صفحہ ۵۱۔ مگر مولوی صاحب ویسے کے ویسے ہیں آگے چلئے۔

سیزدھم: مرزا صاحب کا الہام مولوی محمد حسین کی نسبت الکلب یموت علی الکلب کہ کلب کے اعداد ۵۲ ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب ۵۲ سال کی عمر پا کر فوت ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ اس وقت تک تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں زندہ موجود ہیں۔ فرمایئے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ لیجئے آگے چلئے۔

چہاردھم: مرزا صاحب کا الہام لک خطاب العزة. تم کو عزت کا خطاب دیا جاوے گا۔ یہ الہام اس وقت ہوا تھا جب کہ مرزا صاحب نے تحفہ قیصریہ لکھ کر بحضور ملکہ وکٹوریہ شہنشاہ ہند بھیجا تھا۔ اور یہ خیال تھا کہ وہاں سے کوئی خطاب ملے گا۔ مگر افسوس کوئی خطاب نہ ملا۔ نہ مسیحائی نہ کرشنی۔ آگے چلئے۔

پانزدھم: مرزا صاحب کا الہام شاتان تذبحان۔ دو بکریاں ذبح کی جاویں گی۔ پہلے کہا کہ یہ الہام مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت ہے۔ یہ ہر دو شریر بکریاں ذبح کی جاویں گی۔ لیکن جب یہ الہام ان پر صادق نہ آیا۔ تو عبدالرحمن اور عبداللطیف دو کابلیوں پر کہ دو غریب بکریاں کابل میں ذبح ہوئیں اس لئے کہ انہوں نے مرزائی اعتقاد کو تسلیم کر لیا تھا۔ دیکھو مرزا صاحب کی ضمیمہ انجام آتھم اور تذکرۃ الشہادتین۔ فرمایئے یہ خدائی الہام ہیں۔ اچھا آگے چلئے۔

شانزدھم: ایک اور الہام مرزا صاحب کا جو واقع کے بالکل خلاف ہے مرزا صاحب

ازالہ اوہام میں بطور لطیفہ کے لکھتے ہیں۔ لطیفہ۔ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الایات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ دیکھو یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونیوالا تھا پہلے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی۔ اور وہ یہ نام ہے۔

غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ ملخصاً ازالہ صفحہ ۱۸۶ طبع اول وصفحہ ۹۰ طبع ثانی۔

مولوی صاحب ذرا خیال فرمایئے کہ یہ الہام کیسی تحدی کا ہے۔ کہ تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں اور یہ الہام میرے مسیح ہونے پر دلیل ہے کہ مرزا صاحب نے تمام دنیا کو دیکھ لیا تھا نہیں بلکہ الہام کو قطعی اور یقینی جان کر اور اعداد کے پورا ہونے پر یہ الہام شائع کردیا۔ آپ نے میرے کتاب کلمہ فضل رحمانی کو نہیں دیکھا۔ اس میں میں نے اس بحث کو لکھ کر بتلایا ہے کہ یہ کوئی دلیل نہیں کہ تیرہ سو کسی کے نام کے اعداد پورا ہونے سے مسیح موعود بن جاوے۔ تاہم میں نے اس میں لکھا تھا کہ ایک قادیان گاؤں لودیانہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وہاں بھی ایک شخص غلام احمد گوجر موجود ہے وہ بھی غلام احمد قادیانی ہے اس صورت میں یہ غلط ہے کہ تمام دنیا میں بجز مرزا صاحب کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ لیکن علاوہ اس کے خاص ضلع گورداسپور میں ہی دو گاؤں قادیان اور بھی علاوہ گاؤں قادیان

۱ دل میں ڈالا گیا ہے یعنی الہام ہوا ہے۔

زاد بوم مرزا صاحب کے آباد ہیں۔ ایک تھانہ گورداسپور میں متصل قصبہ دورانگلہ اور دوسرا قادیان تھانہ ڈیرہ نانک میں۔ دریافت سے پایا گیا۔ کہ ایک شخص غلام احمد ذات قریشی جو زیادہ مستحق امامت ہے قادیان متصل دورانگلہ تھانہ گورداسپور میں اس وقت بھی موجود ہے۔ اور مرزا صاحب کا ہم عمر۔ نہایت افسوس کی بات ہے مرزا صاحب نے اپنے الہامی دعوی پر تحدی کے ساتھ لکھ دیا کہ تمام دنیا میں بجز مرزا صاحب کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے کوئی شبہ نہیں کہ جو کسی گاؤں میں رہتا ہوگا وہ ضرور غلام احمد قادیانی ہی ہوگا۔ فرمایئے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ جو واقعات سے بھی غلط ہے۔ ہرگز نہیں۔

خاکسار راقم: مرزا صاحب کے الہام پر غور کرتا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ جب آیت ذیل ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیٰطین ○تنزل علیٰ کل افاک اثیم○ یلقون السمع واکثرھم کٰذبون۔ (۱۹/۱۵) پر پہنچا اور القاالٰہی سے غور کرنا شروع کی۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ یہ آیات مرزا صاحب کے متعلق ہیں۔ تب میں نے مرزا صاحب کی براہین احمدیہ کو نکال کر دیکھا۔ تو ان آیات کو اس کے صفحہ ۲۲۲ و ۲۴۰ میں لکھا ہوا پایا۔ ان آیات کا ترجمہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا ہوں بلکہ مرزا صاحب کا ہی ترجمہ کیا ہوا آپ کے مزید اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۲ میں کیا ہے۔ وھو ھذا۔ کیا میں تم کو یہ خبر دوں کہ جنات (شیاطین) کن لوگوں پر اترا کرتے ہیں۔ جنات (شیاطین) انہیں پر اترا کرتے ہیں جو دروغ گو اور معصیت کار اور اکثر ان کی پیشن گوئیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔ ملخصاً۔ پھر اسی وقت جبکہ میں غور

۱ خداوند عالم الغیب کے علم میں تھا کہ ایک زمانہ میں ایک شخص غلام احمد قادیانی ضلع گورداسپور میں پیدا ہوگا اور دعوی نبوت و رسالت و کرشن و مسیح کا کرے گا جبکہ حضرت خاتم النبیین والمرسلین دنیا پر تشریف لا چکے ہوں گے۔ اس پر شیطانی نزول والہام ہوں گے وہ اپنے نام کی ''غلام احمد قادیانی'' کے اعداد تیرہ سو پورے (بقیہ اگلے صفحے پر)

کررہا تھا۔ یہ القا ہوا کہ آیت شریف مندرجہ بالا تنزل علی کل افاک اثیم کے اعداد نکال کر یہ اعداد مطابق دعوی مرزا صاحب کے ملیں گے۔ اس پر مجھے خوشی ہوئی اور قلم لے کر اعداد جمل آیت شریف کے اعداد پورے تیرہ سو ۱۳۰۰ برآمد ہوئے۔ اس وقت اپنی طبیعت کی خوشی کا اندازہ میں نہیں کرسکتا تھا پس میری زبان سے الحمد للہ علی احسانہ الحمدللہ علی احسانہ بڑے زور سے نکل رہا تھا۔ تب میں نے فوراً اپنی یادداشت میں لکھ لیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اس آیت شریف میں مرزا صاحب کے دعوٰی کے مطابق تیرہ سو (۱۳۰۰) کے اعداد پورے ہوں گے۔

اب میں ان آیات کا ترجمہ لفظی کر کے ظاہر کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کے الہامات خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ ترجمہ: آیات بالا میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے (رسول اکرم ﷺ اور ان کی امت مخاطب ہے) کیا میں تم کو یہ بات جتلا دوں کہ کن لوگوں پر شیاطین اترا کرتے ہیں؟ پھر خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیاطین کا نزول بڑے جھوٹے مفتریوں اور گنہگاروں پر ہوتا ہے۔ شیاطین (آسمان پر سے کچھ بچھوا کر) ان کے کانوں میں ڈالا کرتے ہیں جن میں سے ان کی پیشن گوئیاں یا الہام اکثر جھوٹے ہوا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب! مجھے معاف فرمایئے کہ یہ آیات مرزا صاحب پر بعینہٖ منطبق ہوتی ہیں اس لئے کہ خاص ان کی الہامی کتاب میں براہین احمدیہ میں بھی درج ہے۔ مگر یہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ) کر کے یہ دعوی کریگا کہ وہی مسیح موعود ہے اور تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے اس کو شیطانی الہام ہوں گے تب ایک شخص ملازم پولیس اس کا ہم وطن بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو جتلا دیگا کہ انیسویں پارے کی آیات ذیل هل انبئكم الایہ کو پڑھ کر جن میں شیطانی نزول کا ذکر ہے اور آیت تنزل علی کل افاک اثیم میں غلام احمد قادیانی کے پورے تیرہ سو اعداد موجود ہیں اور پہلی آیت میں تمہارے نام "فضل احمد حاذم ملازم پولیس" کے بارہ سو چھتالیس عدد نکلیں گے۔ سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ منہ

پتہ ان کو نہ ہوا کہ یہ آیات کس پر صادق آئیں گی۔ بہرحال ان کا الہام خدا کی قدرت انہیں پر عائد ہوا۔ اسی لئے ان کے الہامات سے ایک بھی صحیح نہیں ہوا۔ اور پھر الہام کو غلام احمد قادیانی جس کے پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) عدد ہوتے ہیں میرے مسیح موعود ہونے کی الہامی دلیل ہے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک کوئی غلام احمد قادیانی تمام دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پھر آیت شریف تنزل علی کل افاک اثیم (شیطانی الہام بڑے جھوٹے مفتری گنہگار پر ہوا کرتا ہے) کے بھی پورے تیرہ سو عدد ہونے سے واضح ہوگیا کہ مرزا صاحب کے مسلمہ اور مقبولہ اعداد جمل سے مرزا صاحب کے الہامات کا شیطانی نزول ہونے پر مہر لگا دی۔ براہ مہربانی غور فرمادیں۔ اور بہت سے الہامات اسی قسم کے ہیں۔ طوالت منظور نہیں۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ جب انہیں کے ضلع میں علاوہ اپنے گاؤں کے دو گاؤں قادیان اور بھی آباد ہیں۔ مرزا صاحب نے دریافت بھی نہ کرلیا۔ جس سے یہ الہام واقعات سے آفتاب کی طرح غلط ثابت ہوگیا۔ اسی طرح مرزا صاحب خلاف واقع، تیں بھی لکھ دیا کرتے ہیں جیسے اپنی کتاب راز حقیقت میں جہاں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی اور تاویلی قبر بیان کرتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔

پھر موقع پر پہنچنے سے ایک دلیل معلوم ہوئی جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے اس نبی کی مزار جنوباً شمالاً واقع ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں۔ اور یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۷۱۔

اس جگہ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ ان کا مزار جنوباً شمالاً ہے جس طرح مسلمان لوگ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اسی طرح اہل کتاب بھی اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں یعنی سر شمال کو اور پیر جنوب کو حالانکہ یہ بات محض غلط اور واقعات کے خلاف ہے کیونکہ اہل کتاب مسلمانوں کی طرح ہرگز دفن نہیں

کرتے۔ وہ اپنے مردوں کا سر غرب کو اور پیر شرق کو کرتے ہیں۔ بارہا بچشم خود دیکھا ہے اور اکثر اہل کتاب کو اپنے روبرو دفن کیا ہے اہل کتاب کی قبرستان اکثر پنجاب میں اس وقت موجود ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں بلکہ قادیان کے قریب بٹالہ میں اور گورداسپور میں قبرستان عیسائیاں موجود ہیں مرزا صاحب اگر وہاں آتے جاتے ہی دیکھ لیتے یا کسی عیسائی سے پوچھ ہی لیتے تو خلاف واقعہ تحریر نہ کرتے۔ افسوس۔

دوم: سب سے آخر تصنیف مرزا صاحب کی دو یوم قبل از انتقال ”پیغام صلح“ جس کو خواجہ کمال الدین صاحب نے بعد میں جمع کر کے متفرق نوٹ ہا کو کتاب کی شکل میں طبع کرایا۔ اس میں اس طرح پر لکھتے ہیں۔ وھو ھذا۔

بابا نانک صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر دعویٰ الہام کا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھتے ہیں۔ بلفظہ پیغام صلح ص ۱۱ و طبع اول۔

لیجئے یہ بالکل غلط بابا نانک صاحب نے نہ تو کبھی گرنتھ صاحب کو لکھا اور نہ کسی جنم ساکھی کو لکھا کیونکہ بابا نانک صاحب سمت ۱۵۹۶ بکرمی میں فوت ہوگئے۔ ان کے بعد پانچویں بادشاہی گوروارجن داس صاحب جب سمت ۱۶۳۸ بکرمی میں گدی پر بیٹھے اس کے بہت عرصے بعد سمت ۱۶۵۰ بکری آدگرنتھ کو انہوں نے لکھا۔ گویا پچاس یا پچپن سال کے بعد گرنتھ صاحب لکھا گیا اور جنم ساکھیاں تو اور بہت عرصہ بعد لکھی گئیں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ مرزا صاحب نے بالکل خلاف واقعہ خلاف تاریخ لکھ دیا کہ بابا نانک صاحب نے گرنتھ اور جنم ساکھی میں لکھا۔ میرا خیال ہے شاید خواجہ کمال الدین صاحب نے ایسا لکھا ہوگا۔ کیونکہ پیغام صلح مرزا صاحب کے انتقال کے ایک ماہ بعد لکھا گیا۔ اس کی بھی کوئی تصدیق نہیں کہ پیغام صلح مرزا صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ مگر افسوس خواجہ صاحب نے بھی اس پر

غور نہ کیا۔ وزیرے چنیں شہریارے چناں

مولوی صاحب! اگر میں ایسے ایسے اختلافات اور الہامات اور دوشن گوئیاں مرزا صاحب کی جمع کروں تو ایک کتاب جداگانہ چاہیے۔ آپ ایسے ہی الہامات کو قطعی اور یقینی منجانب اللہ مثل قرآن شریف جانتے ہیں اگر یہی صورت ہے۔ تو اللہ حافظ۔ میں نے آپ کے غور کے لئے چند الہامات لکھ دیئے ہیں امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔ اور ایسے الہامات کو منجانب اللہ قطعی، یقینی، مثل قرآن شریف فرمانے کی جرأت نہ فرمادیں گے۔ اب میں وہ چند الہامات بھی لکھ دیتا ہوں جو مرزا صاحب کو قرآن شریف اور احادیث شریف کے مخالف ہوئے ہیں۔

اول: تمام قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کا رب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے قبر میں بھی یہی سوال ہوگا۔ من ربک۔ خدا کے فضل سے مسلمان جواب دیگا کہ اللہ ربی۔ لیکن مرزا صاحب کا الہام ہے کہ ربنا عاج۔

دوم: الف۔ قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ مگر مرزا صاحب کا الہام۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (ب) حدیث شریف لا نبی بعدی۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نبی ہوں۔ رسول ہوں میرا منکر کافر ہے۔

سوم: قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو فسبح بحمد ربک واستغفر۔ مگر مرزا صاحب کا الہام ہے کہ خدا میری حمد کرتا ہے یحمدک اللہ من عرشہ۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ خدا تیری عرش پر سے تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ (انجام آتھم صفحہ ۵۵) تیرا ظہور خدا کا ظہور ہے۔

دوسرا الہام: اعمل ما شئت قد غفرت لک۔ جو چاہے کر تجھے بخشدیا ہوا ہے۔ براہین احمدیہ ضمن ۵۶ اور الہام انت منی وانا منک۔ مرزا صاحب کا فرمانا ہے تو

مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

چہارم: قرآن شریف میں اوفوا بالعقود اے لوگو اپنے وعدے پورے کرو۔ مگر مرزا صاحب کا الہام ہے کہ اب ہم اپنے وعدہ کے مطابق براہین احمدیہ کو پورا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ مباہلہ کے لئے وعدے کئے میدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے منارہ کا چندہ وصول کر کے بھی ناکام۔ نصیبین کا چندہ بھی ہضم وعدہ پورا نہ کیا۔ سراج منیر کا وعدہ۔ اربعین کا وعدہ وغیرہ سینکڑوں وعدے گاؤ خورد ہو گئے۔

پنجم: قرآن شریف میں کفار کے ساتھ مباہلہ کا ذکر تھا۔ پہلے ازالہ اوہام میں اسی پر عملدرآمد تھا۔ لیکن بعد اس کے مسلمانوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کا الہام بڑے زور و شور اور تحدی اور لعنتوں کے ساتھ ہوا۔

مولوی صاحب! قرآن شریف کے ایک امر کی بھی مخالفت کرنا کفر اور ارتداد ہے۔ چہ جائیکہ کثرت سے ہوں جن کا جمع کرنا موجب طوالت ہے۔ آپ کے غور کے لئے یہی بس ہے۔

تاہم پانچ تک عرض کیا گیا ہے بشرطیکہ آپ کی طبیعت میں خداوند کریم نیک اور رشد کی صورت پیدا کرے۔ میرا کام صرف اس بات کو دکھلانا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات خلاف قرآن کریم کے ہیں۔

تیسرے خط کے سوالات اور جوابات درج کئے جاتے ہیں
اول سوال پھر جواب پھر اپنی طرف سے جواب الجواب

سوال اول: (**الف**) آپ کل تصانیف و تالیفات و اشتہارات مرزا صاحب کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

(**ب**) اور ان کتابوں یا اشتہاروں اور لکچروں کو جن کو آپ الہامی مانتے ہیں ان کا درجہ قرآن

شریف کے برابر یا اگر کم و بیش ہے تو کیوں؟

جواب: تصانیف و تالیفات و اشتہارات وغیرہ میں سے جس عبارت کو مرزا صاحب نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ فی نفسہ ہو۔

(**ب**) الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں ہاں دوسری صورت میں قرآن شریف قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل شریعت اور مرزا صاحب کے الہامات مبشرات اور منذرات ہیں اس کتاب پاک کی تصدیق کے۔

اقول باللہ التوفیق: (**الف**) سوال یہ تھا کہ جن جن تصانیف مرزا صاحب کو آپ الہامی مانتے ہیں ان کے نام تحریر فرماویں۔ مگر آپ نے اس سوال کا جواب ہی نہ دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ کون کونسی کتاب مرزا صاحب کی الہامی ہے اور کون کون غیر الہامی۔ اور یہ بھی آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جس عبارت کو الہام کہا ہے اس کو الہامی مانتا ہوں اور باقی کو ان کی اپنی تصنیف۔

لیکن کیا آپ کو مرزا صاحب کے الہامات (۱) وان روح اللہ ینطق فی نفسی۔ خدا کی روح میرے میں باتیں کرتی ہے۔ انجام آتھم صفحہ۱۷۶ (۲) وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی براہین احمدیہ و اربعین نمبر۳ صفحہ۳۶ معلوم نہیں ہیں ان الہامات کے رو سے کل کلام مرزا صاحب کی وحی کے ذریعہ سے ہے اور الہامی۔ کیونکہ مرزا صاحب وحی کے بغیر کچھ نہیں کہتے۔ پھر آپ کا گول مول جواب دینا صحیح نہیں۔

(**ب**) الہام کا درجہ آپ قرآن شریف کے برابر مانتے ہیں۔ جو مرزا صاحب کو الہامات ہوئے وہ بعینہٖ قرآن شریف کے برابر ہیں۔ گویا قرآنی وحی جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا۔ مرزا صاحب کے الہام کے برابر ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ میں اس طرح لکھتے ہیں۔ اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن

یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے۔ یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔ بلفظہ ۲۱۵۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ فرمایئے مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ وحی رسالت منقطع ہے صرف الہام باقی ہے۔ جب وحی رسالت جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا تھا وہ منقطع ہوگئی اور صرف الہام رہ گیا تو پھر مرزا صاحب کا الہام قرآن شریف کی وحی کی طرح کیونکر ہوا۔ آپ غور فرمائیں۔

دوسری صورت میں آپ قرآن شریف کو قائم بالذات اور قائم العمل شریعت مانتے ہیں اور مرزا صاحب کے الہامات مبشرات و منذرات ہیں اس کتاب پاک کی تصدیق کے تو گویا مرزا صاحب کے الہامات قائم بالذات نہیں ہیں۔ پھر بھی قرآن شریف کے برابر نہ ہوئے۔ یہ تو میں اوپر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا صاحب کے الہامات قرآن کریم کی نعوذ باللہ منہا تکذیب میں وارد ہیں نہ کہ تصدیق میں۔ جیسے کہ رسالت اور نبوت کا دعویٰ نمبر اول سے پنجم تک بطور نمونہ عرض کر چکا ہوں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرماویں گے۔

سوال دوم: جن کتب تصانیف مرزا صاحب کو آپ الہامی نہیں سمجھتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے یا کچھ کم وبیش اگر کم وبیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

جواب: احادیث اور تصانیف مرزا کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے توجیہ خود عیاں ہے۔

اقول باللہ التوفیق: جب مرزا صاحب کا الہام و ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے تو پھر آپ کے ایمان میں احمد اور غلام احمد کا تفاوت کیوں ہے غلام اور آقا کی کلام میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ پھر رسالت اور نبوت بلکہ خدائی کا دعویٰ کیسے ہے۔

ل مرزا صاحب کا الہام ہے قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۳۔ انت منی وانا منک۔ الہام ہے۔

سوال سوم: جو آیات قرآن شریف کی مرزا صاحب کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہے جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں۔

جواب: یہ ایک لمبی بات ہے۔ مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔ میرے ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ تؤتی اکلھا کل حین ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن شریف کے اس نے کئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں۔ اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہبط بیان کرتا ہے۔

اقول باللہ التوفیق: یہ صحیح ہے کہ خداوند تعالیٰ بولیوں کا خالق ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ خوب کہا کہ قرآن مجید خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو پھر حضرت رسول اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ آنحضرت ﷺ پر اب ایمان لانے کی بھی پابندی نہیں۔ یہ اس وقت اور حال پر تھی۔ جب حضرت ﷺ دنیا میں بقید حیات موجود تھے حج اور عمرہ کی بھی کوئی خاص وقت اور حال کی پابندی نہیں جب چاہا کر لیا یا نہ کر لیا۔ اور سینکڑوں پابندیاں قرآن مجید کی دور ہوگئیں۔ اور آپ کے ایمان کے مطابق شان نزول قرآنی بھی کوئی چیز نہیں۔ مہربانی کر کے اس کی دلیل میں کوئی سند پیش کریں۔ جس نے آپ کو ایسا لکھنے کی جرأت دی۔ اور یہ کلمہ طیبہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس سے مراد ایمانداروں کے اعمال صالح ہیں کہ جس کا پھل یا میوہ قیامت تک کھانے میں آتا ہے۔ یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لا کر پھر

توفیتنی اکلتھا الآیہ پر عمل کرے نہ یہ کہ ہر وقت قرآن شریف میں تاویلات رکیکہ کر کے اپنے مطلب کو خلاف تمام جمہور اسلام اہلسنت و جماعت پیش کرے۔ آپ غور فرمائیں ایسی باتیں کوئی مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان ہے جو مرزا صاحب نے قرآن مجید کو سمجھا ہے وہی حق ہے۔ کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہے۔ جو معنی قرآن مجید کے مرزا صاحب نے کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ لیکن اس کیلئے کوئی دلیل قرآن و حدیث سے بیان نہیں کی یہ میں کہتا ہوں کہ کوئی ترجمہ کل قرآن شریف کا مرزا صاحب نے نہیں کیا اور نہ کوئی تفسیر لکھی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ ہاں بعض آیات حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام کا مطلب اپنے ادعا کے مطابق ترجمہ یا تفسیر کی ہیں۔ وہ بھی آپس میں متضاد۔ یہ دعویٰ اس وقت ہوتا کہ مرزا صاحب نے کوئی ترجمہ قرآن شریف کا مکمل کیا ہوتا۔ یا کوئی تفسیر قرآن کی لکھی ہوتی تب دوسرے تراجم اور تفاسیر اسلامی کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا۔

اب میں مرزا صاحب کی قرآن فہمی جس کو ان کے خدا نے سمجھایا ہے دو چار مقام بطور نمونہ کے نکال کر دکھلاتا ہوں آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

اوّل: مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں آیت شریف یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹۔ اسی طرح مرزا صاحب کے فاضل بزرگ اور اب خود خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین صاحب اس آیت کے معنی اس طرح پر کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسے میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۸ [1]

[1] پہلے آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے کہتے ہیں حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔ براہین صفحہ ۳۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲۲۔

لیجئے اس وقت جبکہ مرزا صاحب کو اسلام سے تعلق تھا اور الہام کے ذریعہ سے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ فرمایا۔ اور خلیفۃ المسیح نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا۔ اور مرزا صاحب کی الہامی کتاب کی تکذیب کی۔ تصدیق اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق کی پھر اس کے بعد دونوں صاحب پلٹ گئے۔ اور تمام کتب اور تحریرات میں یہ ترجمہ کر دیا اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔

اب فرمایئے کون سے معنی اور ترجمہ صحیح سمجھا جائے۔ آیا الہامی کتاب میں کا ترجمہ یا جو اپنی رائے سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ یا اس الہام کے مطابق کہ مجھ کو خدا نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ مر چکے دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اس صورت میں الہام ہی دو متضاد ہو گئے۔ براہین احمدیہ الہامی کتاب کی مخالفت بھی ساتھ ہی ہے اور قرآن فہمی بھی مرزا صاحب کی ہویدا ہے۔

دوم: الہام ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۹ و ۴۹۸۔ مرزا صاحب نے اس آیت شریف کی تفسیر یوں کی ہے۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشن گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آویگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاویگا۔ بلفظہ الہامی کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹۔ پھر اس کے بعد ازالہ اوہام انجام آتھم وغیرہا و دیگر تصانیف الہامی اور غیر الہامی میں مرزا صاحب نے اس آیت شریفہ بالا کو اپنے حق میں منطبق فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے اور اب دوبارہ تشریف نہیں لاوینگے اس آیت شریف کا مورد میں ہوں۔ ایک ہی آیت دو الہاموں میں متضاد فرما دی اور قرآن فہمی بھی ظاہر کر دی۔ حالانکہ آیت شریفہ بالا

بموجب عقیدۂ اسلام حضرت رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم میں نازل ہوئی اور تمام ادیان پر غالب ہوئے اور انہیں پر پیشن گوئی پوری ہوئی۔ اب اپنے ایمان کو حاضر کر کے غور فرمائیں۔

سوم: قرآن شریف میں سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من ایتنا انه هو السمیع البصیر. (سورہ بنی اسرائیل)۔ ترجمہ: پاک ذات ہے (اللہ تعالیٰ) جو لے گیا اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات ادب والی مسجد (مکہ شریف) سے پرلی مسجد (مسجد اقصے بیت المقدس) تک جس میں ہم نے برکتیں اور خوبیاں رکھی ہیں تا کہ دکھلا دیں اس کو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا۔ اس آیت شریف پر اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو جسمانی معراج شریف ہوا۔ مکہ شریف سے بیت المقدس جو ملک شام میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت کو لے گئے اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش معلے اور بہشت اور دوزخ جہاں جہاں خداوند کریم کا حکم ہوا سیر فرمائی۔ لیکن مرزا صاحب کو اس کا انکار ہے۔ گویا اس آیت شریف کا بھی انکار قرآن فہمی کی وجہ سے ہوا۔

چہارم: قرآن شریف کی فہمید مرزا صاحب کو یہ ہوئی قرآن میں گندی گالیاں بھری ہیں۔ نعوذ باللہ دیکھو ازالہ اوہام کے صفحات ۲۵۔۲۶۔۲۷ طبع اول۔

پنجم: مرزا صاحب کی قرآن فہمی اور قرآن دانی یہ کہ قرآن شریف میں یہ الہام درج ہے انا انزلناہ قریبا من القادیان. دیکھو براہین احمدیہ مرزا جی کی الہامی کتاب کا صفحہ ۴۹۸ اور مفصل حال ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۶۔۷۷ طبع اول۔ تعجب اس پر یہ ہے کہ جب اس الہام کو مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھا اس وقت کوئی کشفی حالت میں مرزا غلام

قادیانی کو قرآن شریف پڑھتے دیکھنا بیان نہ فرمایا اور نہ یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف میں یہ آیت لکھی ہوئی موجود تھی۔ لیکن ازالہ اوہام کو لکھتے ہوئے یہ سارا قصہ درج فرما دیا۔ کہ قرآن شریف میں مکہ، مدینہ، قادیان تینوں شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے۔

اب فرمایئے قرآن فہمی اور قرآن دانی مرزا صاحب کی ہے یا قرآن شریف پر زیادتی اور تحریف ہے۔ یہ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف میں کمی اور بیشی کا اعتقاد رکھنا انا له لحفظون الایه آیت قرآنی کے خلاف کفر ہے اس بارہ میں مرزا صاحب کا ہی پہلا اعتقاد آپ کے اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں وھو ھذا۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود، احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔

اب آپ ہی اس پر غور فرمائیں کہ قرآن فہمی اور قرآن دانی یہی ہے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن شریف کو ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق نہیں تھا اور نہ یہ فہمید قرآنی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

سوال چہارم: **(الف)** اگر مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذا تعارضا تساقطا ہو جائیگا یا نہیں اور ان میں سے کس الہام کو صحیح سمجھا جاویگا۔ اول کو یا آخر کو اور اس کی وجہ۔

(ب) یا مرزا صاحب کے الہامات میں آپ تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔

(ج) کیا مرزا صاحب کے ایسے الہامات بھی ہیں جن کے معنی یا مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔

(د) جو الہامات مرزا صاحب کو بطور پیشن گوئی ہوئے وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں۔

جواب (الف) میرا ایمان ہے کہ سچے الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الٰہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے قرآن مجید جیسے اتم اکمل بے مثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(ب) اوپر عرض ہو چکا ہے۔

(ج) ہاں میرا ایمان ہے کہ ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا یہاں بھی وہی متشابہات اور محکمات کا مقدمہ ہے۔

(د) پیشن گوئیاں کے متعلق میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اقول باللہ التوفیق: (الف) بے شک سچے الہامات میں تعارض نہیں ہونا چاہیے۔ مگر سوال تو یہ تھا کہ مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض ہیں یا نہیں اس کا جواب آپ نے نہیں دیا۔

جو تعارضات مختصراً میں اوپر دکھلا چکا ہوں فی الواقع سچے نہیں ہیں۔ یہاں کسی کی آنکھوں کا قصور نہیں بلکہ ملہم یا ملہم کا قصور ہے (الف) مثلاً مرزا صاحب کا الہام تھا کہ میری عمر اسی (۸۰) سال کی ہے پھر الہام ہوا کہ اسی (۸۰) سال یا اس سے کم و بیش پھر الہام ہوا کہ اب میری عمر پچانوے سال کی ہو گئی ہے پھر الہام ہوا کہ میری اجل قریب آ گئی ہے۔ پھر الہام خدائی ہوا کہ تیری عمر بڑھا دوں گا۔ اور تیرے دشمن تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود ہو جائینگے۔

(ب) پہلے الہام ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لاوینگے۔ پھر الہام ہوا کہ

عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اب دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے۔

علیٰ ہذا القیاس بہت سے تعارضات ہیں آپ غور فرمائیں اس میں کسی کی نظر کا قصور ہے یا کہ واقعی ملہم یا ملہم کا۔ قرآن شریف میں تعارضات مرزائی احمدی صاحبان کو نظر آتے ہوں گے جو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ قرآن میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔

(ب) سوال یہ تھا کہ آپ مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔ مگر اس کا جواب صرف یہ دیا کہ اوپر عرض کر چکا ہے خیر صحیح اور صاف جواب مطابق سوال کے نہ دینا آپ کے اختیار میں ہے۔

(ج) ہاں یہ آپ کا ایمان ہے کہ بعض الہامات کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ آپ فرما سکتے ہیں کہ الہام اول ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے اس کا مطلب کب کھلے گا اور کیا معنی کھلیں گے ملہم صاحب تو فوت ہو گئے۔ ۲۵۔ ۳۰ سال تک مطلب اور معنی معلوم نہ ہوئے اب تو کوئی صورت اس الہام کے مطلب اور معنی معلوم ہونے کی نہیں رہی الہام بھی ایسا کہ خاص خداوند تعالیٰ کی نسبت وہ بھی مشتبہ رہا۔ دیکھو براہین احمدیہ الہام کتاب کا صفحہ ۵۵۶۔

دوسرا الہام ھوشعنا...... یہ دو فقرے شاید عبرانی ہیں ان کے معنی اب تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر انگریزی الہام ہوا اس کے معنی بھی معلوم نہیں۔ بلفظہ الہامی کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ حاشیہ نمبر ۴۔

فرمایئے! ان الہاموں کے معنی اور مطلب کب کھلیں گے۔ جبکہ مرزا صاحب ہی نہیں رہے۔ سنت اللہ یہ نہیں ہے کہ ملہم پر الہاموں کے معنی اور مطلب نہ کھلے ہوں اس پر آپ نے متشابہات اور محکمات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس کی بحث آپ تفاسیر معتبرات میں

زیر آیت شریف هو الذی انزل علیک الکتب منه ایٰت محکمٰت هن ام الکتب واُخَرُ متشٰبهٰت الآیۃ میں دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جن آیات کے معنوں میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو وہ محکمات میں سے ہے۔ مثلاً اللہ ربی و ربکم اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کا الہام ربنا عاج۔ ہمارا رب عاجی ہے اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے یہ الہام متشابہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح پہلے الہام ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو دوبارہ دنیا پر تشریف لا کر دین اسلام کو تمام آفاق اور اقطار میں پھیلا دینگے محکمات سے ہے۔ پھر یہ الہام کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لاوینگے۔ یہ الہام بھی محکمات میں سے ہے۔ الہامات وحی متشابہات یہ ہیں۔ مثلاً خداوند کریم کے ہاتھ پاؤں صورت شکل الرحمن علی العرش استوی، یہ حروف مقطعات ہیں۔ مرزا صاحب کے الہامات محکمات سے ہی ہیں۔ خواہ خود ان کو انکا پڑھنے یا مطلب اور معنی معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ پس آپ کا یہ ایمان کہ بعض الہاموں کا مطلب پھر کسی وقت کھلے گا۔ ہرگز صحیح نہیں۔ براہ مہربانی غور فرمائیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(ڈ) پیشن گوئیوں کی نسبت آپ کا ایمان یہ ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں اور بعض جو پوری نہیں ہوئیں وہ آئندہ پوری ہوں گی۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب کی ایک بھی پیشن گوئی پوری نہیں ہوئی اور آئندہ کوئی پیشن گوئی پوری نہ ہوگی۔ خواہ تفصیل وار فیصلہ کرلیں۔ یا بطور نمونہ مشتے از خروارہ دیکھ لیں جو پیشن گوئی مرزا صاحب نے کی یا تو وہ برعکس ظاہر ہوئی یا محض غلط ثابت ہوئی۔ مثلاً

(الف) پہلی پیشین گوئی: سب سے پہلے فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی پیشن گوئی ۱۸۸۶ء میں کی اس فرزند الہامی کی تعریف یہ کی کہ مظهر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء یعنی وہ لڑکا مظہر حق اور عالی رتبہ ہوگا۔ گویا خود خدا آسمان سے نازل ہوا ہے

اس کے کپڑوں سے بادشاہان برکت پاوینگے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے برعکس لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اب تک وہ لڑکا الہامی پیدا نہیں ہوا۔ مرزا صاحب بھی چل بسے اور اب آئندہ یہ پیشن گوئی پوری نہیں ہوسکتی اور نہ ہوگی۔

دوسری پیشین گوئی: محمدی بیگم کے ساتھ بڑی تحدی کے ساتھ اپنا نکاح کا الہام سے ہونا ظاہر کیا۔ حتیٰ کہ آسمان پر اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہوا ہے۔ جب والدین محمدی بیگم نے نکاح کے دینے سے انکار کیا۔ تو بہت سے خطوط تہذیب کے خلاف ان کو لکھے (یہ خطوط میری کتاب میں چھپے ہوئے ہیں) اور نوبت طلاق و عاق کی پہنچی۔ جب انہوں نے نکاح دوسری جگہ کردیا۔ تو پھر الہام ہوا کہ محمدی بیگم کا باپ اور اس کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مر جاوینگے۔ اور وہ بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آ ویگی۔ لیکن افسوس ۱۸۸۸ء کا الہام اب تک ظہور میں نہ آیا اور جب کسی نے اعتراض کر کے الہاموں کو غلط ثابت کیا تو مرزا صاحب اور دیگر مرزائیوں نے کہہ دیا کہ الہام کی ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے۔ دوسری بھی ٹوٹ جاویگی یعنی مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم تو مر چکا ہے اب اس کا خاوند سلطان محمد بھی مر جاویگا۔ مسلمانوں یہودیوں کا یہ اعتراض قبل از وقت ہے۔ جب تک محمدی بیگم نہ مر جائے یا میں نہ مر جاؤں تب تک یہ اعتراض عائد نہیں ہوسکتا۔ فرمائیے ایسی تاویل کا کیا علاج۔ مرزا صاحب تو اپنے مقدر کی جگہ پہنچ گئے۔ اب اعتراض ہو تو کس طرح اور کس پر مرزائی احمدی صاحبان ایسے ہیں کہ وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ جو پیشن گوئیاں پوری نہیں ہوئیں وہ آئندہ کو پوری ہوں گی براہ مہربانی ذرا غور فرمایئے کہ یہ پیشن گوئی آئندہ کس طرح پوری ہوگی۔

تیسری پیشن گوئی: مرزا صاحب کا الہام ترد الیک انوار الشباب سیاتی علیک زمن الشباب الخ۔ تیرے پر جوانی کا زمانہ لایا جائیگا اور تیری بیوی کو بھی جوان بنایا جائیگا۔ اخبار بدر ۲۳ مئی ۱۹۰۶ء فرمایئے پیشن گوئی کب پوری ہوگی؟ اللہ تعالیٰ اپنے

وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ دیکھو قرآن شریف!

چوتھی پیشن گوئی: ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب و دیگر مخالفین تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور ہلاک ہو جائینگے۔ فرمایئے یہ پیشن گوئی کب پوری ہوگی۔

پانچویں پیشن گوئی: الہام۔ تیری عمر بڑھا دوں گا۔

چھٹی پیشن گوئی: الہام۔ مولوی محمد حسین توبہ کر کے میری طرف رجوع کریگا۔

ساتویں پیشن گوئی: الہام۔ غلام حلیم لڑکا بمنزلہ مبارک احمد فوت شدہ کے پیدا ہوگا۔

آٹھویں پیشن گوئی: الہام۔ یحییٰ لڑکے کی بشارت جو زندہ رہیگا۔

نویں پیشن گوئی: الہام۔ شوخ اور شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔

دسویں پیشن گوئی: الہام۔ عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا اس وقت تمام عالم کباب ہو جائیگا۔

گیارھویں پیشن گوئی: الہام۔ خواتین سے تیرا نکاح ہوگا ان سے تیری نسل بہت ہوگی۔

بارھویں پیشن گوئی: الہام۔ تیرے مخالف رسوا ہوں گے۔ تیری تمام دعائیں قبول ہوں گی۔

تیرھویں پیشن گوئی: الہام۔ اس سال ۱۹۰۷ء یا اگلے سال ۱۹۰۸ء طاعون بہت پڑیگا۔

چودھویں پیشن گوئی: الہام۔ ملاں محمد بخش، محمد حسین تبتی، مولوی محمد حسین ذلیل ہو کر مرینگے تین سال میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء تک۔

پندرھویں پیشن گوئی: الہام۔ پانچویں فرزند کے پیدا ہونے کی مندرجہ مواہب

یہ تمام پیشن گوئیاں ایسی ہیں جو خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور وعدہ ہرگز نہیں ٹلتا اگر ایسا ہو تو پھر خدا اور ان کے الہاموں پر سے بالکل اعتبار اٹھ جائے ایسا گمان بھی دل میں نہ لانا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام۔ سورہ ابراہیم۔ ترجمہ: پس ہرگز مت گمان کر اللہ کو کے خلاف کرنیوالا ہے اپنے وعدہ کو اپنے پیغمبروں سے تحقیق غالب ہے اللہ بدلا لینے والا۔ تمام قرآن کریم میں وعدہ حق سے پر ہے۔

الرحمن اور سینکڑوں ایسی پیشن گوئیاں ہیں جن کے پورے ہونے کی کوئی امید نہیں آپ غور فرما کر ایمان سے کہئے یہ پیشن گوئیاں کب پوری ہوں گی۔ لڑکوں کا پیدا ہونا تو قطعی جاتا رہا خواتین سے نکاح بھی موقوف ہو گیا۔ عمر بجائے بڑھنے کے گھٹ گئی۔ جوانی کی خواہش جاتی رہی۔ اپنی بیوی کی بھی جوانی ندارد۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں اور مرزا جی خود اپنی پیشن گوئی کے مصداق میں پہنچ آ گئے۔

سوال پنجم: تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لکچر وغیرہ جو مریدین مرزا صاحب کے ہیں مثلاً حکیم نورالدین صاحب، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امروہی، مرزا خدا بخش، محمد اسماعیل وغیرہم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں وہ تصانیف مرزا صاحب کے ملاحظہ میں آ چکی ہوں اور مرزا صاحب نے پسند فرما لیا ہو۔

جواب: حکیم نورالدین صاحب قبلہ، مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم، فاضل امروہی صاحب مخدوم، مرزا خدا بخش صاحب اور محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور باخدا بزرگ۔ سچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک قابل سند ہے۔

اقول باللہ التوفیق: حکیم نورالدین صاحب نے مرزا صاحب کو محض تمثیلی طور پر مسیح کہا ہے جیسے حکیموں کو سقراط اور بقراط وغیرہ لقبوں سے لکھ دیتے ہیں مسیح موعود اور مسیح ابن مریم نہیں مانا۔ جو مرزا صاحب کا دعویٰ ہے مرزا صاحب نے حضرت مسیح ابن مریم کو کئی جگہ بے باپ ہونا مانا ہے اور کئی جگہ یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے جیسے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۰۳ طبع اول ازالہ اوھام۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھی بلفظہ مرزا صاحب کی کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۱۶۔

لیجئے یہاں مرزا صاحب کے فرمانے کے مطابق یسوع بھی ہیں اور مسیح بھی ہیں جن کی بابت فرمایا ہے کہ "یسوع میرا واقف نہیں"۔ آپ کسی آیت اور حدیث شریف سے ثابت کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ یوسف نجار ان کے باپ تھے۔ ہرگز نہیں۔

حکیم نورالدین صاحب بھی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونا مانتے رہے اب ان کا ایمان بھی اس بات پر قائم نہیں رہا وہ اپنے رسالہ نوردین میں لکھتے ہیں نہ قرآن شریف نہ حدیث میں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہ صوفیاء کرام کے اقوال میں یہ حکم ہے کہ مسیح کو بے باپ مان کر ایمان لاؤ پھر لکھتے ہیں کہ میں خود مدت تک باینکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے اس بات کو مانتا رہا ہوں (یعنی مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے) گو اب میں اس بات کا قائل نہیں رہا۔ بلفظہ ملتقطاً صفحہ ۱۵۸۔۱۵۹ رسالہ نوردین مصنفہ حکیم نورالدین حال خلیفۃ المسیح۔

او مولوی صاحب! مرزا صاحب اور حکیم صاحب کا اسلام کہ قرآن شریف میں یہ کہیں حکم نہیں کہ مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہوا۔ تو کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کو ابن مریم لکھا ہے نہ ابن یوسف نجار۔ حضرت مریم کا جبرائیل فرشتہ کو جواب دینا کہ مجھ کو لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ کسی بشر نے کسی طرح مجھے چھوا تک نہیں۔ اور پھر فرشتے کے دم کرنے سے حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوگئیں۔ اور اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک یا دو ساعت کے اندر پیدا ہوگئے کیا ان آیات پر ایمان لانا مسلمانوں کا کام نہیں ہے یا یہ کہ جس بات پر حکم ہی ہو کہ اس پر ایمان لاؤ تب اس پر ایمان لانا چاہیے باقی پر نہیں۔ کیا سب سے پہلے الم ذالک الکتب لا ریب فیه کے مطابق کل قرآن شریف من اوله والآخر پر ایمان لانا حکیم صاحب کے لئے ضروری نہیں ہر آیت شریف الذی فرض علیک

القران اور آیت شریف یاایها الذین امنوا امنو بالله ورسوله والکتب الذی نزل علی رسوله یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب (قرآن شریف) پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا۔ کیا حکیم صاحب کو ان آیات پر ایمان لانے کا حکم نہیں؟ مگر زبردستی کسی کی طبیعت میں ہو تو وہ کیا سمجھتا ہے کیا عجب منطق ہے۔ پھر حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں بھی کہیں حکم نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونے پر ایمان لاؤ۔ یہ بھی عمداً اغماض حکیم صاحب کا ہے یا بے علمی کا موجب۔ دیکھو حضرت رسول اکرم ﷺ اس طرح پر فرماتے ہیں۔ حدیث شریف عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ من شهدان لا اله الا الله وحده لا شريک له وَاَنَّ مُحَمداً عبده ورسوله وان عيسى عبد الله ورسوله وابن امته وَكَلِمَتُهُ القاها الى مريم وروحٌ منه والجنة والنار حق ادخله الله الجنة على ما كان من العمل۔ متفق علیه۔ ترجمہ۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے کہا فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جو کوئی گواہی دے اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اللہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اپنی لونڈی (مریم علیہا السلام) کے بیٹے ہیں کلمہ کن سے (بے باپ) پیدا ہوئے جو مریم کی طرف ڈالا گیا تھا خدا کی طرف سے روح ہے۔ (زندہ کرتے تھے مردوں کو) اور اس بات پر بھی ایمان لاوے کہ بہشت اور دوزخ حق ہیں۔ داخل کریگا اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو ایسا ایمان لا کر شہادت دیگا بہشت میں خواہ عمل اچھا کرتا ہو یا بُرا۔ یہ حدیث شریف صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ یہ حکیم صاحب کی کیسی زبردستی اور دین اسلام سے

لاپرواہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث میں مسیح علیہ السلام کو بے باپ ماننے اور ایمان لانے کے لئے حکم نہیں ہے اس سے قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کا انکار کر دیا۔ لیکن پہلے ایمان ان کا اس پر تھا۔ لیکن اب ان کا ایمان مسیح علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے پر نہیں رہا۔ اللہ غنی!!! دعویٰ فضیلت اور خلیفۃ المسیح احمدیان مرزائیان۔ اللہ حافظ یہ اعتقاد بعینہ اس آیت قولھم علی مریم بھتانا عظیما کے ہے۔

ہاں! یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قرآن شریف نص صریح اور حدیث صحیح اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہے اس بارہ میں مرزا صاحب کی ہی اپنی تحریر آپ کے اطمینان کے لئے پیش کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔ جو شخص ذرا برابر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ بلفظہ انجام آتھم صفحہ ۱۴۴ ترجمہ۔

سوال ششم: اگر تصانیف مرزا صاحب و حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (بقول مرزائیاں) میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جائیگی۔

جواب: میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن بفرض محال آپ کی خاطر مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

اقول باللہ التوفیق: آپ کے جواب کی طرز یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مسیح اور خلیفۃ المسیح دونوں معمولی آدمی ہیں جن کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمی آپ کے ایمان اور اعتقاد کے مطابق نہیں ہونا چاہیے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کا نام لوں تو ضرور ہے کہ علیہ السلام کہوں انہیں باتوں سے میں اخذ کرتا ہوں کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود تصور نہیں فرماتے۔ جیسے کہ مرزا صاحب کا خود دعویٰ ہے اور تمام مرزائی احمدی مانتے ہیں آپ نے

کہیں بھی کوئی کلمہ تعظیمی سواء لفظ صاحب کے اور کچھ نہیں لکھا۔ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت و رسالت وا وحیت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ مرزا صاحب کو تمثیلی اور فرضی طور پر حکیموں کے سقراط بقراط کے بعضوں کی طرح مسیح الزمان مانتے ہیں ایسے کئی ایک نام اس وقت مسیح الزمان موجود ہیں۔ علاوہ ازیں حکیم صاحب لکھتے ہیں۔

ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم[1] نہیں کیا اسلامیوں میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس فیض ربانی سے فیضیاب ہوئے دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی و شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ معین الدین چشتی، بابا شیخ فرید شکر گنج، شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی، عبداللہ غزنوی وغیرہ وغیرہ اولیاء اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ تصنیف حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح۔

دیکھئے آپ کے خلیفۃ المسیح اپنی کتاب میں ان بزرگان مندرجہ بالا کے نام لکھ کر مرزا صاحب کو ان کے مساوات میں شمار کر رہے ہیں لیکن مرزا صاحب خود و دیگر مرزائی صاحبان پیغمبری اور نبوت و رسالت میں واقعی ایمان لاکر علیہ الصلوات والسلام وغیرہ کلمات تعظیمی سے لکھ رہے ہیں لیکن خود خلیفہ صاحب نے کوئی کلمہ تعظیمی حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء مبارکہ پر نہیں لکھا۔ بلکہ صرف ان کے معمولی طور پر ان کے نام لکھ کر وغیرہ وغیرہ لکھ دیا۔ اس سے حکیم صاحب کی دینی واقفیت بھی عیاں ہے خیر اس تحریر سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حکیم صاحب ان بزرگان علیہم الرحمۃ کو جن کے نام لکھے ہیں اولیاء کرام میں شمار کرتے ہیں اور ویسے ہی مرزا صاحب کو بھی مانتے ہیں اور خداوند کریم کا مکالمہ اور مخاطبہ ان سے قبول کرتے ہیں اس پر میں بہت خوش ہوں گا کہ آپ ان بزرگان مندرجہ

[1] محروم نہیں اتنے میں کوئی شک نہیں کہ وحی الٰہی و وحی رسالت ہمیشہ کے لئے بند ہو چکی۔ ۱۲ منہ

مسلہ آپ کے خلیفۃ المسیح کے ان کے اقوال وافعال سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب کے دعویٰ کی تصدیق فرمائیے ورنہ میں تیار ہوں کہ ان بزرگان اولیاء عظام کے اقوال اور افعال سے مرزا صاحب کے تمام دعووں کی تکذیب دکھلاؤں جو آپ پسند فرمائیں۔

سوال ہفتم: مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں اور مامور کا کیا کام ہے مامور کا منکر اور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟

جواب: ہاں مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے۔ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کرنے والے کے ہیں۔

اقول باللہ التوفیق: یہ جواب آپ کا خوب ہے کہ اگر مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مامور اگر نبی نہ ہو تو نبی نہیں ہوتا یعنی مامور نبی بھی ہوتا ہے اور مامور نبی نہیں بھی ہوتا۔ سوال کا صاف جواب آپ نے نہیں دیا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ یعنی جو شخص کسی نبی کا منکر ہوگا وہ اس نبی کا کافر ہوگا خدائی یا شرعی کافر نہیں۔ جس کسی کا منکر ہو اسی کا وہ کافر ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص آپ کا منکر ہے تو آپ کا ہی کافر ہے شرعی کافر نہیں۔ یہ بھی آپ کی نئی منطق ہے۔

دوسرا حصہ[1] سوال کا یہ تھا کہ مامور کا کیا کام ہے یعنی دنیا میں اس کے متعلق کیا

---

[1] دوسرا حصہ: مرزا جی ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔ طالب حق کے لئے ایک یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں۔ والسلام غلام احمد اخبار البدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء رسالہ نمبر ۸، انجمن تائید اسلام، لاہور۔

کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے لیکن افسوس آپ نے اس کا جواب ہی نہیں دیا اور عمداً آپ نے اس کا اغماض کیا یا نبی علیہ السلام کا منکر ضرور کافر شرعی ہے یہ آپ کا خیال کہ ہر منکر کو کافر سمجھ لیا جائے صحیح نہیں بلکہ شرعی کافر وہی ہے جو الوہیت اور ختم رسالت یا رسالت اور نبوت عامہ یا ضروریات ارکان اسلام کا منکر ہو کافر ہے۔

اس سوال کا مطلب یہی تھا کہ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہو کر آنے کی کیا ضرورت تھی اور ان کا کیا کام ہونا چاہیے تھا اسلام کو ان سے کیا فائدہ مترتب تھا اور جو کام ان کے سپرد تھا اس کو انہوں نے پورا کیا یا نہیں کیونکہ مسلمانوں کے عقائد میں حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کی غرض کتب احادیث اور سیر اور تفاسیر میں مفصل درج ہے جس کا ذکر مرزا صاحب کی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ وغیرہ میں درج ہے پھر ایک جگہ پر مرزا صاحب مسیح موعود کے تین کام اس طرح پر درج فرماتے ہیں انہیں پر غور فرمائیے وھو ھذا۔

اول: مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی دلائل بینہ اور براہین قاطعہ کے رو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

دوم: دوسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بیجا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھے۔

سوم: تیسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔ سو یہ تینوں کام اس عاجز کے سپرد کئے ہیں۔ بلفظہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰ طبع ثانی۔

(نوٹ: یہ تینوں کام کسی آیت یا حدیث یا اسلامی کتاب سے ثابت نہیں ہیں۔)

اول: اب آپ غور فرمائیں کہ امر اول پر کوئی قوم میں یا کافر مرزا صاحب کی دلائل بینہ سے

ہلاک ہوئے ہیں یا کوئی احمدی مرزائی ہوا ہے مرزا صاحب اگر یہ کہتے کہ کافر لوگ میرے دم سے مسلمان ہوں گے لیکن بجائے اس کے ہلاک ہوں گے لکھ دیا۔

دوم: دوسرا کام مرزا صاحب کی تعلیم جو غلطیوں سے اسلام کو پاک کریگی برعکس اس کے یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی تعلیم نے مسلمانوں کو سخت غلطیوں میں ڈال دیا۔

سوم: تیسرا کام مرزا صاحب کا بہت اچھی طرح سے پورا ہوا ایمانی نور دنیا کی تمام قوموں یہود، نصرانی، زردشتی، مجوسی، آتش پرست، ہندو، آریہ، سنیاسی، برہمو، بودھ، سکھ جینی وغیرہ کے دلوں میں خوب ڈال دیا۔ اگر یہی نور ہے جس کا ظہور ہے تو بس خیر صلا۔ ان دنیا کی قوموں میں سے ایک شخص کو بھی آپ پیش کریں جس کے دل میں مرزا صاحب نے ایمانی نور بخشا ہو۔ ہاں ان کے زمانہ میں کئی ایک مسلمانوں کے دلوں سے نور ایمانی نکل تو ضرور گیا ہے۔ یہ دعویٰ[1] اور یہ ہر سہ امور آپ ہی غور کر کے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے پورے کر دیئے ہیں۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب مسیح علیہ السلام کے کام اپنی نہایت معتبر کتاب الہامی بمنزلہ قرآن شریف (نعوذ باللہ) میں اس طرح پر تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) الہام۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشن گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا۔ بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹۔

(۲) وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر

[1] پنجاب میں بحمد عیسائیت کی ترقی مردم شماری ۱۹۰۱ء ۳۷۹۹۵ مردم شماری ۱۹۱۱ء ۱۹۳۰۹۴ دس سال میں ترقی ۱۳۵۲۹۹ اور کچھ وانی دہراتی الاخبار جلد ۱۲ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۷ کالم اول سطر ۲۷۔

اور سختی کو استعمال میں لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریںگے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دینگے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہیگا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے نیست و نابود کر دیگا۔ بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۵۔

اللہ اکبر! مولوی صاحب فرمایئے جو حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں آ کر سرانجام فرمائینگے۔ مرزا صاحب کے ازالہ اوہام اور براہین احمدیہ کا مقابلہ آپ ہی اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے کون غلط ہے اور کون صحیح اور کس بات یا تحریر پر آپ کو ایمان لانا چاہیے۔ اور اس ایمان کے وجود کا بھی خود ہی فیصلہ کر لیں یا کسی حق جو احمدی کو بھی شامل کر لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کچھ بھی نہیں کیا اگر کیا تو یہ کہ اسلام میں تفرقہ ڈال کر مسلمانوں سے جدا ایک گروہ قائم کر لیا غیر اسلامیوں پر ایک ذرہ بھر بھی مسیحائی کا اثر نہ ہوا۔ فاعتبرو و تدبر۔

سوال ہشتم: مبشر اور منذر بھی نبی ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے اگر فرق ہے تو کیا؟

جواب: ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنساری ہو سکتا ہے ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہر بشارت اور ہر انذار کا کوئی حق نبی اور رسول ہونے کا نہیں ہے۔

اقول باللہ التوفیق: مولوی صاحب یہ جواب آپ کا سوال کے مطابق نہیں اس سوال کا جواب صاف یہ تھا کہ مبشر اور منذر نبی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ایک نسخہ جاننا ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنا پانی کا ایک قطرہ ایک چاول وغیرہ تو سوال کا کوئی جواب نہیں۔ ہاں آپ کے جواب کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ایک دو بشارتیں یا انذار اگر کسی کو ہوں تو وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو کثرت سے ہوں وہ نبی اور رسول ہونے کا حقدار ہے سخت غلطی یہ کہ مرزا صاحب کثرت

سے بشارتیں اور انذار ظاہر کرتے ہیں اور دعویٰ بھی بڑے زور سے رسالت اور نبوت کا کرتے ہیں اس لئے وہ نبی اور رسول ہیں۔ یقین میں مفصل اور نہایت صفائی کے ساتھ سوال وجواب نمبر اول میں عرض کر چکا ہوں اور قرآن شریف کی آیات سے ثابت کر چکا ہوں کہ مبشر اور منذر نبی اور رسول علیہ السلام ہی ہوتے ہیں اور کسی ایرے غیرے کا حق نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مبشر اور منذر کے الفاظ سے منسوب کرے۔

سوال نهم: بروز کے کیا معنی ہیں بروزی نبی بھی بعینہ نبی ہوتا ہے یا نہیں اس کا منکر اور مکذب بھی مسلمان ہوتا ہے یا نہیں بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیا علیہم السلام سابقین میں ہے یا نہیں۔

جواب: عین عین ہے اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیا۔

(ب) نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔ (ج) ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ نبی ہوا ہے۔ علیہ السلام۔

اقول باللہ التوفیق: مولوی صاحب! یہ جواب بھی میرے سوال کے مطابق نہیں ہے۔ میں نے تو صرف لفظ بروز کے معنی دریافت کئے تھے آپ نے اس کا جواب دیا کہ عین عین ہے بروز بروز ہے۔ یہ تو کوئی معنی بروز کے نہیں ہیں مفصل حالات اس کے میں عرض کر چکا ہوں خواہ آپ دانستہ اغماض فرمائیں (ج) جو آپ نے ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ علیہ السلام ہوئے ہیں لکھا ہے یہ بھی عجیب ہے۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں ایلیا نام کسی نبی علیہ السلام کا نہیں آیا ہے البتہ حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ ہے آپ براہ مہربانی اس کا ثبوت اس بات کا کسی آیت یا حدیث یا کسی دینی کتاب سے ارشاد فرمایئے۔ کہ ایلیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بروز تھے سوائے کسی شرعی ثبوت کے ایسی باتیں قبول کرنا اسلامی اصول کے برخلاف ہے۔

لیجئے خدا کے فضل سے سوالات مندرجہ عریضہ خود اور جوابات مندرجہ نوازش نامہ جناب کو ختم کر چکا سوال وجواب نمبر دہم کے متعلق سوال وجواب اول میں مفصل لکھا جا چکا ہے اب میں آپ کے اشتہار معیار صداقت کی نسبت مختصر عرض کرتا ہوں صرف دو باتیں پیش کروں گا اور اصل معیار صداقت قرآن شریف سے آپ کی ہی پیش کردہ آیت سے جو آپ نے اپنی معیار صداقت کے ٹائٹل پیج کی پیشانی پر نصف قوس میں لکھی ہے اسی سے صداقت اسلام بلکہ صداقت مقلدین بالخصوص حضرت سراج الامۃ والائمۃ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے مقلدین مؤمنین صالحین کی اظہر من الشمس ثابت ہوگی کچھ جواب پہلے رسالت کے بارے میں آچکا ہے اس میں سے چند فقرات کا اقتباس کر کے جواب لکھتا ہوں اور پھر وہ آیت شریف ان فی هذا لبلغا لقوم عابدین کی تشریح کوئی عرض کروں گا آپ یوں فرماتے ہیں۔

ہمارا ایمان اور آپ خوب جانتے ہیں کہ خدا ہمارا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ خاتم النبیین ہمارا نبی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے سوا کوئی نبی نبوت اور نیا بھی نہیں آ سکتا[1] ہے۔ کتاب ہماری قرآن ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی۔ دین ہمارا اسلام ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ قبلہ ہمارا وہی ہے۔ ایمان بالتوحید، بالملائکہ، بالکتب، بالرسالت، بالقیامت، بالقدر خیر و شر وہی ہے۔ کلمہ وہی ہے حج وہی ہے زکوٰۃ وہی ہے۔ نماز وہی ہے۔ روزہ وہی ہے۔ اوامر وہی ہے۔ نواہی وہی ہے۔ وہی حلال ہیں۔ وہی حرام ہیں۔ اہل قرآن ہم بھی ہیں۔ مگر اسوۂ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں۔ اہل حدیث ہم ہیں۔ مگر فقہ آئمہ اولیاء کا ہر مذہب کے دشمن خشک نہیں اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاء کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶ و ۷۔

مولوی صاحب! معاف رکھیئے گا یہ باتیں صرف کہنے کی ہیں عمل کرنے کی نہیں

[1] ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرانے نبی ضرور تشریف لائینگے۔ منہ

بلکہ عمل ان کے برخلاف ہے لم تقولون ما لا تفعلون اور ان تقولوا مالا تفعلون (سورہ صف) حکم خداوندی کی پرواہ نہیں۔ لیجئے میں مختصراً آپ کی ان عقائد مندرجہ کی بابت نمبروار عرض کرتا ہوں اور ان پر خدا کے لئے غور فرماتے جائیں۔

آپ کے فرضی عقائد	اصلی عقائد کی حقیقت اور صحت
(۱) ہمارا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا۔	(۱) مرزا صاحب کا الہام اپنے خدا کی نسبت یہ ہے۔ جو قرآنی خدا کے مغائر ہے۔ ربنا عاج [1] براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶۔
(۲) ختم النبیین ہمارا نبی ہے۔	(۲) بیشک مرزا صاحب آپ کے خاتم النبیین ہیں کیونکہ ان کے الہامات قطعی اور یقینی بمثل قرآن شریف ہیں ان کا منکر کافر جہنمی ہے۔ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ دیکھو توضیح المرام۔
(۳) کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔	(۳) مرزا صاحب تو نئے نبی ضرور آ گئے۔
(۴) کتاب ہماری قرآن ہے۔	(۴) نہیں بلکہ آپ کا قرآن براہین احمدیہ ہے مرزا صاحب کا الہام ہے کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں دوسرا آپ کے قرآن میں آیت انا انزلناہ

[1] عاج کے معنی ہاتھی دانت اور گوبر کے ہیں دیکھو کتب لغت عربی۔ منہ

ربنا عاج [1] اب معلوم ہوا کہ عاج اس بت کا نام ہے جو مندر سومنات واقع جونا گڑھ ملک گجرات دکھن میں ہے جس کو سلطان محمود غزنوی نے ویران کیا تھا۔ اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنی بوستان کے باب ہشتم میں اس عاج کا ذکر لکھا ہے پس صاف ثابت ہے کہ مرزائی کا رب یہی عاج بت ہے جس کی طرف سے شیاطین الہام کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ منہ

آپ کے فرضی عقائد	اصلی عقائد کی حقیقت اور صحت
	قریبا من القادیان درج ہے مسلمانوں کے قرآن شریف میں ایسا نہیں ہے۔
(۵) دین ہمارا اسلام ہے۔	(۵) الہام وما ینطق عن الهوی الایہ۔ براہین احمدیہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو اپنے سے جدا کر دیا ہے اور اپنی جماعت کو نصاریٰ اور مسلمانوں سے جدا ایک تیسرا گروہ قرار دیا ہے اور اپنے مریدوں کو جماعت اسلام سے جدا کر لیا ہے۔ دیکھو لیکچر بمقام لاہور ۱۹۰۴ء صفحہ ۵۲،۵۳،۵۴۔
(۶) شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔	(۶) یہ بھی غلط ہے۔ نماز پنجگانہ مرزا صاحب کا جماعت سے نہ پڑھنا۔ نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر کو سر درد کی وجہ سے ملا کر پڑھ لینا۔ حکم خداوندی ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا کے برخلاف۔ رمضان شریف کے روزے بھی اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے نہ رکھنا۔ اپنی مؤلفہ کتب کو قبل از تصنیف فروخت کرنا اور قیمت وصول کر لینا۔ اراضی رہن کا منافع حلال جان کر کھانا۔ مال حرام کو اپنے لئے قبول کرنا۔ وعدہ ایفا نہ کرنا۔ نماز کے بعد دعا نہ

	مانگنا۔ ہر کسی کو گالیاں دینا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام شراب پینے کا لگانا یعنی انبیاء علیہم السلام کو معصوم نہ جاننا۔ تصویریں بنوا کر فروخت کروانا۔ مریدوں کا تصویریں، تصاویر مرزا صاحب کو بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے ساتھ رکھنا اور اس کی زیارت کرنا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کو ادا نہ کرنا۔ مسلمانوں کو کافر کہنا۔ بلا قصور اپنے بیٹوں کو عاق کرنا۔ اپنی بیوی کو طلاق دینا۔ اور اس کے جنازہ پر بھی نہ جانا۔ اپنے بیٹے کو اپنی عورت کے طلاق دینے پر مجبور کرنا۔ وغیرہ وغیرہ یہ مختصری شریعت مرزا صاحب کی ہے۔ کیا اب بھی آپکا ایمان ہے کہ شریعت میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی ہوئی ہے یا نہیں۔
(۷) قبلہ ہمارا وہی ہے۔	(۷) برائے نام جس سے کچھ فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الآیہ کو پڑھیے۔ بموجب الہام مرزا صاحب ومن دخلہ کان امنا قادیان کعبہ اور قبلہ مرزائیاں کا ہے۔ اسی واسطے کسی مرزائی احمدی نے حج فرض کو ادا نہ کیا۔

(۸) ایمان بالتوحید۔	(۸) نہیں دیکھو مرزا صاحب کے الہامات انت منی وانا منک ظہورک ظہوری وغیرہ مرزا جی صاحب خدائی میں شریک ہیں۔ بلکہ ان کا خدا ان میں سے پیدا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ)
(۹) ایمان بالملائکہ۔	(۹) نہیں بلکہ فرشتے کوئی چیز نہیں۔ سیارات اپنا کام کرتے ہیں۔
(۱۰) ایمان بالکتاب۔	(۱۰) نمبر ۴ میں آچکا ہے۔
(۱۱) ایمان بالرسالت۔	(۱۱) نہیں بلکہ مرزا صاحب کا اپنا الہام قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (اے غلام احمد) لوگوں سے کہدے کہ میں تم سب کے واسطے اللہ کی طرف سے رسول ہوں۔
(۱۲) ایمان بالقیامت بالقدر خیرہ و شرہٖ ہے۔	(۱۲) یہ بھی غلط۔ مرزا صاحب کا فرضی ایمان اس طرح پر ہے امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت۔ بلفظ مرزا صاحب کا اشتہار ۲، اکتوبر ۱۸۹۱ء مقام دہلی۔ اگرچہ مرزا صاحب کا اپنا ایمان اپنے الہامات کے خلاف ہے تاہم اس میں قیامت اور تقدیر، خیر وشر پر کوئی ایمان نہیں
(۱۳) کلمہ وہی ہے۔	(۱۳) ہاں یہ کلمہ بہت سے خاکروب اور آریہ ہند

(۱۴) حج وہی ہے۔

وغیرہ لوگ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مگر فائدہ؟

(۱۴) مسلمانوں کا حج فریضہ کعبۃ اللہ شریف میں ہوتا ہے۔ اور مرزا صاحب اور انکے مریدین کا حج قادیان میں۔ فرمائیے مرزا صاحب نے حج فرض کو ادا کیا۔ یا کسی مرزائی احمدی نے کبھی حج ادا کیا۔ ہرگز نہیں "پھر حج وہی ہے" کیا ہوا۔ مرزا صاحب اور اکثر مرزائی مسلمہ متمول مالک نصاب با استطاعت ہیں۔ مگر حج کا کسی نے نام تک نہیں لیا۔ قبلہ اور کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ تک نہیں کیا۔

شاید آپ یہ کہیں کہ مرزا صاحب کو حج کرنے کے واسطے امن نہیں تھا۔ خوف تھا۔ اس لئے انہوں نے حج نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں یہ محض غلط اور دھوکا ہے۔ جب مرزا صاحب کا الہام یقینی واللہ یعصمک من الناس موجود ہے۔ اور یہ بھی تعلی اور تحدی ہے۔ کہ مجھ کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ پھر حج کرنے میں کونسا امر مانع ہوا۔ یا یہ کہ الہام پر ایمان نہیں یقین نہیں۔ یا مسیحائی کا کوئی اثر نہیں۔ چاہیے یہ تھا کہ کعبۃ اللہ شریف میں حج کے لئے جاتے اور وہاں اپنا دعویٰ پیش کر کے علماء حرمین

شریفین زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کو اپنی مسیحائی کی تاثیر سے مغلوب کر کے اپنے متواتر الہام قطعی کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی سے غالب آ کر دعویٰ کو منوا لیتے۔ پھر کیا تھا۔ کل جہان مرزا کو مان لیتا۔ اور فتاویٰ کفر بھی صاف ہو جاتے مگر افسوس فرق صرف سچے اور جھوٹے کا ہی مقدر ہے۔ فتدبر۔

(۱۵) زکوٰۃ وہی ہے۔

(۱۵) کونسی زکوٰۃ؟ کیا آپ شہادت دے سکتے ہیں کہ کبھی مرزا صاحب نے زکوٰۃ ادا کی۔ جبکہ لاکھوں روپیہ اور زیوران کے پاس تھے یا کسی اور مرزائی نے زکوٰۃ مستحقین کو ادا کی۔ ہرگز نہیں۔

(۱۶) نماز وہی ہے۔

(۱۶) اس کا جواب نمبر ۲ میں دیا گیا ہے۔ مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ سفر میں نمازوں کو جمع کر لیا کرتا ہوں اور مسجدوں میں جانا کراہت جانتا ہوں۔ دیکھو انہی کی کتاب فتح اسلام کا صفحہ ۴۰۔۴۱۔

(۱۷) روزہ وہی ہے۔

(۱۷) روزہ بھی نہیں کیونکہ مرزا صاحب اختلاج

۱؎ ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں۔ نور الحق حصہ اول صفحہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج اور زکوٰۃ کو ادا نہیں کرتے۔ قرآن شریف میں حکم ہے۔ قل من رب السموات والارض ط قل اللہ۔ سورہ رعد۔ کہہ دے کون آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ کہہ دے اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن الہام مرزا صاحب کا اس کے خلاف ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ ایسے ملہم قرآن آپ ہی ہیں۔

قلب اور سفر کا بہانہ کر کے روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ بعد سفر اور آرام کے اعادہ کرتے تھے۔ سفر ریلوے دہلی اور دیانہ امرتسر کا حال یاد ہوگا مقیم مرزائیوں نے بھی روزے توڑ ڈالے تھے۔

(۱۸) اوامر وہی ہیں۔	(۱۸) اس کی بابت نمبر ۶ میں عرض کیا گیا ہے۔
(۱۹) اہل قرآن ہم بھی ہیں۔	(۱۹) ہاں ایسے اہل قرآن ہیں کہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ قرآن شریف میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔ قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ قرآن میں قادیان کا نام بھی اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے آپ کے قرآن میں حضرت رسول اکرم ﷺ کے معراج اور خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ یا کوئی ذکر تک نہیں وغیرہ وغیرہ۔
(۲۰) اسوۂ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں اہل حدیث ہم ہیں۔	(۲۰) ہاں ایسے اہل حدیث کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مطلب کے موافق ہوئی۔ خواہ وہ موضوع ہی کیوں نہ ہو اس کو مان لیا۔ جیسے حدیث موضوع لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم اور جہاں کوئی حدیث خواہ صحیح بخاری میں ہی کیوں نہ ہو اپنے خلاف ہو۔

اس سے انکار کر دیا۔ مثلاً حسب تحریر مرزا صاحب حدیث شریف لعنت اللہ علی الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجدا (یعنی یہود اور نصاریٰ پر لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا ہے) صحیح بخاری صفحہ ۳۳۹۔ بلاد شام میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ در حقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی ہی قبر ہے۔ بلفظہ ملخصاً مرزا صاحب کی ست بچن حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۶۴۔

لیجئے غور فرمائیے اہل حدیث اور اسوہ حسنہ کے مقر ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ صرف دو ہی حدیثیں بطور نمونہ حاضر ہیں۔ جہاں چاہا مان لیا۔ جہاں چاہا انکار کر دیا۔ ایسی بہت سی احادیث ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے۔ یا تو یہ تھا کہ اس حدیث سے جس کو مرزا صاحب بوجہ صحیح بخاری اصح الکتاب میں درج ہونے کے بڑے زور سے

ل حدیث شریف یوں ہے کہ مہدی (علیہ السلام) بستی کرعہ کو کدعہ۔ کدعہ معرب قادیان لکھ کر حدیث شریف کی تحریف کر دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اوران کی قبر کو بلاد شام میں ثابت کیا تھا۔ لیکن اب کوئی اور حدیث پیش نہیں کی۔ صرف حکیم نورالدین صاحب کے کہنے سے یوز آصف کی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت کردی۔ اور خود ہی حدیث صحیح سے انکار کردیا۔ حکیم نورالدین کی کلام کو ناسخ حدیث صحیح حضرت ﷺ قرار دے دیا۔ افسوس مرزا صاحب کی اختلاف بیانی پر کچھ تو خیال فرمایئے۔

(۲۱) فقرہ آخرہ اولیاء اکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں ہیں۔

(۲۱) ہاں دشمن خشک بیشک نہیں ہیں۔ لیکن دشمن تو ضرور ہیں مرزا صاحب جبکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے برابر ہیں بلکہ ان سے افضل۔ (نعوذ باللہ) تو آئمہ قدر رحمہم اللہ کس حساب میں ہیں۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ مرزا صاحب پر زیادتی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو افضل کہیں نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب تو حضرت ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی بڑائی میں کہتے ہیں کہ میں نے قضاوقدر کی مسلوں پر خداوند تعالیٰ کے دستخط کروالئے۔ اس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے قلم کو چھڑکا۔ اس کی چھینٹیں میرے کپڑوں پر پڑیں بلکہ عبداللہ سنوری میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کی ٹوپی پر بھی چھینٹیں پڑیں کپڑے موجود ہیں (دیکھو سرمہ چشم آریہ) فرمایئے سیاہی کی چھینٹیں مرزا صاحب کے کپڑوں پر پڑیں اور اسی خدا مجسم قلم مجسم سے جب ایسا ہوا تو مرزا صاحب اس خدا کے پاس موجود تھے اور کوٹھے میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت سیاہی کی چھینٹوں کو کسی نئے پرانے فلسفہ نے خشک نہ کیا اور مرزا صاحب خدا کے پاس ایسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے صاحب ڈپٹی کمشنر کا مسلخوان۔ لیکن حضرت رسول خدا ﷺ کو ایسا رتبہ اور عزت کہاں کہ خدا کے پاس بیٹھ کر قضاوقدر کی مسلوں پر دستخط کروائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قضاوقدر لکھی جاچکی اس کی وہ سیاہی خشک ہوگئی اب نئی قضاوقدر مرزا صاحب نے شروع کردی یہ فضیلت کی تحریر ہے۔

سوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ بہت باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ ہوئیں اور وہ مجھ

کو معلوم ہوگئیں۔ دیکھو ازالہ اوہام۔ یہ دعویٰ بھی کیا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی فتح سیفی سے میری فتح روحانی ہے اور روحانی فتح سیفی سے زیادہ دیرپا ہوتی ہے اور آنحضرت میں جلال بھی تھا میرے اندر جمال ہی جمال ہے۔ اپنا تفوق۔

سوم: خدا عرش پر مرزا صاحب کی تعریف کرتا ہے۔ انجام آتھم۔ اور بہت ایسی باتیں ہیں جس سے اپنی فضیلت حضرت رسول اکرم ﷺ پر ثابت کرتے ہیں۔

(۲۲) اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاء کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔

(۲۲) غلط ہے مرزا صاحب اگر اہل باطن ہوتے تو اپنے مرنے کے وقت اپنا دارالامان قادیان دولت خانہ خود کو چھوڑ کر دشمنوں کے گھر لاہور میں نہ جاتے اگر اہل باطن ہوتے تو زوجہ آسمانی کے بارہ میں ایسے ایسے الہامات کر کے سر پر ندامت نہ لے جاتے اور نہ اپنے حقیقی رشتہ داروں سے قطع رحم کرتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا اور اب تک زندہ رہنا اور قرب قیامت کو دنیا پر دوبارہ آنا نہ لکھتے۔ پھر اس کے خلاف ان کو وفات یافتہ قرار دے کر پہلے ان کی قبر

بلاد شام اور گلیل میں لکھ کر پھر کشمیر میں تحریر نہ فرماتے۔

صوفیاء کرام کا بھی کوئی احترام نہیں جبکہ مرزا صاحب کسی بزرگ سے بیعت نہیں تھے اور نہ کسی سلسلہ صوفیاء میں منسلک تھے۔ تو پھر احترام کیسا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے احمدی مرزائی اکمل آف گولیکی کا مضمون برخلاف صوفیاء خاندان نقشبندی، ''نقشبندیوں پر حجت'' کے نام سے اخبار الحکم میں شائع کیا تھا۔

پس مولوی صاحب! یہ سب باتیں ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ آپ اگر یکسوئی سے غور فرمائیں گے تو آپ پر ظاہر ہو جائیگا کہ مرزا صاحب نہ نبی تھے، نہ رسول، نہ بروزی، نہ مسیح موعود، نہ مہدی مسعود، نہ کلکی اوتار، نہ کرشن اوتار کچھ بھی نہ تھے نہ ان کی خو نہ خصلت۔ نہ تمثیلی نہ اصلی۔ البتہ روپیہ پیسہ کے خواہاں اسی لئے تین ماہ برابر الحکم میں اشتہار جاری ہوتا رہا۔ کہ اگر تین ماہ تک کوئی شخص میرا مرید قادیان میں چندہ نہ بھیجے گا اس کا نام بیعت میں سے خارج کر دیا جائیگا۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مریدین کی بیعت صرف چندہ کے شرط پر تھی اور مرزا صاحب کو ایسا اشتہار دینا چاہیے تھا۔ خدائی سلسلہ کے لئے ایسے اشتہار جاری کرنے چاہئیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا صاحب نے ۱۹۰۶ء میں اپنے مرنے سے ایک سال ساڑھے سات ماہ اول اپنی جماعت کو بڑے افسوس کے ساتھ کافر اور منافق فرما دیا۔ آپ کی تسلی کے لئے

ان کی اصل تحریر مندرجہ انجام آتھم اخبار الحکم نقل کرتا ہوں۔

اپنی جماعت کی موجودہ حالت

میں دیکھتا ہوں اب تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی۔ جب ہم کسی امر میں فیصلہ کردیں تو تھوڑے ہیں جو اس کو شرح صدر سے منظور کرلیں آنحضرت ﷺ کے تو وہ ایسے فدائی تھے اور جان نثار تھے کہ جانیں دیدیں۔ اب اگر اتنا ہی کہا جائے کہ سو دو سو کوس پر جاؤ اور وہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو۔ پھر کتنے سننے لگ جاویں۔ زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ جو کردیں ہم کو منظور ہے لیکن جب کہا جائے تو پھر ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ نفاق ہوتا ہے۔ میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار. حقیقتاً یاد رکھو منافق کافر سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کردیتا ہے۔ مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی وہ چھپاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت میں وہ اطاعت ہوتی جو ہونی چاہیے تھی تو اب تک یہ جماعت بہت کچھ ترقی کرلیتی۔ بالفاظ الحکم نمبرا۔ جلد ۱۰ صفحہ ۳۔ ۴ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء۔

لیجئے۔ یہاں پر مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی تعریف بھی اچھی طرح فرما دی۔ منافقوں، کافروں سے بدتر فرمادیا اور یہ بھی فرمادیا کہ اطاعت نہیں کرتے حکم نہیں مانتے اس وجہ سے کچھ ترقی بھی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو مال چندہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ اس کی نظر اسی اخبار میں اسی جگہ یوں فرماتے ہیں "اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابوبکر ؓ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے" براہ مہربانی مرزا صاحب کی تحریر اور منشا پر غور فرمائیں۔ یہی کہ سب مرید اپنے گھروں سے سارا کا سارا مال مرزا صاحب کے پاس حاضر کردیں۔ اور مرزا صاحب جہاں

چاہیں خرچ کریں پھر حضرت ﷺ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی شان اور حضرت صدیق ؓ کا علو مرتبہ کی نسبت کا مقابلہ مرزا صاحب اپنے ساتھ کرتے ہیں۔ صرف لفظ ظلی۔

اب میں وہ آیت شریفہ انّ فی ھذا لبلغا لقوم عبدین، جو آپ نے اپنی معیار صداقت کی پیشانی پر عبرتاً لکھی ہے پیش کرتا ہوں۔ جس کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ بعد میں عرض کروں گا۔ جو آپ کے نہایت ہی قابل غور اور توجہ ہے اس پیشن گوئی الٰہی پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے سے آفتاب کی طرح ظاہر ہوجائیگا کہ اسلام کی صداقت حضرت رسول اکرم ﷺ کی رفاقت و صداقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صداقت و اطاعت حضرت امام اعظم ؒ اور ان کے مذہب کی صداقت اور ان کے مقلدین اور پیروں کی صداقت اسی پیشن گوئی و دیگر آیات مشمولہ میں خداوند کریم نے فرمائی ہے اور قوم عابدین میں شمار کرنا خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے۔ مصرعہ

ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

اب آپ کے لئے پوری آیات شریف کو لکھ کر پیش کرتا ہوں کہ پھر ان کے معنی اور تفسیر کروں گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ اگر کوئی اور بات نہ آگئی تو عریضہ کو ختم کروں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصٰلحونo ان فی ھذا لبلغا لقوم عبدینo وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمینo (سورہ انبیا پارہ ۱۷)۔ ترجمہ: اور تحقیق ہم نے زبور (لوح محفوظ) میں ذکر اور نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ تحقیق اس میں قوم عبادت کرنے والی کو البتہ مطلب پر پہنچا دینا ہے۔ یہ اس لئے کہ (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام عالموں کی رحمت ہی کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تمام تفاسیر اسلامی میں الارض کے معنوں سے دو مطلب لئے ہیں۔ ایک تو ارض بہشت کی زمین سے مراد ہے۔ دوسرا الارض سے ارض بیت المقدس ہے جو اس وقت اہل کتاب کا قبضہ ہے۔ مراد ہے۔ بہشت کی زمین کا وارث ہر ایک مسلمان تابعدار پیغمبران علیہم السلام ہو سکتا ہے۔ لیکن زمین بیت المقدس کا وارث یا مالک یا خلیفہ ہونا کلام الٰہی کی پیشن گوئی کے مطابق اول الذکر مراد سے مرجح ہے۔ تفاسیر جامع البیان، فتح المنان، وغیرہما میں درج ہے کہ سعید بن جبیر و مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اس آیت شریفہ میں زبور سے وہ کتابیں مراد ہیں (تورات، زبور، انجیل، قرآن شریف) جو دنیا میں انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ اور ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جہاں سے یہ کتابیں رسل علیہم السلام کے پاس بذریعہ وحی الٰہی پہنچیں۔ اور ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس اور ملک شام مراد ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ لوح محفوظ اور تمام کتب الٰہی میں خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ملک شام اور بیت المقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اگر آپ کو میرے ترجمہ اور معنی یا مراد میں کوئی شک ہو تو آپ کتب تفاسیر دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن علاوہ اس کے میں مرزا صاحب کا ہی ترجمہ جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں فرمایا ہے۔ لکھ دیتا ہوں تا کہ آپ کو شک نہ رہے۔ اور مزید اطمینان ہو جائے۔ وھو ھذا۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون[۲] ترجمہ: ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو

[۱] ملک شام اتح مرزا صاحب نے بھی اپنی براہین احمدیہ میں یہ لکھا ہے۔ وھو ھذا خدا نے کہا تھا کہ میں ارض شام کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کو اس زمین کا وارث کروں گا۔ دیکھو اب تک مسلمان ہی اس زمین کے وارث ہیں۔ ملخط براہین احمدیہ صفحہ ۳۴۳۔

[۲] الصالحون ...... رسم الخط قرآن شریف کے خلاف ہے۔

نیک لوگ ہیں وہی زمین کے وارث ہوں گے یعنی الارض شام کے۔ (زبور ۳۷) ملخط براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۷۔

لیجئے مرزا صاحب نے یہاں کتاب زبور باب ۳۷ کا بھی حوالہ دے دیا ہے کہ اس کے مطابق ملک شام کے وارث اور مالک نیک بندے اس پیشن گوئی کے مطابق ہوں گے میرا دعویٰ کہ تورات، زبور، انجیل، کتب الہامی میں قرآن کریم کے مطابق یہ پیشن گوئی موجود ہے۔ اگر میں سب عبارات مذکورات کو لکھوں۔ تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے لیکن تاہم ایک ایک عبارت ہر ایک کتاب کی لکھ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں۔

تورات کتاب پیدائش باب ۱۷

۱۔ تب ابرام منہ کے بل گرا۔ اور خدا اس سے ہمکلام ہوا۔ بولا کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا۔ اور تیرا نام پھر ابرام نہ کہلایا جائیگا تیرا نام ابرہام ہوگا کیونکہ میں نے تجھ کو بہت قوموں کا باپ ٹھہرایا ہے میں تجھے بہت آبرومند کرتا ہوں اور قومیں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے نکلیں گے۔ اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان[۱] (بیت المقدس ملک شام) تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہو۔ پھر خدا نے ابرہام سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسلوں کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔

[۱] قرآن شریف میں بھی اس کی تصدیق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولقد اتینا آل ابراھیم الکتب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما۔ (النساء)

بلفظہ آیت ا سے اا تک۔

۲۔یسعیاہ نبی کی کتاب (تورات) باب ۵۲۔آیت ایک۔

جاگ جاگ اے صیہون، بیت المقدس اپنی شوکت پہن لے اے یروشلم مقدس (بیت المقدس) شہر اپنا سجیلا لباس اوڑھ لے کیونکہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا۔ بلفظہ زبور باب ۳۷۔آیات ۹۔۱۰۔۱۱۔۲۲۔۲۹۔

۳۔بدکار کاٹ ڈالے جائینگے لیکن وے جو خداوند کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لینگے۔ ایک تھوڑی مدت ہے کہ شریر نہ ہوگا۔تو غور کر کے اس کا مکان ڈھونڈیگا۔اور وہ نہ ہوگا لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہوں گے۔جن پر ان کی برکت ہے زمین کے وارث ہوں گے اور بہت سی راحت پا کر خوش دل ہوں گے۔صادق زمین کے وارث ہوں گے۔ اور ابد تک اس پر بسیں گے۔بلفظہ

انجیل متی باب ۵۔آیت ۵

۴۔مبارک وے جو حلیم ہیں کیونکہ وے زمین کے وارث ہوں گے۔بلفظہ

نوٹ راقم: اور بہت سی عبارات کتب اہل کتاب کے موجود ہیں طوالت کی وجہ سے درج نقل کی گئیں۔ان تمام احکامات، پیشن گوئیاں سابقہ وقرآن شریف سے صرف ثابت ہے کہ بیت المقدس ملک شام کے مالک اور وارث خدا کے نیک اور صالح بندے ہوں گے اور ابد تک اس پر بسیں گے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پیشن گوئی کے مطابق بیت المقدس ملک شام کے مالک اور وارث کب سے کون لوگ ہیں۔ انکا طریق کیا ہے؟ مذہب کیا ہے؟ اور پہلے لوگوں کا کیا تھا؟ اور اس پیشن گوئی کی صداقت کس طرح پر ہے؟ تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد عمر ﷺ کے زمانہ میں ملک شام

۱ رحماء بینھم۔الآیۃ۔کے مصداق۔سورہ فتح

بالخصوص بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا تھا۔اس وقت ایک شخص ارطیون نامی ہرقل بادشاہ کی طرف سے بیت المقدس یا یروشلم کا عامل تھا۔محاصرین میں حضرت عمرو عاص، حضرت ابو عبیدہ، حضرت یزید ابن ابی سفیان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔عرصہ تک جب بیت المقدس فتح نہ ہوا تب ارطیون نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ ناحق کوشش کر رہے ہو جس شخص کے ہاتھ پر فتح ہونا بیت المقدس کا ہماری کتابوں میں لکھا ہے اس کا حلیہ تم لوگوں میں سے کسی کا نہیں ملتا۔اس وقت حضرت امیر المومنین عمر ﷺ کو خبر دی گئی کہ وہ مدینہ منورہ سے اکیلے معہ غلام شتر سرخ پر سوار ہو کر بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے۔تب ارطیون عامل نے بلا حیل وحجت حلیہ سے شناخت کر کے دروازے شہر کے کھول دیئے۔با آواز بلند کہا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جایئے اکالید شہر حوالہ کر دیں۔ تب آیت شریف (یقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم)(سورۂ مائدہ) یعنی اے قوم (صالحین) بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ جس کی وراثت خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے۔ کہ پوری تصدیق ہوئی اور اسی آیت شریفہ کی تصدیق کتاب تورات میں حضرت عمر ﷺ کی فتح کی بابت ہوتی ہے۔چنانچہ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۶ آیت ایک و دو میں اس طرح لکھا ہے تم دروازے کھولو تا کہ راستباز قوم جس نے صداقت کو حفظ کر رکھا ہے۔اندر آوے۔بلفظہ

الغرض یہ بیت المقدس ارض مقدسہ ملک شام حضرت عمر ﷺ کے وقت سے بموجب پیشن گوئی لوح محفوظ، تورات، زبور، انجیل، قرآن شریف کے فتح ہو کر اہل اسلام کے قبضہ اور وراثت اور ملکیت میں ہے اور تا قیامت اسی طرح رہے گا۔ومن اصدق من اللہ قیلا۔خدا سے کون زیادہ سچا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ بیت المقدس و ملک شام

۱ بیان کو دکھ ہوتا ہے کہ اس جگہ تورات میں حلیہ مفصل حضرت عمر ﷺ کا لکھا ہوا تھا اور بعد میں تحریف کی گئی۔۱۲ منہ

مسلمانوں کی وراثت میں اس وقت ۱۳۲۸ھ موجود ہے پھر دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام میں جو تہتر فرقے بیان کیے جاتے ہیں (خواہ سوا پانچ چار کے معدوم ہیں) ان میں سے کس فرقہ کے قبضہ اور وراثت میں ہے۔ (مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مقلدین کا فرقہ ایک ہی ہے اور یہی اہل اسلام میں اہلسنّت و جماعت ہے) یا اہلسنّت و جماعت کے قبضہ اور وراثت میں ہے یا کسی دیگر فرقہ شیعہ، خارجی، معتزلہ، دہریہ، نیچری، غیر مقلد، وہابی، بابی، مرزائی، احمدی، چکڑالوی وغیرہم میں سے کس کے قبضہ میں ہے۔ جواب اس کا صحیح طور پر یہی ہے کہ اہلسنّت و جماعت کے قبضہ میں ہے اور اہلسنّت و جماعت کے مذاہب اربعہ میں سے بھی بالخصوص کس مذہب والے کے قبضہ میں ہے اس کا جواب بھی آنکھوں کے سامنے یہی ہوگا۔ کہ مذہب حضرت سراج الائمہ امام اعظم ؓ کے مقلدین کے قبضہ اور وراثت میں ہے کیونکہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ جس کی وراثت اور قبضہ میں بیت المقدس اور ملک شام اس وقت ہے وہ مقلدین حضرت امام اعظم ؓ میں سے ہیں پس اس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ خداوند تعالیٰ کی پیشن گوئی عبادی الصلحون میں حضرت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ ؓ اور ان کے مقلدین ہیں اور یہی لوگ قیامت تک بموجب پیشن گوئی قرآن شریف و کتب سابقہ ولوح محفوظ کے ملک شام اور بیت المقدس کے مالک اور وارث ہوں گے۔ اور اسی پر ہمارا دل سے ایمان ہے۔ اور اسی امر کے متعلق ایک لطیف نکتہ اسرار الٰہیہ میں سے ہے۔ جس کو مولانا حضرت امام یعقوب اسحاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۳۸ھ نیشاپوری نے اپنی کتاب ناصر اللبیب فی اسماء الحبیب میں درج کیا ہے وہ یہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے نام کے حروف چار ہیں اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺ کے نام مبارک محمد ﷺ کے بھی چار ہی حروف ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔

ل اس میں ایک اور بھی نکتہ اسرار الٰہیہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ اور کلمہ شریف لا الہ الا اللہ اور تصدیق رسالت محمد رسول اللہ ﷺ پاک اوصاف سے نقطہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ منہ

اوّلاً. جس طرح سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے بارہ حروف ہیں اسی طرح تصدیق رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثانیاً. جس طرح سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ حروف ہیں اسی طرح سے حضرت ابوبکر الصدیق (ؓ) کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثالثاً. جس طرح سے حضرت ابوبکر الصدیق (ؓ) کے بارہ حروف ہیں اسی طرح سے حضرت عمر ابن الخطاب (ؓ) کے نام کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

رابعاً. پھر اسی طرح سے حضرت عثمان ابن عفان (ؓ) کے نام کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

خامساً. پھر جس طرح سے حضرت عثمان ابن عفان (ؓ) کے بارہ حروف ہیں اسی طرح سے حضرت علی بن ابی طالب کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔ انتہیٰ۔

اس کے بعد خاکسار راقم الحروف کہتا ہے۔

سادساً. پھر اسی طرح سے حضرت نعمان ابن ثابت (ؓ) کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

سابعاً. جملہ آیت شریف ان الارض یرثہا کے بھی بارہ حروف ہیں۔

ثامناً. اسی طرح دیگر جملہ آیت عبادی الصلحون کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

تاسعاً. اسی طرح سے بیت المقدس جس کا نام المسجد الاقصیٰ ہے اور دوسرا نام الارض المقدسہ ہے جس کی وراثت کی پیشن گوئی ہے ان کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

عاشراً. اسی لحاظ سے جو اس وقت مالک و وارث اس بیت المقدس اور ملک شام کے ہیں ان کا لقب امیر المومنین حضرت سلطان روم ہے اور اہلسنّت و جماعت ل ہیں ان کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

ان تمام مناسبتوں کو آیت شریف قرآنی **تلک عشرۃ کاملۃ** پوری

ل اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے علی ھدی من ربھم یعنی لوگ ہدایت یافتہ خدا کی طرف سے ہیں اس کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور آیت صراط المستقیم کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

کرتی ہے۔ اور مزید لطف یہ ہے کہ اس آیت شریف کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

الحمدالله علی احسانه. شاید آپ یہ خیال مبارک میں لاویں کہ ایسی مناسبتیں کسی غیر اسلامی یا غیر اہلسنت وجماعت کے نام پر بھی عائد ہو جائیں تو پھر اس کا جواب کیا ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ مناسبت واقع کے برخلاف ہو اور پیشن گوئی کے پہلو کو لئے ہوئے نہ ہو محض وہی حروف کی مناسبت ہو تو وہ اس پیشن گوئی کی تمام مناسبات کی ناسخ نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا کچھ اعتبار ہوگا۔ مثلاً اگر آپ یہ کہیں کہ حکیم نورالدین کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور وہ آجکل خلیفۃ المسیح بھی ہے کیونکہ اس مناسبت اور پیشن گوئی میں داخل ہیں۔ میں نہایت افسوس سے کہوں گا کہ یہ مناسبت واقع موجودہ کے برخلاف اور بالکل برخلاف ہے کیونکہ ملک شام اور بیت المقدس حکیم نورالدین کے ہم مذہب کی وراثت میں نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ اب ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ پھر یہ بارہ حروفی مناسبت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ غرضیکہ پیشن گوئی قرآن مجید اور کتب الہامی سابقہ اور لوح محفوظ سے یہ ثابت کرتا تھا کہ اس کے مطابق کون لوگ حق پر ہیں۔ کون ایماندار حلیم اور صالح ہیں۔ کون عبادی الصلحون میں داخل ہیں۔ سو اس پیشن گوئی سے اظہر من الشمس ثابت ہو گیا کہ مذہب اہلسنت وجماعت مقلدین بالعموم اور مقلدین امام اعظم رضی اللہ عنہ بالخصوص اس پیشن گوئی میں داخل ہیں۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ امام الآئمہ سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب مقبول الٰہی اور ارادہ الٰہی میں اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی پسندیدگی میں داخل ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وہ شان اعلیٰ اور ارفع تھی کہ دوسرے کسی مجتہد علیہ الرحمۃ کو عطا نہیں ہوئی۔ اور قرآن فہمی اور ملکہ و استنباط مسائل فقیہہ اور احادیث کے صحیح مفہوم کا ادراک کسی کو ان کے برابر حاصل نہ تھا۔ اور عرفان الٰہی میں کامل اور اکمل تھے۔ اور اسی لئے خداوند کریم کے ارادہ کے مطابق ان کے مذہب میں وسعت

ایسی ہوئی کہ روم، شام، عرب اور عجم، مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں مذہب احناف کا پھیل گیا۔ مختصراً۔

مولوی صاحب شاید میری اس تحریر کو نامعتبر یا حسن ظنی پر محمول فرمائیں۔ اس لئے مجھے ضروری ہوا کہ میں اس تحریر کی تصدیق مرزا صاحب کی دستاویزات سے ہی نکال کر پیش کروں تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔ لیجئے سنئے مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(۱) امام بزرگ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض تابعین کو بھی دیکھا تھا۔

نوٹ راقم: مرزا صاحب سے صحابہ کی بجائے تابعین کا لفظ لکھا گیا معلوم ہوتا ہے یہ کاتب کی غلطی ہے۔

(۲) امام بزرگ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی پر خدا تعالیٰ رحمت کرے انہوں نے مکتوب صفحہ ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنے والے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔ بلفظہ الحق جلد اول نمبر ۷ صفحہ ۱۰۰ امباحثہ لودیانہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء پنجاب پریس سیالکوٹ۔

(۳) اصل حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم وفراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ (امام مالک، شافعی، حنبل رحمۃ اللہ علیہم) سے افضل واعلیٰ تھے۔ خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت وعدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے۔ اور انکی قدرت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ بلفظہ مرزا صاحب کا ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۳۰ و ۲۶۵ طبع ثانی۔

(۴) اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت بذا کو لیجئے مولوی صاحب! مرزا صاحب کی تحریر سے بھی حقانیت مذہب مقلدین امام اعظم ﵀ بموجب پیشن گوئی قرآن شریف اور کتب الہٰی سابقہ سے ثابت ہوگئی۔ نیز تقلید شخصی جناب حضرت امام مقدس ﵀ کی۔ خداوند کریم توفیق ہدایت فرمائے۔ آمین۔

اب میں مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں کا فرق آپ کو دکھلاتا ہوں مختصر اً پھر عریضہ کو ان شاء اللہ تعالیٰ ختم کروں گا۔

مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں میں فرق تمیز

بہت طول طویل بحثوں کا نہایت مختصر اَخلاصہ عام فہم صرف دو امور اس طرح پر ہیں۔

اوّل: مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت اور رسالت کا کیا جو قرآن کریم سے مخالف ہے اور اس دعویٰ کے منکر کو کافر بے ایمان، لعنتی جہنمی، خارج از اسلام وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔ اور اس دعویٰ کو مرزائیوں نے قبول کر لیا۔ اور ویسے ہی انہوں نے بھی مسلمانوں کو لکھا۔

دوم: توہینات انبیاء علیہم السلام۔ یہ دونوں امر اصولاً اور نصاً قطعی خلاف اسلام ہیں۔ اور ادلہ اربعہ (قرآن شریف، احادیث شریف، اجماع امت، قیاس مجتہدین) سے ثابت ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور مرتد ہے۔ جس پر فتاویٰ عرب اور عجم بھی شاہد ہیں۔ دعاوی نبوت تو مختصراً عرض ہو چکے ہیں۔ لیکن توہینات انبیاء علیہم السلام میں نے نمبروار اپنی کتاب

۱ سوالات کے جوابات منجانب مولوی نورالدین خلیفہ مرزائی قادیانی۔ سوال ۲: مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے۔ (۲) مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کے فرقہ ہائے مختلفہ میں سے دو کونسا گروہ ہے جس میں خود بھی مرزا صاحب داخل ہیں اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں۔

(کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی) میں مرزا صاحب کی کتب سے نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی ہیں مگر میں صرف دو ایک ہی یہاں پر آپ کی توجہ اور غور کے لئے لکھتا ہوں۔ لکھنے سے پہلے خدا سے ڈرتے ہوئے ؏ نقل کفر کفر نہ باشد لکھ دیتا ہوں تاکہ خداوند کریم اس نقل کرنے پر بھی اخذ نہ کرے اور معاف فرمائے۔ آمین۔

دیکھئے مرزا صاحب حسب ذیل فرماتے ہیں:

ا۔ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلفظہ جنگ مقدس مرزا صاحب کا صفحہ ۲۲، ۷ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک فرمایئے! اس میں حضرت مسیح ﵇ کی پیدائش برساتی کیڑے مکوڑوں کے برابر ہے یہ ان کی کس قدر توہین ہے۔ اور خلاف قرآن کریم فرماتے ہیں۔ میری نگاہ میں حضرت مسیح ﵇ کا بے باپ پیدا ہونا کچھ عجوبہ بات ہی نہیں اس میں نہ مرزا صاحب کو خدا کا خوف ہوا نہ کلام الٰہی پر ایمان رہا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا یعنی ہم نے حضرت مسیح ﵇ کی پیدائش بلا باپ کو لوگوں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے وجعلناھا وابنھا ایۃ للعلمین یعنی ہم نے حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو تمام عالموں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے۔ اور پھر تیسری جگہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃ اور بنایا ہم نے حضرت عیسیٰ ﵇ اور ان کی ماں مریم (علیہم السلام) کو ایک معجزہ اور عجوبہ نشان۔

آپ خدا کے لئے غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تو حضرت عیسیٰ ﵇ کی پیدائش بلا باپ کو ایک معجزہ اور عجیب نشان فرما رہا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک نہایت عجوبہ بات ہے لیکن افسوس! مرزا صاحب کی بیباکی کو ملاحظہ فرمایئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے بے ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا مرزا صاحب کی ایسی اعلیٰ نگاہ ہے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کریم بھی نعوذ باللہ کوئی عجوبہ بات نہیں یہ سخت توہین قرآن کریم اور حضرت آدم وحوا علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جو کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔ العیاذ باللہ۔

۲۔ مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲، رسالہ نور القرآن ۱۸۹۵ء، ۹۶ء۔

۳۔ یسوع شریر، مکار، موٹی عقل والا[۱]، بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا، علمی اور عملی قوٰی میں کچا، چور، شیطان[۲] کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا الہام اس کے دماغ میں خلل تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت جدی مناسبت سے تھا۔ بلفظہ ملخصاً۔ از ابتداء صفحہ ۴ تا غایت ۷۔ ضمیمہ انجام آتھم۔ العیاذ باللہ۔ الٰہی غضب۔

۴۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ

۱ موٹی عقل والا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس شکل انسانی آئے تو فرمایا قال انما انا رسول ربک لاهب لک غلاما زکیا یعنی میں تیرے خدا کی طرف سے آیا ہوں تاکہ تجھے ایک لڑکا پاک اور صاف تیز عقل والا ذہین بخشوں۔ مرزا صاحب ان کو موٹی عقل والا فرماتے ہیں۔ قرآن بھی خوب۔ منہ

۲ شیطان کے پیچھے چلنے والا۔ لیکن قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکش نافرمان پیدا نہیں کیا۔ اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا تھا اور جس دن مروں گا۔ اور جس دن پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ منہ

علیہ السلام شراب[۱] پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ بلفظہ مرزا جی کی کتاب تقویۃ الایمان کا حاشیہ صفحہ ۶۵۔ الٰہی توبہ۔

میں کہتا ہوں کہ اے خداوند کریم میں پناہ مانگتا ہوں شیطان رجیم سے بچا مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو ایسی توہینات اور سب وشتم انبیاء علیہم السلام سے مرزا صاحب نے غضب پر غضب کر دیا ہے۔ دیکھیے اور غور فرمایئے مرزا صاحب کی ایمانداری، نبوت اور رسالت پر کہ کس قسم کی فحش گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی ہیں۔ اور قرآن مجید کو نعوذ باللہ پس پشت ڈال کر بالکل اعراض کر دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قرآن مجید میں فرمایا اس پر غور فرمایئے۔ وہ یوں ہے۔

(الف) جب حضرت مریم علیہا السلام کو معجزہ کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوگئے۔ اور وہ ان کو اٹھا کر اپنے گھر کو تشریف لائیں تو لوگ یوں بولے قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریا. یا اخت هرون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا. یعنی وہ لوگ مریم علیہا السلام کو دیکھ کر کہنے لگے اے مریم (علیہا السلام) تحقیق لائی تو ایک عجیب چیز اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کی طہارت اس وقت منکروں، کافروں، یہودیوں نے بھی تصدیق کی تھی یہ بات صریح ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی دادی نہ تھی۔ جب کوئی والد ہی نہیں تھا تو کوئی دادی نہیں

۱ شراب پیا۔ دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں عیسائی اس شخص (عیسیٰ علیہ السلام) کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں۔ جس نے خود اقرار کیا کہ "میں نیک نہیں" اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے اپنی تمام امت کو اجازت دیدی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ بلفظہ الحکم آتھم کا صفحہ ۲۸: لا حول ولا قوة الا باللہ۔ العیاذ باللہ.

ہو سکتی۔ قرآن کریم تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ذاتی کی تعریف فرما رہا ہے اور یہاں تک کہ کفار یہود بھی معترف ہیں۔ لیکن افسوس مرزا صاحب ان لوگوں سے بھی دس ہاتھ اوپر چلے گئے اور قرآن مجید کی کچھ پرواہ کی افسوس!

(۳) پھر اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت فرماتا ہے۔ اذ قالت الملئکۃ یٰمریم ان اللہ اصطفٰک و طہرک واصطفٰک علٰی نساء العلمین. یعنی جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو تمام جہان کی عورتوں پر دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی بھی کیسی بزرگی اور طہارت ظاہر فرمائی ہے۔ لیکن افسوس مرزا صاحب کی نظر اور نگاہ میں کچھ نہیں۔

(۴) پھر خداوند کریم فرماتا ہے عیسٰی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین. یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام دنیا اور آخرت دونوں میں نہایت عزت اور آبرو والا ہے اور ان میں سے ہیں جو خدا کے نزدیک عالی رتبہ اور عزت اور بزرگی اور تقرب الٰہی رکھتے ہیں۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذ ایدتک بروح القدس. روح القدس سے مدد دیا جاتا تھا۔

لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ وہ شریر تھا، مکار تھا، موٹی عقل والا تھا، بدزبان تھا، غصہ ور تھا، گالیاں دینے والا تھا، جھوٹا تھا، چور تھا، سولی پر چڑھایا گیا تھا نعوذ باللہ منہا. من ہذہ التوہینات والخرافات. کیا قرآن شریف کے مطابق وجیہا فی الدنیا والاخرۃ الآیہ کی یہی تعریف ہے جو مرزا صاحب نے کی ہے؟

(۵) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطٰن الرجیم. ترجمہ اور کہا (حنہ والدہ مریم نے) تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم

اور تحقیق میں پناہ میں دیتی ہوں اس کو تیری جناب میں اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے۔ اور پھر فرمایا فتقبلہا ربہا بقبول حسن الآیۃ. پھر قبول کر لیا اس دعا کو حنہ کے رب نے اچھی قبولیت کے ساتھ یعنی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا۔ مریم علیہا السلام اور اس کی اولاد حضرت عیسٰی علیہ السلام کو تمام وساوس اور شرارت شیطان سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ لیکن مرزا صاحب ہیں کہ قرآن مجید سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا۔ اور شیطان کا ملہم تھا۔ العیاذ باللہ. آپ غور فرمائیں۔

(۶) اب میں ایک حدیث شریف بھی جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے درج کرتا ہوں تاکہ آپ معلوم کر لیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے مرزا صاحب کیسے سچے عامل ہیں۔ حدیث شریف عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین فیستہل صارخا من مس الشیطان ایاہ الا مریم وابنہا ثم یقول ابو ہریرۃ واقرؤا ان شئتم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم. یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی لڑکا یا لڑکی ایسا پیدا نہیں ہوتا جس کو وقت پیدائش شیطان مس نہ کرتا ہو۔ لیکن حضرت مریم اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اس سے بری ہیں پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ پڑھو اس آیت شریف کو اگر تم اس بات کی تصدیق چاہتے ہو۔ انی اعیذہا بک الآیۃ پناہ میں دیتی ہوں مریم اور اس کی اولاد حضرت عیسٰی علیہ السلام کو وساوس شیطانی سے۔ پس قرآن و حدیث سے متفقاً ثابت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور وسوسہ شیطانی سے بحکم الٰہی بری اور پاک ہیں۔ مگر مرزا صاحب نہایت دلیری سے فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا اور وہ شیطان کا ملہم تھا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ.

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے ان کی پرانی عادت تھی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیا عصمت انبیاء علیہم السلام یہی ہے؟ کہ پیغمبران بلکہ رسول اولوالعزم خدا کے حرام کو حلال کریں اور اس کا استعمال کریں آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ الزام کس آیت اور حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا ہے۔ شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطانی عمل ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطن. یعنی شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطان کے کاموں میں سے ہے۔ اور جب قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطانی عملوں اور وساوس سے خدا کی پناہ میں ہیں اور شیطان نے اس کو مس ہی نہیں کیا۔ تو پھر یہ الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگانا اور کفر اور ارتداد کے درجہ کا امام بننا ہے العیاذ باللہ. تمام کتب عقائد مسلمہ اہل اسلام میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ جیسے حضرت امام الائمہ امام اعظم رحمہ اللہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ والانبیاء علیہم السلام کلھم معصومون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح یعنی تمام انبیاء علیہم السلام تمام صغائر کبائر گناہ اور کفر اور برائیوں سے معصوم ہیں۔

ہاں! شاید آپ کا خیال ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب الہامی انجیل کے پابند تھے شاید اس میں شراب کا پینا اور جوا کھیلنا جائز ہو۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ کسی الہامی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام توریت موسیٰ علیہ السلام کے پابند تھے۔ انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہے۔ بہرحال حضرت توریت کے احکام کے پابند تھے۔ توریت کے مطالعہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ شراب کی اس میں بالکل ممانعت ہے۔ جیسے توریت گنتی باب ۶ آیت ۳ میں لکھا ہے۔

(الف) تو چاہیے کہ وہ مے سے اور نشے کی چیزوں سے پرہیز کرے اور مے کا یا شراب کا

کوئی سرکہ نہ پیوے اور انگور کا سرکہ ہرگز نہ پئے۔ بلفظہ توریت مندرجہ بالا۔

(ب) سو اب خبردار رہو اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیجیو [1]۔ وہ کوئی ایسی چیز تاک (انگور) سے پیدا ہوتی ہے نہ کھائے اور مے یا کوئی نشہ نہ پئے۔ بلفظہ (قاضیوں باب ۱۳۔ آیت ۴۔۱۴)

لیجئے! توریت سے بھی ظاہر ہے کہ عوام الناس کو یہی حکم ہے کہ شراب کوئی نہ پئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اولوالعزم رسول ہیں۔ جن کی شان اور قرب الٰہی میں اعلیٰ اور ارفع ہیں۔ مرزا صاحب کا ان پر عمداً و تابہتان اور افترا ہے۔

التماس

مولوی صاحب مکرم! اب میں اپنے عریضہ کو ختم کر کے نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ میں نے جو کچھ اس عریضہ میں لکھا ہے خالصاً لرضات اللہ لکھا ہے۔ جہاں تک ہوسکا ہے میں نے ادب کو نہایت ملحوظ رکھا ہے کوئی لفظ یا جملہ ایسا نہیں لکھا کہ جس میں کوئی رنج دہ امر ہو۔ لیکن تاہم اگر آپ کے خیال میں کہیں ایسا نہ ہوا ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیے نیز بوجہ عدیم الفرصتی تحریر عریضہ میں کسی قدر توقف ہوا ہے خواستگار معافی ہوں۔

بعض جگہ مرزا صاحب کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ وہ عمداً ایسا کیا گیا ہے تا کہ آپ کے مطالعہ کتب مؤلفہ مرزا صاحب کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے۔ ہاں کسی اندراج کے انکار پر حوالہ کتاب مع صفحہ وسطر عرض کر دیا جائیگا۔

---

[1] (الف) احبار باب ۱۰ آیت ۸ پر خداوند نے خطاب کر کے ہارون کو فرمایا کہ جب تم جماعت کے خیمے میں داخل ہو تو تم مے یا کوئی چیز جو نشہ کرنے والی ہو مت پیجیو نہ تو اور نہ تیرے بیٹے ہو کہ تم مر جاؤ اور یہ تمہارے لئے تمہارے قرنوں میں ہمیشہ تک قانون ہے تا کہ تم حلال اور حرام اور پاک اور ناپاک میں تمیز کرو اور تا کہ تم سارے احکام جن کو خداوند نے موسیٰ کے وسیلے سے تم کو فرمایا ہے بنی اسرائیل کو سکھاؤ۔

ایک یہ بھی عرض ہے کہ اس عریضہ کے پہنچنے پر آپ غور فرما کر اگر کچھ لکھنا چاہیں تو اس کی اطلاع نیازمند کو بھی ہونی چاہیے تا کہ اس تحریر کا انتظار کیا جائے اور آپ کی تحریر کے بعد اگر آپ چاہیں تو مجھے اطلاع بخشیں تا کہ اس کو طبع کروا دیا جاوے اور عوام بھی کچھ استفادہ حاصل کریں۔ جہاں تک ہو سکے تعجیل فرمائیں۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم یا مقلب القلوب تو ہی ہدایت کرنے والا ہے ہر ایک کی ہدایت تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو ہی علیم بذات الصدور دلوں کے حالات جاننے والا ہے۔ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ساری باتیں ہیں تو ہی نعمتوں کا مالک ہے تو ہی سیدھے راستہ پر چلانے والا ہے۔ جس نیت سے میں نے یہ عریضہ اپنے دوست کی خدمت میں لکھا ہے وہ محض خیر خواہی سے ہے بہ طفیل حضرت رسول اکرم ﷺ اس میں نیک اثر پیدا کر۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب امین امین یا رب العلمین. صلی الله علیه وآله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

یکم جمادی الاول ۱۳۲۸ھ

راقم آثم خاکسار اضعف من عباد اللہ الصمد

فضل احمد عفا اللہ عنہ بقلم خود از لودیانہ

ضمیمہ عریضہ باسمہ سبحانہ

جب میں اپنے خط کو ختم کر چکا اس کے بعد ایک رسالہ دین الحق یا ہمارا مذہب مؤلفہ قاسم علی صاحب الایڈیٹر الحق دہلی مرزائی احمدی کو دیکھنے میں آیا جو انہوں نے اپنے خلیفۃ المسیح امیر المرزائین واحمدئین حکیم نورالدین صاحب کے نام پر کیا ہے (گو ان کی منظوری کی

کوئی علامت اس پر نہیں ہے) افضل المطابع دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اللہ اللہ! دنیا کس دھوکہ اور فریب کی رہ گئی ہے کس کس پیرایہ میں بندگان خدا کو دھوکہ دیا جاتا ہے دنیاوی کاروبار کا تو کیا حساب دینی معاملات میں ایسے ایسے کار نمایاں دکھلائے جاتے ہیں۔ جس سے شیطان بھی اپنی جماعت میں نہایت حیران اور پریشان ہے۔ اس رسالہ میں مؤلف نے ایسی کھیل کھیلی ہے کہ ناواقفوں کے لئے جنہوں نے مرزائی مشن کی سیر نہیں کی جنہوں نے ان کے ہاتھوں سے کرتب نہیں دیکھے ان کے الو بنانے میں ایک ذرہ بھر بھی کسر نہیں رکھی۔ مثال کے طور پر میاں ابو یوسف محمد الدین صاحب خوشنویس (جو کسی زمانہ میں دہلی میں میرے دوست تھے) کو دیکھئے کہ رسالہ کے لکھتے لکھتے ہی بلا دیکھنے کسی دیگر کتاب یا تصدیق کے خوشنویسی کے ساتھ خوش اعتقادی میں آ کر جھٹ مرزائی مشن پر ایمان لے آئے[1] اور اسلام سے جدا ہو گئے۔ کیونکہ مؤلف صاحب کا کیا اس رسالہ میں ایسا ہے گویا زہر ہلاہل کی طرح اثر کرنے والا ہے بالخصوص ناواقفوں کے لئے۔ اے خداوند کریم تو ایسے ایسے دھوکہ بازوں کا منتقم حقیقی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنا کام کر کے ہی رہیگا۔ ایسے درخت کے لئے ایسے شاخوں سے ایسے ایسے پھل پیدا ہونا غیر ممکن نہیں مؤلف صاحب کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی مولوی سے کہا کہ تم لوگ ہم کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہو۔ لیکن خدا تو قرآن شریف میں کہتا ہے لا تقربوا الصلوٰة کہ نماز مت پڑھو (العیاذ باللہ) مولوی صاحب نے کہا کہ میاں! اسکے آگے وانتم سکریٰ بھی تو

[1] میں نے ماہ دسمبر ......۱۹ میں اپنے ...... منشی محمد الدین صاحب خوشنویس دہلی کو اس معاملے میں خط لکھا ان کا جواب جو آیا وہ حسب ذیل ہے۔ الحمدللہ مع احسانہ کہ میرے دوست کو خدا نے اس دھوکے سے بچایا۔ از کوچہ چیلان مسجد کالے خان نیفش، بازار دریا گنج دہلی۔ بخدمت محسن و مخدوم قاضی مولوی فضل احمد صاحب ٹھیکیدار پولیس لودیانہ صاحب۔

پڑھو۔ اس نے کہا تمام قرآن شریف پر تمہارے باپ نے بھی عمل نہ کیا ہوگا ہم سے کیسے ہو سکتا ہے۔

اعتنی مؤلف صاحب نے اس رسالہ میں وہ پرانی عبارات مرزا صاحب کی کتابوں کی نقل کی ہیں یا کسی نئی کتاب سے کوئی ایسی عبارت نقل کر دی ہے۔ جو کسی قدر اسلام کے عقائد کے مطابق تھی۔ لیکن وہ تمام عبارات اور عقائد مرزا صاحب کے ترک کر دیئے ہیں جو ان کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں مؤلف صاحب نے مرزا صاحب کے انتقال کے بعد عوام ہو اقفین کے جتلانے کی کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب پر جو فتاوی عرب وعجم کے کفر اور ارتداد کے لگے ہوئے ہیں صحیح نہیں ہیں۔

مؤلف صاحب نے اول تو اس رسالہ میں مسلمانوں کو بدتہذیبی سے گالیاں دی ہیں اور پانچ قسم کے مسلمانوں کے گروہ مقرر کر کے ان کو یہودی صفت علماء سراسر نابکار یہودیانہ روش، بے حیائی کی کوشش کرنے والے، صوفیاء زمانہ کے مغرور وہ کسی مرض کی دوا ہی نہیں وغیرہ نے مرزا صاحب پر اعتراضات کئے ہیں۔ پھر مؤلف صاحب لکھتے ہیں میرے محترم بزرگ احمدی اصحاب اس حصہ کو پڑھ کو خوب یاد کر لیں اور جب کوئی بہتان و افترا اپنے پیارے امام مسیح علیہ السلام کے مذہب وعقائد کے متعلق کسی نااہل سے سنیں تو فوراً یہ رسالہ پیش کر کے اس کا دم بند کر دیں۔ میں نے اس کام کے لئے تمام تصانیف شریفہ وتحاریر لطیفہ حضرت اقدس کو اول سے آخر تک پڑھا جا کر میں اس ناچیز خدمت کو انجام دینے پر آمادہ ہوا۔ بلفظہ صفحہ ۱۵۱۔

پھر اخیر کے اول صفحہ پر ''احمدی احباب سے اپیل'' کے عنوان سے لکھا میں آپ صاحبان سے اپیل کرتا ہوں آپ بجا لانے کی پوری کوشش فرمادیں وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کا ایک نسخہ ہر ایک احمدی اپنے پاس رکھے (اچھی تجارت ہے) جو کہ وقت ضرورت ایک سخت

سے سخت دشمن کے لئے کاری حربہ کا کام دیگا۔ بلفظہ

میں آپ کو چند باتیں بطور نمونہ مختصراً دکھلانا چاہتا ہوں جس سے مؤلف صاحب کا دھوکا اور عمداً ان عبارات کو جو مرزا صاحب کی تصانیف میں موجود ہیں درج نہ کرنے سے ظاہر ہوگا۔ اور یہ کاری حربہ جو دشمنوں کے لئے تیار کیا ہے مرزا صاحب کے ہی الہاموں اور پیش گوئیوں کی طرح انہیں پر الٹ کر کام تمام کر دیگا اگر میں چاہوں تو ایک ایک تحریر کے خلاف مرزا صاحب کی ہی تصانیف سے پیش کر دوں۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ پہلے ہی سے عریضہ طویل ہو گیا ہے اور پھر یہ رسالہ پیش ہو گیا۔ اگرچہ بہت سی تحریرات اس رسالہ کے خلاف میرے عریضہ میں آچکی ہیں لیکن اس رسالہ کی حقیقت بھی عرض کر دیتا ہوں اور دندان فیل کے اندرونی وبیرونی کی مثال ہی ظاہر ہو جائیگی۔ لیجئے دیکھئے۔

مضمون مندرجہ رسالہ دین الحق عقائد قادیانی	عبارات مرزا صاحب جو خلاف رسالہ دین الحق ہیں
(۱) (الہام) ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے بااخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔	(۱) اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ بلفظہ او حی الہامی کتاب توضیح مرام صفحہ ۱۸، ۱۹۔ (ب) میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا

(۲) **(الف)** وید نے اگر آریوں کے دلوں پر اثر ڈالا ہے وہ صرف گالیاں اور دشنام دہی ہے تمام مقدسوں کو فریبی کہنا سب پاک نبیوں کا نام مکار رکھنا دنیا بھر کے بزرگوں کو بجز اپنے تین چار وید کے اور دغاباز اور ٹھگ قرار دینا ان ہی لوگوں کا کام ہے ان لوگوں کے منہ سے بجز بد ظنیوں اور بدزبانیوں کے کبھی کچھ معارف الٰہی کے نکات بھی نکلے ہیں کیا بجز گندی باتوں اور ناپکار خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پر شرارت اور بدبودارانہ لفظوں کے کبھی کوئی دقیق بھید معرفت الٰہی کا بھی ان

دعویٰ کیا۔ اور راب میں بوڑھا ہو گیا۔ بلفظہ مرزا صاحب کا انجام آتھم ص ۵۰۔

(ج) میں صاحب تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔ بلفظہ پیغام صلح۔ صفحہ ۱۳۔

(۲) **(الف)** میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ ہستی پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو بلکہ پرمیشر کی پاک ذات پر بخل اور کشش کا داغ لگاتی ہو۔ بلفظہ پیغام صلح صفحہ ۱۵۔

(ب) اسی بنا پر ہم وید کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں بلفظہ صفحہ ۲۳ پیغام صلح۔ ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہ بھی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسی کلام کو دی جاوے جو کسی

کی زبان سے سنا گیا ہے ان برتنوں سے کبھی کوئی صفا دلی کا قطرہ بھی مترشح ہوا ہے یا انہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھ ترقی کی ہے ہرگز نہیں سو جو کچھ وید کا اثر ہے سو ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۔ وید کی تعلیم مشرکانہ ہے صفحہ ۴۔

(ب) کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس پردہ زمین پر بستی ہے کہ جہاں رگ اور یجر اور شام اور اتھروان نے توحید الٰہی کا نقارہ بجا رکھا ہے جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے وہ تو یہی آتش پرستی شمس پرستی، بشن پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی مخلوق بستیاں ہیں جس کے لکھنے سے کراہت آتی ہے۔ بلفظہ الہامی کتاب براہین احمدیہ کا صفحہ ۱۴۳۔

مفتری کا کلام ہو۔ پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ بلفظہ پیغام صلح ص ۶۵۔ اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کو تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے۔ بلفظہ پیغام صلح صفحہ ۲۵، ۲۶۔

(ج) وید علوم الٰہی اور راستی سے بے نصیب ہیں۔ اس سے وہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتے۔ بلفظہ شحنۂ حق صفحہ ۳۴۔

(د) ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ ویدوں میں بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان نہیں۔ بلفظہ مرزا صاحب کا شحنۂ حق صفحہ ۳۵۔

(ه) اب اس روشنی کے زمانہ میں وید کو خدا کا کلام منانا چاہتے ہیں۔ کوئی کتاب بغیر خدا کی نشانیوں کے خدا تعالیٰ کا کلام کب بن سکتی ہے۔ بلفظہ شحنۂ حق ص ۳۷۔

(۳) (الف) اب یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت

(۳) اب مرزا صاحب اس کے برخلاف اس الہام کو اپنے پر نازل ہونا فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ کو الہام ہوا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ان کو کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا کہ خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ بلفظہ دیکھو مرزا

کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلفظہ ۸۲ دین الحق۔

(ب) اول ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ترجمہ اگر تم چاہتے کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو محمد ﷺ کی اتباع کرو بلفظہ صفحہ ۱۲۸۔ دین الحق۔

(۴) حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا۔ ایک ذرہ بھر کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جاوے جو شخص حسین رضی اللہ عنہ یا کسی کی جو آئمہ مطہرین میں ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۸، ۸۹۔

(۵) ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو امام (مرزا صاحب) کی محبت

صاحب کا اربعین نمبر۲۔ صفحہ ۵۔ ۱۴۔ ۳۲ اور اربعین نمبر۳ کا صفحہ ۱۲۳ اور ۱۲۵ اور انجام آتھم صفحہ ۵۲۔ دیگر اکثر کتابوں میں مرزا صاحب نے اس الہام سے اپنی رسالت اور نبوت کو تقویت دی ہے۔

(۴) اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا امام ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ بلفظہ مرزا صاحب کا دافع البلاء صفحہ ۱۳۔ آپ غور کریں کہ یہاں حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی کیسی تحقیر کی گئی ہے۔ اور اپنے تئیں ان سے افضل ٹھہرایا اور اپنے ہی قول سے شقاوت اور بے ایمانی میں آگئے اور اپنے ایمان کو ضائع کرلیا۔

(۵) لیکن میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا

میں نقل شدہ ہیں آپ (مرزا صاحب) کی خدمت میں عرض کیا کہ کیوں نہ ہم آپ کو مدارج شیخین و حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم ﷺ کے قریب مانیں۔ اللہ اللہ اس بات کو سنکر حضرت اقدس (مرزا صاحب) کا رنگ اڑ گیا آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب اور بیتابی مستولی ہوگئی۔ آپ نے ایک[1] گھنٹہ تقریر فرمائی۔ جناب شیخین کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاکپا ہوں جو جزی فضیلت خدا تعالیٰ نے نہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا۔ بلفظہ صفحہ ۸۷۔

وارث مہدی آخر الزمان چاہئے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ بلفظہ مرزا صاحب کا اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۱۱۔

نوٹ راقم: آپ براہ مہربانی بغور مقابلہ کرتے جائیں یا یہ تھا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی جزی فضیلت کو کوئی شخص قیامت تک نہیں پا سکتا یا یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو کیا درجہ ہے وہ تو بعض انبیاء سے افضل ہیں۔

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

(۲) (**الف**) ہم گواہی دیتے ہیں وہ خاتم الانبیاء اور تمام رسولوں سے افضل اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔

(**ب**) روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ ﷺ۔ بلفظہ ص ۱۱۵۔

(۲) تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح (مرزا صاحب) کے اور کوئی شفیع نہیں۔ بالتشناء آنحضرت ﷺ کے اے عیسائی مشنریو اب ربنا المسیح مت کہو دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ بیت۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ بلفظہ دافع البلاء کا صفحہ ۱۳، ۲۰۔

[1] اچھ گھنٹہ تقریر کرنا بالکل جھوٹ ہے۔ ۱۲ منہ

علاوہ اس کے میاں قاسم علی صاحب نے دیگر کتابوں کی عبارتیں بھی نقل کی ہیں لیکن افسوس ان کتابوں کی عبارتوں کو عمداً الغرض دھوکہ دہی نقل نہیں کیا جس میں مرزا صاحب کی عبارتوں میں اختلاف پڑتا تھا۔ یا جس سے ان کی نسبت دروغ گوئی کا الزام آتا تھا۔ یا عبارتوں اور الہاموں پیشن گوئیوں کے متضاد ہونے میں یا کچھ لوگوں کی نظروں بے اعتباری یا کساد بازاری ہوتی تھی اور یہ گمان کرنے کی گنجائش نہیں کہ اتنا سمجھ لیا جاوے کہ میاں صاحب سے کچھ نظر انداز ہوگیا ہوگا۔ یا اس کتاب یا تحریر اور تقریر مرزا صاحب کو آپ نے دیکھا نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ میں نے ابتدائی تحریر براہین احمدیہ سے اخیر تحریر پیغام صلح تک اچھی طرح غور سے پڑھ کر مرزا صاحب کے عقائد کو لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عقائد مرزا صاحب کے دیگر کتب سے دکھلائے نہیں گئے۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے جو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مثلاً جہاں انہوں نے براہین احمدیہ میں سے ان کے کچھ عقائد ابتدائی لکھے تھے اس جگہ انہوں نے مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کیوں نقل نہیں کیا جو صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹۔۵۰۴ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے اور دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیلا دیں گے یا الہام مرزا صاحب کا الہامی کتاب میں ہے کوئی چون و چرا اس میں نہیں ہو سکتا لیکن اب مرزا صاحب کا

عقیدہ اس کے برخلاف ہے یہی وجہ ہے آپ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ پھر جہاں جہاں مرزا صاحب نے بڑے زور سے دعویٰ نبوت اور رسالت کر کے مسلمانوں کو جوان کی نبوت کے منکر یا مکفر یا مکذب اور متردد ہیں جہنمی لعنتی اور کافر لکھا ہے اس کو کیوں نقل نہیں کیا جہاں جہاں پیغمبران علیہم السلام اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کر کے فحش ماں بہن وادی نانیوں کی گالیاں دی ہیں اور حضرت شیخین امیر المومنین صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق و حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی سخت تحقیر اور توہین کی ہے اس کو کیوں نقل نہیں کیا۔

سب سے آخر عظیم الشان مرزا صاحب کی پیشن گوئی جو ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو چھ ماہ قبل از انتقال خود ایک بڑے لمبے چوڑے اشتہار بنام تبصرہ شائع کی تھی اور اس کی پیشانی پر لکھا تھا کہ ہماری جماعت یادداشت کے لئے اس اشتہار کو اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں جس میں علاوہ اس کے اور بہت سی الفاظی تحدی کے تین پیشن گوئیاں بڑی تعلّی سے خدا پر افترا کر کے کی ہیں۔

اوّل: انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک یعنی ہم تم کو ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد ہوگا۔ (جو فوت ہو گیا ہوا ہے) تا کہ دشمن خوش نہ ہو اور یہ سمجھے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا تھا وہ زندہ ہے۔

دوم: الہام:۔ دشمن جو کہتا ہے کہ تیری عمر صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک رہ گئی ہے میں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ اور تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو جائیگا خدا کا وعدہ ہے کہ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے وہ جڑ سے کاٹے جاوینگے انکا نام و نشان نہیں رہے گا۔ انی مع اللہ فی کل حال میں ہر وقت خدا کے ساتھ ہوں۔

سوم: الہامی پیشن گوئی یہ ہے کہ اس ملک اور دوسرے ممالک میں ایک سخت طاعون

آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس سال (۱۹۰۷ء) یا آئندہ سال (۱۹۰۸ء) میں ظاہر ہوگی۔ اس دن ان تمام لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر رہنے والے ہیں بچاؤں گا۔ اس دن تیرا گھر نوح کی کشتی ہوگا اور طاعون کبھی دور نہیں ہوگی۔ خدا نے ایک صرف طاعون اور کئی عذاب بھیجے دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا (مرزا جی صاحب کو) بھیجا۔ بلفظہ ملتقطاً اشتہار تبصرہ۔ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء۔

فرمایئے۔ ان ہر سہ پیشن گوئیوں میں سے کونسی پیشن گوئی پوری ہوئی۔ نہ تو مرزا صاحب کی عمر بڑھی بلکہ گھٹ گئی۔ چھ ماہ بعد معہ اپنے خدا کے راہی ملک بقا ہوئے۔ دشمنان ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب، مولوی محمد حسین صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب، پیر مہر علی شاہ صاحب، ملا محمد بخش صاحب دیگر تمام علماء مندرجہ رسالہ انجام آتھم وغیرہم مخالفین اسی طرح خدا کے فضل و کرم سے صحیح و سلامت خورسندان و فرحان موجود ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کی جڑ کٹ گئی۔ اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گئے مرزا صاحب کے خدا کا وعدہ بھی گاؤ خورد ہو گیا۔ انی مع اللہ جھوٹ ہوا۔ مبارک احمد کی جگہ کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا (چھ ماہ کے اندر کیسے پیدا ہو سکتا تھا) آئندہ کے لئے امید ہی منقطع ہو گئی۔ کوئی طاعون بھی ایسی آج تک اس ملک یا کسی دیگر ممالک میں نہیں ہوئی۔ جس کی نظیر پہلے کبھی نہ دیکھی گئی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طاعون مرزا صاحب کے ساتھ آئی تھی انہیں کے ساتھ چلی گئی او اپنا الہام بیان کیا تھا کہ وما ارسلنک الا رحمة للعلمین (اے مرزا صاحب) ہم نے تم کو تمام جہانوں کی رحمت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس الہام کے شان نزول میں ایسے رحمت والے ثابت ہوئے کہ باقبال خود طاعون ہی اپنے ساتھ لائے تھے اور ساتھ ہی لے گئے۔ جیسے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں بمقام بمبئی طاعون پھوٹی جبکہ مرزا صاحب نے کتاب ادبعہ مسائل

المعروف بہ انجام آتھم[1] تالیف کی اور اس میں تمام علماء اسلام کو نام بنام گالیاں دیں اور حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو نہایت گندی گالیاں دیں۔ پھر جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ۱۸۹۷ء تھا ضلع جالندھر کے ملک پنجاب میں طاعون پھوٹ نکلی۔ اور روز بروز بڑھتی گئی۔ جیسے جیسے مرزا صاحب دعویٰ نبوت اور رسالت میں بڑھتے گئے ایسے ہی طاعون بھی زوروں پر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ باوجود اپنے الہام قطعی اور یقینی انہ اوی القریۃ (قادیاں میں طاعون نہیں ہوگی) کے مرزا صاحب کے گاؤں قادیاں میں بھی جا کودی۔ اور اس پر بھی بس نہ کی مرزا صاحب کی گھر کی چار دیواری کے اندر کشتی نوح میں جا سوار ہوئی۔ اڈیٹروں اور گھر کے نوکروں کو کشتی کے اندر ہی جا دبوچا پھر سیالکوٹ میں ۱۹۰۴ء میں علماء اسلام نے سخت مقابلہ کیا اور وہاں بہت ذلت ہوئی پھر مقابلہ۔ اور مباہلہ کے لئے لاہور میں دو دفعہ مولوی غلام دستگیر صاحب مرحوم اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے طلب کیا باوجود اقراری تحریروں کے مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے۔ جب عین مرنے کے دنوں میں مرزا صاحب لاہور میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی علماء اسلام روز مرہ مرزا صاحب کی فرودگاہ کے محاذ جمع ہو کر بحث کے لئے بلاتے رہے مگر اندر سے باہر نہیں نکلے تا وقتیکہ موت نے جبراً نہ نکالا۔ اسی طرح جیسے جیسے مرزا صاحب کو کمزوری ہوتی گئی طاعون کے کیڑے کا آتشی مادہ بھی کمزور اور دور ہوتا گیا۔ اس تبصرہ میں الہام کرنا ہی تھا کہ ان کی تکذیب کے لئے طاعون نے بھی اپنا منہ بند کر لیا۔ پھر جب سے مرزا صاحب اس دنیا سے تشریف لے گئے طاعون نے بھی اپنا بوریہ باندھ لیا۔ اب اگر کہیں طاعونی موت یکا دوکا ہو بھی جاتی ہے تو وہ صرف مرزا صاحب کے خلیفہ یا ان کے سرگرم ممبروں میں جو اثر مرزا صاحب کی مسیحیت کا باقی

[1] انجام آتھم۔ اس کتاب کا جواب راقم آثم نے لکھا ہے جس کو علماء ہندوستان اور پنجاب نے نہایت پسند فرمایا تھا اس کا نام مکلمہ فضل رحمانی بجواب اوھام غلام قادیانی رکھا لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ منہ۔

ہے۔ وہی بقیہ طاعون میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مرزائی احمدی صاحبان اگر اس عقیدہ سے توبہ کریں تو یقیناً یہ بقیہ بھی فوراً دور ہو جائے اگر اعتبار نہیں آتا ہے تو یہ عمل کر کے دیکھ لیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بقیہ طاعون بھی مرزا صاحب کے ہی پاس پہنچ جائیگی آزمائش کر کے دیکھ لیں غرضیکہ ہندی مثل مرزا مر گیا سارنگی ٹوٹ گئی۔ صاف ہے۔ لیکن میرا مطلب اس اشتہار کے لکھنے کا یہ ہے۔ کہ میاں قاسم علی صاحب نے اس اشتہار کو اپنے رسالہ دین الحق میں کیوں نقل نہیں کیا۔ اس کے سواء جو پیشن گوئیاں (گویا کالم) جھوٹی ثابت ہوئیں ان کو کیوں نقل نہ کیا۔ مرزا صاحب کے عقائد ذیل کو اپنے رسالہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔

۱۔ ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے)۔ براہین احمدیہ

۲۔ قرآن شریف میرے منہ کی باتیں ہیں۔ براہین احمدیہ

۳۔ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔ ازالہ اوہام

۴۔ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) بن یوسف نجار مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ ازالہ اوہام

۵۔ قرآن شریف میں جو معجزات بیان کئے جاتے ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ ازالہ اوہام

۶۔ فرشتے سیارات ہیں اور کچھ نہیں۔ توضیح مرام الہامی کتاب

۷۔ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کبھی زمین پر نہیں آئے۔ توضیح مرام الہامی کتاب

۸۔ انبیاء علیہم السلام بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ ازالہ اوہام

۹۔ معجزات حضرت سلیمان و مسیح علیہ السلام محض شعبدہ تھے۔ ازالہ اوہام

۱۰۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ ازالہ اوہام

۱۱۔ قرآن شریف میں آیت انا انزلناہ قریباً من القادیان درج ہے۔ ازالہ اوہام

۱۲۔ قادیاں کے حق میں آیت ومن دخلہ کان امنا نازل ہوئی۔ ازالہ اوہام

۱۳۔ قیامت کوئی چیز نہیں تقدیر کوئی شے نہیں۔ ازالہ اوہام

۱۴۔ حضرت مہدی خلیفہ آخرالزمان علیہ السلام نہیں آویں گے۔ ازالہ اوہام

۱۵۔ دجال انگریز پادری لوگ ہیں اور کوئی نہیں۔ ازالہ اوہام

۱۶۔ دجال کی سواری کا گدھا ریل ہے اور کوئی گدھا نہیں۔ ازالہ اوہام

۱۷۔ یاجوج اور ماجوج۔ روس اور انگریز ہیں۔ ازالہ اوہام

۱۸۔ دابۃ الارض علماء اسلام ہیں اور کچھ نہیں۔ ازالہ اوہام

۱۹۔ دخان علامت قیامت کوئی نہیں۔ ازالہ اوہام

۲۰۔ قیامت سے پہلے آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔ ازالہ اوہام

۲۱۔ عذاب قبر کوئی چیز نہیں۔ ازالہ اوہام

۲۲۔ دوزخ اور بہشت نہیں ہیں۔ جلسہ مذاہب

۲۳۔ روح صرف نطفہ ہے اور کوئی روح نہیں۔ جلسہ مذاہب

۲۴۔ تناسخ صحیح ہے۔ دیکھو ست بچن جنگ مقدس مرزا صاحب کا۔

مولوی صاحب! آپ میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں کہ یہ عقائد مندرجہ بالا مرزا صاحب کے عقائد ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں اور بالضرور ہیں تو کیوں ان کو اپنے رسالہ دین الحق میں درج نہیں کیا۔

اور سنئے! مرزا صاحب اپنے تمام مخالفین مولوی صاحبان کو گالیاں دینا جیسے وہ اپنی زبان اور قلم جلی سے تحریر فرماتے ہیں اے بدذات فرقہ مولویاں اتم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ بلفظہ مرزا صاحب کا انجام آتھم ص ۲۱۔

ا انگریز اُخ عجیب بات ہے کہ دجال بھی انگریز اور پادری ہیں اور یاجوج بھی انگریز ہیں۔ یعنی دجال بھی انگریز اور یاجوج بھی انگریز۔ حافظ خدا۔ منہ

پھر نام بنام علماء اسلام کو گالیاں محمد حسین بٹالوی، شریر پر کسل بابا امرتسری اصغر علی شیخ دجال ضال بطال، نذیر حسین دہلوی، عبدالحق دہلوی، عبداللہ ٹونکی، احمد علی سہارنپوری، سلطان علی بے پوری، محمد حسن امروہی، ان سب کا اخیر اندھا شیطان دیو گمراہ ہے۔ جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ وہ بدبخت امروہی کی طرح ملعونوں میں سے ہے۔ دیکھو انجام آتھم۔ فرمایئے! اس کو دین الحق مرزائیہ میں کیوں نقل نہیں کیا قرآن شریف میں اور خود مرزا صاحب کا الہام ہے۔ کہ قولوا للناس حسنا اور کثرت سے احادیث ہیں جن میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت مشرکین پر بھی مت کہو۔ اور گالیاں دینا اسلام میں نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے قرآن شریف اور احادیث شریف کو تو بالکل اچھوڑ ہی دیا ہے۔ اپنا الہام ہی الہام ہے۔ اس پر بھی موقع بموقع حسب منشاء خود عمل درآمد ہے۔ اور سینکڑوں ایسی باتیں ہیں کہ جس سے مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال ظاہر ہوتے ہیں ان کو میاں قاسم علی صاحب نے نقل نہیں کیا۔ آپ مہربانی کر کے تدبر فرمائیں اس کے آگے۔ میاں قاسم علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مخالفین مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر جو اعتراضات کرتے ہیں وہ تین ہیں۔ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

لہٰذا میں ان اعتراضات کو لفظ بلفظ دائیں طرف لکھتا ہوں اور اس کے سامنے بائیں طرف جوابات بھی ساتھ ہی لکھ دیتا ہوں تا کہ ان اعتراضات کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے۔

ا بالکل چھوڑ دیا الخ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن. خدا کے بندوں سے اچھی تہذیب سے بات کیا کرو۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ خدا کی طرف بلا نہایت حکمت نرمی اور اچھی بات سے ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب جب غصہ میں آ جاتے ہیں تو قرآن اور حدیث کو بھی بھول جاتے ہیں۔

اعتراضات جو مرزا صاحب پر کئے جاتے ہیں مندرجہ رسالہ دین الحق	جوابات منجانب راقم آثم بحوالہ عبارات کتب قادیانی
(۱) مرزا صاحب نبوت و رسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔ نوٹ۔ میاں قاسم علی صاحب نے جو اعتراضات تین نمبر تک درج کئے ہیں وہ سب زمانہ حال کے صیغہ سے درج کئے ہیں حالانکہ خود مرزا صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ کے کلمہ سے لکھتے ہیں جو وفات یافتہ اشخاص کے حق میں لکھا جاتا ہے لیکن اعتراضات میں مرزا صاحب کو بحالت حیات لکھتے ہیں۔ اور یہ بدیہی غلط ہے ماضی وحال کی بھی شناخت نہیں۔ منہ ۱۲۔	(۱) بیشک ضرور مدعی ہیں۔ نبوت ورسالت مستقلہ وغیر مستقلہ کی تقسیم خانہ ساز ہے کسی اصول کی کتاب میں یہ تقسیم نہیں ہے لیکن آپ کی تقسیم کے ہی مطابق مرزا صاحب نبوت اور رسالت مستقلہ و غیر مستقلہ دونوں کے مدعی ہیں۔ جن کی بابت میں جواب عریضہ میں عرض کر چکا ہوں مرزا صاحب کا صاف دعویٰ ہے کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں اور تمام جہان کے لئے اور بعض انبیاء سے افضل ہوں میرا منکر کافر لعنتی۔ جہنمی ہے اس سے بڑھ کر کوئی نبوت اور رسالت نہیں۔
(۲) مرزا صاحب ختم نبوت کے منکر ہیں۔	(۲) بیشک اس میں کوئی شبہ نہیں جب خود مرزا صاحب نبوت اور رسالت کے دعویدار ہیں تو منکر ختم نبوت ہونے میں کونسی کسر ہے بلکہ اسی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ امتی نبی ہو سکتا ہے صفحہ ۳۷۔ پھر یوں لکھتے ہیں ہمارا اعتقاد کہ آپ (حضرت خاتم النبیین ﷺ) کے بعد کوئی پیغمبر نہیں لیکن وہ شخص جو آپ کا امتی ہو بالفظہ صفحہ ۵۷۔ فرمایئے جب کوئی امتی بھی پیغمبر یا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد ہو سکتا ہے جس سے مراد خود مرزا صاحب ہے تو منکر ختم نبوت علی الاعلان ہوئے۲؎
(۳) مرزا صاحب بجائے کلمہ لا الٰہ اِلَّا اللہُ محمد رسول اللہ کے نیا کلمہ سکھاتے ہیں۔	(۳) یہ اعتراض کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ اگر زبانی کسی مسلمان نے اس خیال سے کہہ دیا ہو کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت اور رسالت کرتے ہیں اور اپنا الہام انی رسول اللہ الیکم جمیعًا ظاہر کر کے اپنے منکروں کو کافر کہتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنا الگ کلمہ لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ بنالیا ہو تو عجب نہیں۔ میاں قاسم علی صاحب اس کے ذمہ دار ہیں جس نے کہا ہے اس کا نام بتلا دیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون آدمی ہے۔

۱؎ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آیت شریفہ خاتم النبیین کی صاف ہے اور اس میں الف لام ثابت کر رہا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نہ امتی نہ غیر امتی نہ ظلی نہ بروزی نہ کوئی اور یہ کہ تمام نبوتوں فرضی مرعوی انسانی کا خاتمہ ہے اور جو دعویٰ کرنے والا اور دعوت نبوت کو تسلیم کرنے والے سب کے سب کافر مرتد ہیں۔ منہ

۲؎ مرزا صاحب کو خود قول اور فعل میں اختلاف ہے۔ اول لکھ چکے ہیں کہ نبی اور وحی نبوت بند ہو چکی ہے صفحہ ۳۹۔ صحیفہ مجدیہ پر درج ہے۔

(۴) مرزا صاحب اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

(۴) یہ صحیح ہے دیکھو مرزا صاحب کے الہامات:
(۱) انت من مائنا۔ تم میرے پانی سے ہو۔
(۲) انت بمنزلة اولادی۔ تو میری اولاد کی طرح ہے۔
(۳) انت منی[1] وانا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ مرزا صاحب کے خدا کا الہام ہے یعنی مرزا صاحب ان کے خدا میں سے ہیں اور ان کا خدا مرزا صاحب میں سے ہے کبھی وہ باپ اور وہ بیٹا اور کبھی وہ بیٹا اور باپ لاحول ولا قوة الا باللہ۔

(۵) مرزا صاحب خود خدا بنتے ہیں۔

(۵) یہ بھی صحیح ہے جیسے نمبر۴ میں آ گیا ہے نیز مرزا صاحب کا الہام ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲۔

(۶) مرزا صاحب قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں۔

(۶) یہ بھی صحیح ہے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ قرآن شریف میں ہے اور قرآن میں مکہ، مدینہ، قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے یہ ان کا الہام ہے ان کے خدا

[1] انت منی الخ فرمانے ایسے الہامات پہلے کسی پیغمبر یا رسول کو ہوئے ہیں۔ یا حضرت ﷺ کو بھی خدا نے ایسا فرمایا ہے؟ ایسے الہامات مرزا صاحب کے ہی لئے خاص ہیں۔

کی طرف سے کتابوں میں بڑے زور سے درج ہے۔ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا قرآن شریف میں نہیں ہے۔

(۷) مرزا صاحب احادیث اور تفاسیر کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) بیشک جہاں کہیں اپنے عقائد کے مخالف حدیث شریف یا قرآن شریف کی تفسیر ہوئی فوراً انکار کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً جن احادیث اور تفاسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھایا جانا اور اس وقت زندہ ہونا اور قریب قیامت میں آسمان سے نزول فرمانا۔ دجال کو قتل کرنا معجزات قرآنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار جانوروں کو ذبح کر کے پہاڑوں پر بحکم الٰہی ڈالنا۔ اور پھر بلانے سے زندہ ہو کر حاضر ہو جانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردوں کا زندہ ہو جانے سے اطمینان قلبی حاصل کرنا۔ سلیمان علیہ السلام کے معجزات اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا۔ ایک مردہ کو بیل کے گوشت لگانے سے زندہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ درج سب احادیث اور قرآنی تفاسیر کا بڑے زور سے انکار کرتے ہیں۔

(۸) مرزا صاحب معجزات، قیامت، دوزخ، جنت، عذاب قبر، ملائکہ، معراج وغیرہ کو نہیں مانتے۔	(۸) واقعی مرزا صاحب ان سب کا انکار کرتے ہیں دیکھو صفحہ (۱۰۶،۱۰۵) ضمیمہ عریضہ ہذا۔ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا انکار تو اسی رسالہ دین الحق کے صفحہ ۱۰۲ میں موجود ہے۔ ایضاً ن ا۔
(۹) مرزا صاحب اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے برابر بلکہ افضل قرار دیتے ہیں۔	(۹) یہ بھی صحیح ہے۔ دیکھو میرے اسی خط کا صفحہ (۱۰۶،۱۰۵)
(۱۰) مرزا صاحب انبیاء کی عموماً اور مسیح ابن مریم کی توہین کرتے ہیں۔	(۱۰) بیشک ضرور مرزا صاحب ایسا کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے میرے خط کا (صفحہ ۱۱۴)
(۱۱) مرزا صاحب علماء امت و صوفیہ ملت کی تحقیر کرتے ہیں سلف صالحین کو بُرا کہتے ہیں۔	(۱۱) واقعی یہ بھی صحیح ہے۔ دیکھو اسی ضمیمہ کے صفحہ (۱۱۷)
(۱۲) مرزا صاحب جھوٹے الہام بنا بنا کر ان کو وحی منجانب اللہ فرماتے ہیں۔	(۱۲) بالکل صحیح ہے۔ دیکھو میرا خط صفحہ (۳۸)
(۱۳) مرزا صاحب جھوٹی پیشن گوئیاں کرتے ہیں جو ایک بھی سچی اور پوری نہیں ہوئی۔	(۱۳) بلاشبہ ضرور جھوٹی پیشن گوئیاں کرتے رہے جو ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو میرا یہی خط
(۱۴) مرزا صاحب مسیح ابن مریم کو	(۱۴) ضرور ایسا ہی ہے پہلے تو حضرت مسیح علیہ السلام

مثل دیگر انبیاء کے وفات یافتہ مانتے ہیں۔	اور حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے تھے لیکن اب ازالہ اوہام کے لکھنے کے وقت اعتقاد بدل گیا۔ کہیں سید احمد خان صاحب کی تحریر دیکھ لی اور ان کی تقلید کر کے پہلے اعتقاد سے خود مسیح بننے کی غرض سے جملہ اہل اسلام سے الگ اعتقاد بدل لیا۔
(۱۵) مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کو اسی جسم بشری خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور تا ایندم بلا خورد و نوش زندہ رہنے اور الآن کما کان کے مصداق کی واپسی از آسمان کے منکر ہیں۔	(۱۵) بیشک تمام اہل اسلام کے خلاف مرزا صاحب منکر ہیں۔ اس میں کیا شبہ ہے پہلے اقراری تھے اب انکاری ہیں افسوس تو یہی ہے کہ کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ جب تم اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں اقراری تھے تو اب کیوں انکاری ہوئے ہو۔
(۱۶) مرزا صاحب نہ نماز روزہ کے پابند نہ حج زکوٰۃ پر کاربند جھوٹے حیلے ان سے بچنے کے تراشتے ہیں۔	(۱۶) یہ بھی عین صحیح ہے کیا آپ ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کبھی زکوٰۃ دی یا کبھی حج فریضہ اپنی خواب یا الہام میں بھی ادا کیا؟ ہرگز نہیں۔ دیکھو یہی خط۔
(۱۷) مرزا صاحب عربی نہیں جانتے قرآن حدیث کو نہیں مانتے خدا کو	(۱۷) عربی کا جاننا نہ جاننا کوئی خوبی اور بزرگی کی بات نہیں علم وہی ہے جو ہدایت اور رشد کا ہو۔ یہ صحیح

۱ مرزا صاحب نے یہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۷ پر لکھی ہے۔ پہلے میں تبع سنت نبوی تھا اب میں نہیں ہوں۔

نہیں پہچانتے۔	ہے کہ قرآن وحدیث کو جو مرزا صاحب کے مخالف ہے اس کو نہیں مانتے۔ خدا کو پہچاننا بہت دور ہے درانحالیکہ مرزا صاحب کا اپنا الہام ربنا عاج (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) یہ خدا کی شناخت ہے۔ عاج کے معنی لغت کی کتابوں میں ہاتھی دانت، گوبر، راہزن وغیرہ کے ہیں۔
(۱۸) مرزا صاحب مشک زعفران کھاتے، پلاؤ قورمہ اڑاتے اور اعلیٰ لباس زیب تن فرماتے ہیں۔	(۱۸) اس میں کسی کو کیوں شبہ ہونا چاہیے مشک و زعفران مرزا صاحب کی ادویات میں استعمال ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ جیپور جودھپور سے مٹکے کے مٹکے کیوڑا آیا کرتا تھا۔ اسی پر منشی الٰہی بخش ہم لاہوری کو الہام ہوا تھا۔ ھو مسرف کذابٌ۔ لباس بھی انکا عمدہ ہوا کرتا تھا۔ دیکھنے والے شہادت دے سکتے ہیں جب گورداسپور کی عدالت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔
(۱۹) مرزا صاحب ایک دوکاندار ہیں۔ محض دنیا کمانے اور روپیہ جمع کرنے لوگوں کو لوٹنے کے لئے یہ ڈھنگ بنایا ہے۔	(۱۹) اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کہ مرزا صاحب ایک دوکاندار تھے (اب نہیں ہیں) تیس ہزار روپیہ منارہ کے بنانے کے لئے جمع ہوا وہ کہاں ہیں پانچ ہزار روپیہ کمیشن نصیبین کے دیا گیا وہ کہاں ہے براہین احمدیہ کے لئے روپیہ جمع ہوا وہ کہاں

ہے؟ جس کی واپسی کے بھی تقاضے ہوئے۔ سراج منیر کا چندہ کہاں خرچ ہوا۔ سیٹھ عبدالرحمٰن نے کئی ہزار روپیہ دیا وہ کیا ہوا۔ منشی رستم علی بیس روپیہ ماہوار دیتے رہے وہ کہاں گئے حیدرآباد کی جماعت نے دس دس ہزار روپیہ دیا وہ کہاں ہیں۔ جو تمام مرزائی احمدیوں سے حسب استطاعت ماہوار چندہ لیا جاتا تھا وہ کہاں ہے بہشتی مقبرہ کے لئے چندہ اور جائیدادیں رجسٹری ہوئیں وہ کہاں ہیں۔ جماعت سیالکوٹ کا جمع شدہ چندہ کہاں ہے سینکڑوں ہزاروں چندے کہاں گئے۔ حتیٰ کہ تین ماہ تک اخبار الحکم میں اشتہار چھپتا رہا کہ اگر اس تین ماہ کے عرصہ تک کوئی مرید چندہ نہیں دیگا تو اس کا نام بیعت کے رجسٹر سے خارج کر دیا جائیگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب نے سوا روپیہ کمانے کے اور کوئی کام اسلام کا نہیں کیا اگر کوئی فنا شدہ مرزائی یہ کہے کہ مرزا صاحب نے عیسائیوں اور آریوں اور مسلمانوں کے برخلاف بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ یہ بڑا کام اسلام کا تھا تو میں کہتا ہوں ایسی بہت کتابیں علماء اسلام نے لکھی ہیں

جن کی خوشہ چینی مرزا صاحب نے بھی کی جیسے مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب، مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کی کتابیں ان کے برابر کوئی کیا لکھے گا۔ پھر مرزا صاحب کی کتابیں لکھنا بھی روپیہ ہی کمانے کی خاطر تھا۔ جو دو آنہ کی کتاب کی قیمت کا ایک روپیہ وصول کیا گیا۔ یہ تو فرمایئے کوئی کتاب مرزا صاحب نے لِلّٰہ بھی لوگوں میں تقسیم کی ہرگز نہیں اب آپ غور فرمالیں یہ صحیح ہے یا غلط۔

(۲۰) مرزا صاحب ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیشن گوئی حدیث شریف میں ہے (معاذاللہ) ایک دجال ہیں بلکہ دجال اکبر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

(۲۰) بیشک واقعی ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیشن گوئی حدیث شریف میں ہے ایک حدیث شریف کا جملہ یزعمُ انه رسول اللّٰہ اور دوسری حدیث شریف کا جملہ یزعم انه نبی صاف فرمارہے ہیں کہ مرزا صاحب ان تیس دجالوں میں سے ایک ہیں۔ کیونکہ ان سب دجالوں کا دعویٰ اور زعم یہ ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں یا میں نبی اللہ ہوں۔ ہاں مرزا صاحب دیگر دجالوں سے کسی قدر بڑے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ اور میرا منکر کافر لعنتی، دوزخی، جہنمی ہے۔ لیکن ان

تیس دجالوں میں یہ بات ہوگی کہ کوئی کہے گا کہ میں رسول اللہ ہوں اور کوئی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ اور مرزا صاحب دونوں عہدوں کے دعویدار کا زعم کرتے ہیں۔ اب میں ان احادیث شریف کو پورے طور پر حرف بحرف لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ غور فرمائیں کہ احادیث شریف کی پیشن گوئی مرزا صاحب کے حالات کے عین موافق اور مطابق ہے یا نہیں۔ دیکھیں ان احادیث کا آپ اقرار کرتے ہیں یا انکار۔

پہلی حدیث شریف: عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لاتقوم الساعة حتى يبعث كذابون دجالون قريب من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله. ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ اٹھیں کذابون دجالون قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کریگا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ جامع ترمذی۔

دوسری حدیث شریف:[1] اکا ترجمہ یوں ہے۔

[1] یہ ہر دو حدیث ابی داؤد کی جلد دوم کے صفحہ ۲۳۳ اور ۲۲۸ میں بھی درج ہیں منہ

حضرت ثوبان ﷺ سے روایت ہے فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ملحق ہوجاوینگے کئی قبیلے میری امت کے مشرکوں سے اور یہاں تک کہ پوجیں اوثان کو اور قریب ہے کہ ہوں گے میری امت میں تیس جھوٹے شخص کلھم یزعم انه نبی ہر ایک دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے (اور فرمایا) انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پس ان ہر دو احادیث سے کذابوں دجالوں کا آنا جو تیس کے قریب ہوں گے پیشن گوئی میں صاف درج ہے۔

اور مرزا صاحب بعید ان میں سے ایک تھے۔

دجال اکبر نہیں۔ کیونکہ دجال ہمارے مسلمانوں کے عقائد میں جب وہ زمین پر کفر اور فساد پھیلائیگا۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ ان سے پہلے پہلے انتیس دجال کذاب نبوت اور رسالت کے دعویدار پیدا ہوچکیں گے اس وقت تک ۲۷، ۲۸ جھوٹے دجال پیدا ہوتے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل کتب اسلام میں درج ہے۔ دجال اکبر کا حلیہ

کتابوں میں درج ہے کہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا گویا انگور کا دانہ پھولا ہوا ہے اس کی پیشانی پر لفظ کفر (ک ف ر) لکھا ہوا ہوگا۔ وہ مدینہ شریف میں داخل نہ ہوسکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو موضع لُد[1] کے دروازہ پر قتل کرینگے۔ انتہی۔ مفصل حالات کتب احادیث اور تفسیر میں ہیں پھر میاں قاسم علی صاحب اعتراضات لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ وهو هذا.

ان اعتراضات کا مجمل لیکن مکمل جواب تو صرف یہ ہے کہ لعنت الله علی الکاذبین اس عبارت کے لکھنے سے میاں قاسم علی صاحب کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب پر یہ اعتراضات مسلمانوں نے جھوٹے لگائے ہیں۔

اس لئے ان جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے میں کہتا ہوں کہ ضرور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اعتراضات جھوٹے ہیں یا سچے۔ میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ اعتراضات سب صحیح ہیں بلکہ علاوہ ان تین کے اور سینکڑوں اعتراضات درج ہیں جو سچے ہیں۔

[1] ایک گاؤں کا نام ہے۔

مولوی صاحب! براہ مہربانی ذرا میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ جو اعتراضات آپ نے خود لکھے ہیں کیا یہ سب جھوٹے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعتراض جھوٹا ہے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونے کا انکار جھوٹ ہے؟ نہیں۔ لیکن بات اس میں ہے کہ لعنت کا تمغہ اور سرٹیفکیٹ جو اس قوم کو عطا ہوا ہے اور مرزا صاحب کی سنت ہے ان پر اس کا ادا کرنا واجبات میں سے ہے ورنہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ کسی مشرک کو بھی اپنی زبان سے لعنت کہے۔ یہ ہمارے سیدنا و مولانا فداہ امی وابی حضرت خاتم الانبیاء والرسل شافع روز جزا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ہی سنت موکدہ ہے۔ آپ کو کون روک سکتا ہے جو جی چاہیے کہیں خداوند کریم ہادی مطلق ہے۔

بالآخر میں بڑے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ رسالہ آپ کا دین الحق یا ہمارا مذہب محض دھوکا ہے لیکن ناواقفوں کے لئے۔ مجھے امید ہے کہ میرے دوست مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس جن کو ایسے ایسے دھوکوں کی پرتال اور جانچ کا اچھا موقعہ حاصل ہوگا اور ہونا چاہیے اس رسالہ کی تہ کو پہنچ جائینگے اور جو میں نے مختصراً بطور ضمیمہ عریضہ عرض کیا ہے اس کے ساتھ اس کا مقابلہ بلاتعصب فرمائینگے۔ اور پھر اس خاکسار کو اپنی رائے مبارک سے معزز فرمائینگے۔ طالب حق کے لئے کافی سے زیادہ عرض کیا گیا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ زیادہ۔ زیادہ

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ خاکسار نیازمند۔ احقر العباد۔ اللہ الاحد الصمد فضل احمد عفاء اللہ عنہ انسپکٹر پولیس از لودیانہ

یادداشت

آج یہ خط ۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو بذریعہ رجسٹری میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروزپور کے پاس بھیجا گیا۔ فضل احمد عفاء اللہ عنہ

نمبر ۴: نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول

موگا ۱۰-۷-۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مکرم بندہ خط بذریعہ رجسٹری جناب کا پہنچ گیا ہے۔ بہرحال مشکور ہوں میں نے پڑھ بھی لیا ہے اور غور سے پڑھا ہے مجھے آپ کے مزاج اور اس انہماک اور خاص غرض کا پہلے علم نہ تھا ورنہ پہلے دونوں عریضے ذرا تفصیل سے لکھتا۔ یہ خط بھی ”عدو شود سبب خیر“ کے ذیل میں میرے ازدیاد اطمینان کا موجب ہو رہا ہے اور اس وجہ سے بھی مشکور ہی ہوں۔ بہرحال جواب عرض کر دیگا۔ مگر چونکہ نہایت عدیم الفرصت ہوں کہ ہیڈ کوارٹر پر قیام کا موقع بھی نہیں ملتا اس واسطے مہلت درکار ہے۔

نمبر ۵: نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا

حامداً مصلیاً مسلماً موگا ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

میرے مکرم ومعظم قاضی صاحب۔ السلام[1] من اتبع الھدیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا۔ اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے مکاتبہ کے جواب عرض کرنے میں مہلت اور توفیق بخشی۔ میرے مکرم کئی روز ہوئے جواب بعون اللہ تعالیٰ مکمل ہو چکا ہوا ہے اور میں نے اپنے عزیز غلام مرتضیٰ خان کو صاف اور خوشخط نقل کرنے کے واسطے دیا ہے وہ کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ارسال خدمت عالی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے مفید بنائے اور اس میں اثر و برکت ڈالے۔ آمین۔ ثم آمین۔ نیازمند غلام رسول۔

[1] لفظ علی چھوڑ دیا اس لئے معنوں میں بحث نہ رہی۔

نمبر۴: نقل خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لودیانہ

باسمہ تعالیٰ ۱۹ جون ۱۹۱۱ء

جناب مکرم مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس فیروز پور

تسلیم ماوجب آنکہ۔ مزاج شریف۔ ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں جواب نوازش نامہ آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا جس کو قریباً ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے مگر افسوس اب تک آپ نے جواب الجواب حسب وعدہ خود ارسال نہیں فرمایا۔ ایک پوسٹ کارڈ آپ کا موصول ہوا تھا جس میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جواب لکھا جا چکا ہے صاف کرنے کے بعد ارسال ہوگا۔ مگر اس پوسٹ کارڈ کو پہنچے عرصہ تقریباً چار ماہ ہوگئے ہیں۔ اب تک آپ نے جوابات ارسال نہیں فرمائے نہایت انتظار کے بعد یہ عریضہ خدمت شریف میں بھیجتا ہوں۔ براہ مہربانی جوابات روانہ فرما کر مشکور فرماویں تا کہ ان پر غور کر کے اسکے جوابات تحریر کر کے کل خط وکتابت کو طبع کروا دیا جائے جیسے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ بصورت دیگر نیاز مند کو اجازت بخشی جائے تا کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی کو مطبع میں طبع کرنے بھیجا جاوے میں نہایت ہی مشکور ہوں گا کہ آپ مجھے جواب سے بہت جلد مشکور فرما دینگے۔ خداوند تعالیٰ صراط مستقیم عطا فرماوے۔

ہاں! آپ نے ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا اخبار بدر ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جس میں ہم سب مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو سچا جان کر اور ان کے دعویٰ پر ایمان بھی رکھتا ہو۔ لیکن اگر بیعت نہ کی ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ یہ تحریر آپ کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔ براہ مہربانی اس پر نہایت توجہ سے غور فرماویں۔ خداوند کریم اپنا رحم کرے۔ آمین۔ آپ کا دوست نیاز مند فضل احمد عفاء اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاول ۱۳۲۹ ہجری۔ مطابق ۱۹ جون ۱۹۱۱ء

نمبر۶: نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا

حامداً و مصلیًا و مسلمًا ۲۱ جون ۱۹۱۱ء موگا

مکرمی ومخلصی۔ السلام علی من اتبع الهدی. نوازش نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ میں خود شرمندہ ہوں[1] کہ اب تک آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں بھیجا نہیں جاسکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پہلے اکتوبر تک میں ایک گونہ کشمکش[2] میں رہا کہ جواب لکھوں یا نہ۔ آخر بر چند وجوہ جن میں سے ایک وہ وعدہ بھی تھا جو آپ سے کر چکا تھا۔ بڑی مشکل سے وقت نکال کر نومبر اور دسمبر میں لکھنا۔ اور بفضلہ تعالیٰ مکمل ہوا۔ مگر پھر نقل کے واسطے چونکہ وہ طویل ہو گیا تھا وقت نہ مل سکا۔ تو اپنے برادر زادہ غلام مرتضیٰ خان کو جو اسی ضلع میں بندوبست میں ہیں۔ نقل کے واسطے دیا۔ مگر وہ بیمار ہوگئے اور عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد پھر ان کی ڈیوٹی کچھ ایسے کاموں پر رہی۔ وہ نقل کا وقت بھی نہ نکال سکے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اب تک نقل نہیں ہوا ہے۔ آج میں نے پھر تاکیدی خط لکھا ہے کہ ویسے ہی میرے پاس واپس کر دیں۔ تو آہستہ آہستہ جوں جوں وقت ملا میں خود ہی نقل کی کوشش کروں گا۔ طبع کرانے کے واسطے آپ کا اختیار ہے۔ مگر جب تک اسے دیکھ نہ لیں طبع کیا کرائیں گے۔ ۴ مئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہوا ہے۔ میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔

راقم بندہ غلام رسول تھیم

[1] شرمندہ ہونے کی بات ضرور ہے۔ منہ

[2] اس خط کی ہی ایسی تاخیر ہے پہلے کشمکش میں ۱۱۱۔ پھر وقت نکلنے میں مشکل پڑی کہ جس عزیز کو نقل کرنے کے لئے دیا گیا وہ بیچارے بیمار ہوگئے خدا خیر کرے کہ اسکا جواب میرے پاس پہنچ سکے۔ منہ

نمبر ۵: خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لودیانہ

۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ۔ مکرم بندہ جناب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور بعد مراسم ماوجب آنکہ۔ عرصہ ہوا آپ کے وعدہ کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا۔ مگر افسوس اب تک دو سال ہوئے جناب نے جواب عریضہ ارسال نہ فرمایا۔ معلوم نہیں کیا موجب ہوا۔ آپ کے پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء کے اخیر فقرہ کا جواب تیار رکھا ہے[1] اس انتظار میں کہ آپ کے جواب کا جواب بھی اس کے ساتھ عرض کیا جاوے گا۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعدہ موثق کو فراموش فرما دیا۔ مخلصی منشی خان صاحب سب انسپکٹر جلال آباد کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جواب خط نہیں بھیجا جاویگا۔ یہ بات سن کر مجھے اور بھی زیادہ افسوس ہوا کہ یا تو وہ شورا شوری، یا یہ بے نمکی، وہ کل وعدے بھی جو مجھ سے آپ نے فرمائے تھے دور ہو گئے۔ اور خداوند کریم کے احکام اوفوا بالعقود (مائدہ) اور بعھدی اوفوا (نحل) واوفوا بعھد (اسرائیل) کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ نعوذ باللہ منھا۔ اس پر مجھے خیال ہوا کہ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھیج کر منشی محمد حسین خان صاحب کی کلام کی تصدیق کروں۔ اس لئے تکلف خدمت سامی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے مشکور فرمائیں کہ خان صاحب نے جو فرمایا وہ صحیح ہے۔ اگر صحیح ہے تو نیازمند کو بھی اس کے موجبات سے مطلع فرمائیں۔ اور اگر صحیح نہیں تو جواب عریضہ ارسال فرما کر مسرور فرمائیں تا کہ اس کا جواب الجواب فوراً خدمت شریف میں بھیجا جاوے۔ اور نیز جواب نوازش نامہ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء ارسال خدمت ہو۔ تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر نئی بات آپ کے عقیدہ کے برخلاف اخبار الحکم بعد میں رسالہ تشحیذ الاذہان سے لکھی گئی ہیں۔ اور علاوہ اس

[1] یہ جواب ان شاء اللہ بصورت حصہ دوم اس خط کے بھیجا جاویگا۔

کے آپ کی قومری تحمیم کی کس قدر تاریخ بھی لکھی گئی ہے۔ میں حلیفہ عرض کرتا ہوں میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے۔ وما ارید الا اصلاح وما توفیقی الا باللہ اگر حسب قول منشی محمد حسین خان صاحب واقعی آپ جواب دینا نہیں چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے اجازت بخشیں کہ جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ مطبع میں بھیج دیا جاوے۔ تا کہ پبلک کو میری اور آپ کی گفتگو کا موازنہ ہو سکے۔ زیادہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

آپ کا خیر خواہ نیازمند فضل احمد عفا اللہ عنہ ۲۲ رجب ۱۳۳۰ ہجری مطابق ۸ جولائی ۱۹۱۲ء

نمبر ۷: نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور

حامداً مصلیا مسلماً ۱۵ جولائی ۱۹۱۲ء

مکرمی قاضی صاحب جیو۔ السلام علیکم۔ خط آپ کا مجھے جھنگ میں ملا۔ جہاں میں رخصت پر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس قدر انتظار کی تکلیف ہوئی۔ معافی مانگتا ہوں۔ جواب تو اسی سرما میں لکھا جا چکا تھا۔ مگر میں چند در چند بواعث سے اس کی تکمیل اور ترحیل کے بارہ میں متذبذب رہا۔ وعدہ بھی کر چکا تھا۔ تاہم چند امور مانع رہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ مکرمی محمد حسین خان صاحب کا ارشاد بجا ہے۔ واقعی میرا یہی خیال ہو گیا تھا مگر آپ کے خط آنے پر پھر ایک گونہ تحریک ہو گئی ہے۔ اور صاف کرنا شروع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو تکمیل پر ارسال خدمت ہوگا۔ اس کے فضل اور استعانت پر بھروسہ ہے۔ ۲۱ جون کا میرا کوئی کارڈ اور اس کے اخیر کا فقرہ بخدا مجھے تو یاد بھی نہیں کہ کیا تھا۔ میں ایک عاجز عاصی بشر ہوں۔ اگر اور کچھ مہربانی فرمائی ہے تو

[1] ہر انسان بشر ہے۔ جائز یا ملم ہونا اور بات ہے اگر یہ صورت تھی تو پھر جواب لکھنے کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ۱۲ منہ

وہ بھی بھیج دیں۔ تا کہ اگر مجھے وہ باتیں تسلیم نہ ہوں تو ان پر ساتھ ہی عرض کروں۔ میری ذات یا میری قوم کی بابت کچھ معرض بحث میں لانا ذاتیات میں نہ شامل ہو۔ اور اس میں اصلاح بھی کیا ہوگی۔ میں ایک عاجز گمنام آدمی ہوں۔ میں تو اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ آپ میری کم لیاقتی اور بے علمی نشر کرنا چاہتے ہیں۔ خیر بہتر ہے کہ جو کچھ اور لکھا ہے وہ بھی ارسال فرمائیں۔

بندہ غلام رسول۔

نمبر۶: نقل پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لودیانہ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ۔ لودیانہ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۱۲ء

مکرم بندہ مولوی صاحب زاد شوقہ۔ وعلیکم السلام۔ آپ کا نوازش نامہ بجواب نیاز مند پہنچا مشکور فرمایا۔ الحمد للہ اب مجھے امید ہوتی ہے کہ آپ ضرور ارسال فرمائیں گے۔ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے نوازش نامہ کے اخیر فقرہ کے جواب میں جو تحریر کیا گیا ہے وہ اس صورت میں بھیجنے کے لئے تیار تھا کہ آپ جواب ارسال نہیں فرمائیں گے اب چونکہ عزم بالجزم کر لیا ہے۔ اس لئے تحریر شدہ خیالات اس کے جواب الجواب کے ساتھ ارسال خدمت شریف کروں گا۔ آپ کا فر۔ تا کہ آپ میری ذات کی بابت تحریر کرنا کہیں ذاتیات میں شامل ہو جائے۔ سو واللہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ ذاتیات پر حملہ کیا جاوے۔ جس سے کسی قسم کا رنج بڑھے۔ ایسے خیالات نہایت ذلت کی وجہ پر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عرض وہی ہوگا۔ جس میں خیر ہو۔ اور اصلاح ہو۔ اس کے سوا لکھنا ضلالت ہے۔ بلکہ میرا ارادہ ابتدائی سے یہ ہے۔ میری اور آپ کی سمجھ میں وہ بات آ جائے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا موجب ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے پوسٹ کارڈ کا اخیر فقرہ یاد نہیں ہے کہ کیا

تھا۔ افسوس ہے کہ دین کے معاملہ میں ایسی فراموشی۔ سنئے میں نے اپنے عریضہ ۱۹ جون ۱۹۱۲ء میں عرض کیا تھا کہ آپ نے اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۱۱ء کا ملاحظہ فرمایا ہوگا جو آپ کے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ اس کے جواب میں آپ[1] نے ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کو پوسٹ کارڈ ارسال فرمایا۔ کہ ۲۴ مئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہوا ہے۔ میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ. نیاز مند۔ فضل احمد عفاء اللہ عنہ

نمبر۸: پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس۔ سرگودھا۔

حامداً مصلیاً ومسلماً کیم اگست ۱۹۱۲ء

مکرم ومعظم جناب قاضی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں موگا سے تبدیل ہو کر یہاں آ گیا ہوں۔ آج صبح کو پہنچ کر چارج لیا ہے۔ جناب کا کارڈ ملا مشکور فرمایا۔ میں نے مسودہ مذکور ایک عزیز کو نقل کو دیا ہے۔ میرے پاس اس قدر وقت نہ تھا وہ منٹگمری لے گئے ہیں۔ جس وقت وہاں سے پہنچا ارسال خدمت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ والسلام مع الاکرام۔ حضرت قبلہ خان[2] صاحب سے ملاقات ہو تو سلام نیاز پہنچا دیں۔

احقر غلام رسول۔

[1] اس میں پوسٹ کارڈ کے جواب میں ایک مفصل عرض کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتے کہ آپ نے کس بے اعتنائی سے تہدید کہ میں نے اس اخبار کو دیکھ لیا ہے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں یہ دوسرا حصہ اس خط کا ہوگا۔ منہ

[2] خان صاحب محمد بہرام خان صاحب پنشنر انسپکٹر لودیانہ۔

نمبر ۷: نقل پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لودیانہ

باسمہ سبحانہ لودیانہ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء

مکرم و معظم مولوی صاحب۔ بعد مراسم باد جب آنکہ۔ مزاج شریف۔ کیم اگست ۱۹۱۲ء کا نوازش نامہ آپ کا پہنچ کر باعث تسلی ہوا تھا۔ کہ جناب جواب عریضہ ضرور ارسال فرمائیں گے جس نے آج تک (پانچ ماہ) منتظر رکھا۔ مگر اب میں مایوسانہ حالت میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کا جواب آپ دراصل بھیجنا نہیں چاہتے ہیں۔ بہت سے وعدے فرمائے مگر افسوس پورے نہ ہوئے۔ اب یہ آخری عریضہ خدمت عالی میں بھیج کر ملتمس ہوں کہ اگر جناب ایک ہفتہ تک جواب عریضہ ارسال فرما دیں گے تو بہتر۔ ورنہ نیاز مند کو یہ حق ہوگا کہ میری طرف سے جس قدر لکھا جا چکا ہوا ہے اس کے طبع کرانے کا خود کو مجاز سمجھوں۔ اور اگر ایک ہفتہ تک آپ کی طرف سے جواب عریضہ کا پہنچ جائیگا۔ تو میں پھر اس کا جواب الجواب عرض کروں گا۔ مگر میں مایوس ہو چکا ہوں کہ آپ جواب عریضہ ہرگز ارسال نہیں فرما دیں گے۔ کیونکہ عرصہ اڑھائی سال کا گزر چکا ہے۔ آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ پس اب امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے آخری جواب سے مشکور فرما دیں گے۔ اور اجازت بخشیں گے کہ میں اس عریضہ کو طبع کے لئے مطبع میں بھیج دوں۔ میرا اور آپ کا معاملہ خدا کے سامنے ہے۔ اور میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ المنتظر نیاز مند فضل احمد عفا اللہ عنہ

....

نمبر ۹: نقل پوسٹ کارڈ بجواب پوسٹ کارڈ بالا منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس ضلع شاہپور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم.

سرگودھا۔ ۳ جنوری ۱۹۱۳ء

مکرم معظم جناب قاضی صاحب السلام علی من اتبع الهدیٰ. کارڈ پہنچا مشکور فرمایا۔ میں شاید پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ طویل خط کے جواب کے متعلق پہلے پہل تو واقعی میرا خیال تھا کہ جواب میں عرض نہ کروں۔ کیونکہ آپ کی طرف سے نوبت ختم تک پہنچی ہوئی نظر آتی تھی۔ مگر پھر چند در چند وجوہ سے بخوف معصیت آمادہ ہوا۔ اور اسی اکتوبر کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بھروسہ پر جواب لکھنا شروع کر دیا۔ اور اسی دسمبر میں باوجود عدیم الفرصتی کے اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مکمل ہو گیا تھا۔ میں نے ہر چند اختصار کی کوشش کی تاہم جواب بہت ساضخیم صورت کی کتاب بن گیا۔ اب اسے صاف کرنے کی ضرورت تھی۔ جس کے واسطے میرے پاس وقت نہ تھا۔ اور میں طبعاً بھی اپنے لکھے ہوئے کو نقل کرنے سے تکلیف گریزی کرنیوالا ہوں۔ اس لئے مسودہ مذکور پہلے ایک عزیز کو دیا گیا کہ نقل کر دیں۔ جو عرصہ تک ان کے پاس رہا مگر ان کو بھی وقت نہ ملا صرف چند صفحے ہوئے تھے کہ ان سے واپس لینا پڑا۔ پھر شاید جولائی گذشتہ میں ایک اور عزیز نے امید ظاہر کی کہ وہ نقل کر سکیں گے۔ چنانچہ ان کو دیا گیا۔ اگست میں میں ادھر تبدیل ہو آیا۔ اور شاید مجھ سے پہلے ہی منٹگمری تبدیل ہو گئے تھے۔ مجھے اب تک انتظار رہا کہ نقل مکمل کر کے ارسال کریں گے۔ مگر کسی وجہ سے ان سے بھی نہ ہو سکا۔ اور آج پانچ چھ روز ہوئے ہیں کہ مسودہ جوں کا توں معافی کے خط کے ساتھ میرے پاس واپس آ گیا۔ اب اس کی نقل میرے

واسطے آسان کام نہیں۔ کہ میرے پاس وقت نہیں ایک اور عزیز سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ نقل کر دیگا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ میرے نام کو مطبع میں نہ بھیج دیں۔ اور اب بھی عرض ہے کہ میری پوزیشن اور کم علمی اس قابل نہیں ہے۔ میری اصلاح مطلوب ہے۔ تو آپ اپنا فرض ادا کر چکے۔ اور کچھ فرمانا ہو تو وہ بھی فرمالیں۔ اور چاہیں تو جواب کا انتظار نہ کریں۔ ورنہ اختیار ہے۔

غلام رسول۔

....

یادداشت

مولوی صاحب کا یہ آخری خط ہے۔ اس کو بھی اس وقت سوا سال کا عرصہ گزر گیا۔ مگر جواب نہ پہنچا۔ حالانکہ آپ کے پوسٹ کارڈ نمبر ۵ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء سے واضح ہوتا ہے کہ جواب خط تیار ہو گیا ہے۔ اور عزیز غلام مرتضیٰ خاں کو نقل کے واسطے دیا گیا ہے۔ نقل ہونے پر بھیجا جائے گا۔ اس کو بھی سوا تین سال منقضی ہو گئے۔ مگر افسوس اب تک نہ نقل ہو سکا۔ اور نہ میرے پاس پہنچا۔ ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ دراصل کوئی جواب لکھا بھی گیا یا نہیں۔ اگر لکھا گیا تھا تو نقل ہونا دو چار ہفتہ کا کام تھا۔ جس کو سوا تین سال گزر گئے۔ میرا خیال ہے کہ اول تو کوئی جواب لکھا نہیں گیا۔ اور اگر بالفرض کچھ اناپ شناپ لکھا بھی ہو تو کمیٹی نے اس کو پاس نہیں کیا۔ اور نہ اس قابل سمجھا کہ وہ جواب کی حیثیت میں بھیجا جاوے۔ پس اس آخری پوسٹ کارڈ سے ان کا عجز ثابت ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کئی عزیزوں کو نقل کے واسطے دیا گیا۔ مگر کوئی بھی کر نہ سکا غرض یہ ہے کہ کوئی جواب نہیں۔ اسی واسطے انہوں نے لکھ دیا۔ خواہ جواب کا انتظار کریں۔ ورنہ اختیار ہے۔ مگر میں اپنے اس خیال کا ثبوت رکھتا ہوں کہ مولوی صاحب کے جواب کو قادیانی کمیٹی نے پسند نہیں کیا۔ اس لئے عدم میں رہا میں

اپنے دوست مخلص خان صاحب منشی محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر جلال آباد ضلع فیروز پور کا خط نقل کرتا ہوں۔ جو مولوی صاحب کے ضلع میں تعینات ہیں۔ وھو ھذا۔

....

۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء　　　اللہ معکم اینما کنتم　　　جناب مخدومی زاد عنایتہ

السلام علیکم۔ پوسٹ کارڈ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب کا جواب قادیان کی جنرل کمیٹی نے پسند نہیں کیا۔ اس واسطے آپ کے پاس نہیں پہنچا۔ ترمیم تنسیخ ہو رہی ہے۔ اگر مکمل ہو گیا تو بھیج دیں گے۔ اور پھر گویا یہ تمام جماعت کا جواب ہوگا۔ فقط

محمد حسین خاں اودھی

سب انسپکٹر تھانہ جلال آباد

....

خان صاحب نے اس سے بہت پہلے فرمایا تھا کہ میں نے آپ کا خط دیکھا تھا اور اسی وقت میں نے میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر کو کہہ دیا تھا کہ اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکو گے۔ یہ میری پیشن گوئی سمجھو۔ پس خان صاحب کی یہ پیشن گوئی پوری ثابت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اس قدر انتظار یعنی سوا تین سال کے بعد مطبع میں بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ذریعہ ہدایت منکرین بنائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار فضل احمد عفی اللہ عنہ

۱۱ مئی ۱۹۱۲ء مقام ملودیانہ

نوٹ

ماہ اگست ۱۹۱۳ء کو سفر حج و زیارت پیش آیا۔ الحمد للہ والمنۃ ماہ جنوری ۱۹۱۵ء کو واپس آیا۔ اس کے بعد انتظار جواب ہوا۔ اس کے بعد غالباً ماہ مئی یا جون ۱۹۱۵ء کو یہ خط و کتابت کاتب کے حوالہ ہوئی۔ اور مطبع میں انتظام طبع کیا گیا۔

اس کا دوسرا حصہ تیار ہے۔ وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ مطبع میں دیا جاویگا خدا کرے مرزائیوں کو صراط مستقیم حاصل ہو۔

مقام نور پانہ

فقیر نیاز مند فضل احمد عفا اللہ عنہ

۱۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء

از: امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا الحاج قاری حافظ

امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ

- حالاتِ زندگی
- رَدِّ قادیانیت

حالات زندگی

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا قاری حافظ مفتی احمد رضا خاں محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو اتر پردیش کے شہر بریلی میں ایک دینی وعلمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی ''ھدایۃ النحو'' نامی درسی کتاب پڑھنے کے دوران ہی عربی زبان میں اس کی شرح لکھی۔ دس سال کی عمر میں اصول فقہ کی نہایت معرکۃ الآراء ادق واہم کتاب ''مسلم الثبوت'' مصنفہ حضرت محب اللہ بہاری کی بسیط شرح تصنیف فرمائی۔ تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کی عمر میں تمام علوم مروجہ درسیہ سے فراغت حاصل کرکے باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا، اور منصب افتاء کی ذمہ داری سنبھال لی۔ پھر خداداد ذہانت اور زور مطالعہ سے بتدریج مختلف شرقی وغربی علوم کو خود ہی حل فرما کر داد تحقیق پائی۔

بائیس سال کی عمر میں بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے اور پیر مرشد نے فخریہ ارشاد فرمایا:

''قیامت کے روز خدا نے پوچھا کہ آل رسول! دنیا سے کیا لائے ہو؟
تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا۔''

اب تدریس، افتاء اور تالیف وتصنیف کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کی طرف خصوصی توجہ دی۔ مسلمانوں میں پھیلے ہوئے غلط رسم ورواج کو مٹانے کے درپے ہوئے، بدعات وخرافات کے خلاف محاذ قائم کیا اور دوسرے مذاہب کی تردید کے ساتھ ساتھ خود اسلام کے نام پر غیر اسلامی نظریات پھیلانے والے مختلف فرقوں کے رد وابطال میں پوری

تن دہی کے ساتھ مصروف ہوگئے۔

۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کے جانشین جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی، زیب سجادہ 'خانقاہ معظم بہار شریف' کی صدارت میں منعقدہ پٹنہ کے تاریخ ساز اجلاس کے اندر غیر منقسم ہندوستان (موجودہ ہندو پاک اور بنگلادیش) کے سیکڑوں عمائد علماء، مشائخ اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات کی موجودگی میں مجدد مائة حاضرہ (موجودہ صدی کا مجدد) کے خطاب سے فراز ہوئے ___ اور آپ کی جملہ تصانیف جو اس وقت دو سو کے قریب تھیں، ان کا نصف حصہ یعنی تقریباً ایک سو کتابوں کا پہلا ایڈیشن پٹنہ میں مطبع تحفہ حنفیہ نے شائع ہوا۔

۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دوسرے ممالک کے علماء ومشائخ نے بھی آپ کی مجددیت کا برملا اعتراف کیا، اور آپ کو امام الائمہ کے لقب سے یاد کیا۔

۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو آپ نے قرآن کریم کا اردو زبان میں صحیح ترین ترجمہ کنز الایمان عطا فرمایا۔

بارہ جلدوں میں فقہ اسلامی کا عظیم انسائیکلو پیڈیا "**فتاوی رضویه**" عالم اسلام کو عطا فرمایا۔ پھر احیائے علوم و تجدید دین کے ان داخلی امور کی انجام دہی کے ساتھ خارجی امور کی طرف بھی عنان توجہ منعطف کی۔ فلسفیوں کے ہذیانات واضح کیے ___ سائنس کی قد آور شخصیتوں نیوٹن، کاپر نیکس، کیپلر اور آئن سٹائن کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے بعض غلط نظریات کا انھیں کے اصولوں کی روشنی میں رد فرمایا ___ امریکہ کے مشہور منجم پروفیسر البرٹ پورٹا کی غلط پیشین گوئی کی دھجیاں اڑائیں ___ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر ماہر ریاضیات پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے لاینحل سوالوں کو حل فرمایا، جس

کے اعتراف میں ان کو کہنے پر مجبور ہونا پڑا کہ:

"نوبل انعام کی مستحق تو درحقیقت یہ ہستی ہے جو نام و نمود سے دور، کنج خمولی کے اندر بوریائے بے ریائی پہ بیٹھی خوش ہے۔"

وصال:

قمری مہینے کے اعتبار سے ۶۷ سال کچھ ماہ کی عمر پاکر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ کو اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔

امام اهلسنت علیہ الرحمہ کے علوم وفنون

امام اہلسنت کی ایک ہزار سے زائد تصنیفات (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کے جائزہ کے بعد محققین کی جدید تحقیق کے مطابق یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ایک سو سے زائد قدیم و جدید، دینی، ادبی اور سائنسی علوم پر امام اہلسنت علیہ الرحمہ کو دسترس حاصل تھی۔

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے علمی و تحقیقی کہکشاں کے ستاروں کی فہرست:

Recitation of the Holy Quran	قرأت
Phonography Spelling	تجوید
Explanation of Quran	تفسیر
Principal of Explanation	اصول تفسیر
Writership in Different Style of Quranànic Letters	رسم الخط القرآن
Tradition of the Holy Prophet	علم حدیث
Principal of GoD.s	اصول حدیث

Massenger,s Tradion	
Documentry Proof of Traditon	اسانید حدیث
Citation of Althorities	
Cycipedia of Narrator Tradition	اسماء الرجال
Branch of Knowledge Judging Merits	
Critical Examination	جرح و تعدیل
Talk & Put Reterencess of the Tradition	تخریج احادیث
Colloquial Language of Traditions	لغت حدیث
Islamic Law	فقہ
Islamic Jurisprudence	اصول فقہ
Legal Opinion Judcial Verdict	رسم المفتی
Law of Inheritance and Distribution	علم الفرائض
Scholastic Philosophy	علم الکلام
Article of Faith	علم العقائد
....	علم تور

Metaphor	استعارات
Rhetoric	علم البیان والمعانی
Figure of Speach	علم البلاغت (علم صنائع و بدائع)
Dailectics	علم المباحث
Polemic	مناظرہ
Etymology Morphology	علم الصرف
Syntax (Arbic Grammer)	علم النحو
Literature	علم الادب
Science of Prosody	علم العروض
Lim-ul-barr-wal-baher	علم البر والبحر
Arithmetic	علم الحساب
Mathematic	ریاضی
Astronomical Tables	زیجات
Fractional Numeral Maths	تکسیر
Geometry	علم الہندسہ
Algebra	جبر و مقابلہ (الجبرا)
Trigonomatry	مثلثات (مسطح و کروی)
Greek Arithmatic	ارثماطیقی
Almanac	علم التقویم

Logarethim	لوگارتھم
Numerology Cum Literology	علم جفر
Geomancy	رمل
Reckoning of Time	توقیت
....	اوفاق (علم الوفق)
Astrology	نجوم
Study in From of Heaves	فلکیات
Geoglogy	ارضیات
Geodesy Survery(Mensuration)	علم مساحت الارض
Geography	جغرافیہ
Physics	طبیعیات
Metaphysics	مابعد الطبیعیات
Chemistry	کیمیا
Mineralogy	معدنیات
Indigenius System of Medicine	طب و حکمت
Pharmacology	ادویات
Botany(Phytonomy)	نباتات
Statics	شماریات
Political Economy	اقتصادیات

Economics	معاشیات
Finance	مالیات
Trade(Commerce)	تجارت
Banking	بینکاری
Agricultural Study	زراعت
Phontics(Phonology)	صوتیات
Ecology(Environment)	ماحولیات
Politics (Strategy)	سیاسیات
Meteorology	موسمیات
Weighing	علم الاوزان
Civics	شہریات
Practicalism	عملیات
Bio Graphy of Holy Prophet	سیرت نگاری
Citation	حاشیہ نگاری
Composistion	نثر نگاری
Scholia	تعلیقات
Detailed Comments	تشریحات
Research Study	تحقیقات
Critique Philosophy	تنقیدات

ردات	Rejection
شاعری	Poetry
حمد و نعت	Hamd-wa-Naat
فلسفہ (قدیم و جدید)	Phylosophy
منطق	Logic
تاریخ گوئی	Compose Achronogram
علم ایام	....
تعبیر الرویاء	Interpretation of Dreams
رسم الخط (نستعلیق، نسخ و مستقیم)	Calligraphy
اساطیریات	Mythology
(علم الاصنام و دیومالا)	
خطبات	Oratory
مکتوبات	Leeters
پند و نصائح	Homily
اذکار (اوراد و وظائف)	....
نقوش، تعویذات، مربعات	....
تقابل ادیان	
رد مسیحیت	Comparative Relegions
	....

عمرانیات	Socialogy
حیاتیات	Biology
مناقب	Preference Study
علم الانساب	Ethnology
فضائل	Superlative Study
زائچہ بنانا	....
سلوک	... .
تصوف	Mystagogy
مکاشفات	Spritual Study
اخلاقیات	Ethics
تاریخ و سیر	History & Biography
صحافت	Journalism
حیوانیات	Zology
فعلیات	Physiology
علم تخلیق کائنات	Cosmilogy
نفسیات	Psychology
لسانیات	Linguisce (Languages)
نظم عربی و فارسی و	Arabic, Persion, Hindi
ہندی	Poetry/Composition

نثر عربی، فارسی، ہندی	Arabic, Presion & Hindi Composition
ہیئت (قدیم وجدید)	Old & Modern Astronomy
ارضی طبعیات	Geo-Physics
علم خلیات	Cytology
قانون	Law
علم الاحکام	Take & Put Referencess of Ordinancess
علم بین الاقوامی امور	International Affair
علم قیافہ	Physiognomy (Phrevnology)
سالماتی حیاتیات	Molecular Biology

تصانیف

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے علم نے تمام شعبہ ہائے علوم کا اور آپ کی شخصیت نے بحیثیت قائد ورہنما تمام شعبہ ہائے حیات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جناب سید محمد جیلانی بن سید محامد اشرف ایڈیٹر "المیزان" بمبئی امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے تبحر علمی کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"اگر ہم ان کی علمی و تحقیقی خدمات کو ان کی ۶۶ سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر ۵ گھنٹے میں امام احمد رضا ایک کتاب ہمیں دیتے نظر آتے ہیں۔ ایک متحرک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا جو کام تھا امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دے کر اپنی جامع شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے"

(المیزان: امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۹۷۶ء)

تفسیر	الحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ
حاشیہ تفسیر بیضاوی	النفحۃ الفائحۃ من مسک سورۃ الفاتحۃ
حاشیہ تفسیر خازن	نائل الراح فی فرق الریح والریاح
حاشیہ در منثور	الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی
حاشیہ معالم التنزیل	انوار الحلم فی معانی میعاد استجب لکم
تفسیر سورۂ والضحیٰ	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن
تفسیر بسم اللہ	
انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شئی	
الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام	

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن:

ترجمۂ قرآن کنز الایمان امام اہلسنت علیہ الرحمہ کا عظیم کارنامہ ہے، اردو میں چند تراجم براہ راست متن قرآن سے کئے گئے ہیں باقی تمام تراجم یا تو سابقہ تراجم کا ترجمہ و تسہیل ہیں یا تفہیم یا پھر لفظی تراجم سے اپنے اپنے مذاق کے مطابق بامحاورہ کر لیے گئے ہیں ایسے مترجمین عربی میں ناواقف ہیں ___ بہر کیف امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے ترجمۂ قرآن کو یہ امتیاز خاص حاصل ہے کہ وہ تراجم کو نہیں بلکہ متن قرآن کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ بیک وقت زبان عربی کے صاحب طرز ادیب وشاعر اور زبان اردو کے صاحب طرز ادیب وشاعر تھے، زبان وادب کے نشیب وفراز سے باخبر تھے، تفسیر وحدیث پر گہری نظر رکھتے تھے اور مختلف علوم وفنون کے جامع تھے۔ ان کی نظر علوم قرآن کی وسعتوں

اور پہنائیوں پر تھی اس لیے انھوں نے ایسا ترجمہ کیا کہ دورِ جدید کا کوئی علمی انکشاف یا سائنسی تجربہ، ترجمہ کی معنویت کو مجروح نہیں کرسکتا۔ معاشیات، فلکیات کے بعض جدید مسائل سامنے آئے تو ان عقدوں کا حل کنزالایمان میں نظر آیا دوسرے تراجم ساتھ نہ دے سکے

___ کنزالایمان ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں منظرِ عام پر آیا یعنی محدث بریلوی کے وصال سے دس برس قبل۔ یہ وہ دور تھا جب ہر مسلک و مذہب کے اکابر علماء موجود تھے مگر کسی نے کنزالایمان پر حرف گیری نہ کی۔ کنزالایمان پر متعدد علماء اور دانشوروں نے مقالات لکھے ہیں۔

ایک اہلِ حدیث عالم سعید بن عزیز یوسف زئی نے اپنے مقالہ میں کنزالایمان کی ایک اہم خصوصیت پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یہ ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے جس میں پہلی بار اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، علوت، تقدس وعظمت وکبرائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ___ اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روز جزا، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح لفظی ولغوی ترجمے سے کام نہیں لیا بلکہ صاحب ماینطق عن الھویٰ اور ورفعنا

لک ذکرک کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے'' [1]

کنزالایمان پر امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کے خلیفہ صدر الافاضل علامہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حواشی لکھے ہیں جو نہایت مختصر اور جامع ہیں، عنوان ہے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔ یہ کنزالایمان کے ساتھ ہی شائع ہوتے ہیں ___ دوسری زبانوں میں بھی کنزالایمان کے تراجم ہوئے ہیں مثلاً لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہو چکا ہے، دوسرا انگریزی ترجمہ پروفیسر شاہ فرید الحق نے کیا ہے اور اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے جو کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ تیسرا انگریزی ترجمہ مارہرہ (بھارت، یوپی) کے ایک بزرگ کر رہے ہیں ___ اسی طرح سندھی میں مفتی محمد رحیم سکندری نے کنزالایمان کا ترجمہ کیا ہے۔ جو لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے بزرگ نے بھی سندھی میں ترجمہ کیا ہے۔ بنگلہ زبان میں بھی کنزالایمان کا ترجمہ ہوا ہے جو رضا اکیڈمی (چاٹگام) نے قسط وار شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہوئے ہیں، سرتاج حسین رضوی صاحب (بریلوی) نے ڈچ زبان میں ترجمہ کیا۔

اصول تفسیر

حاشیہ الاتقان للسیوطی

رسم خط قرآن

جالب الجنان فی رسم احرف من القرآن

حدیث

حاشیہ صحیح بخاری

حاشیہ صحیح مسلم

حاشیہ جامع ترمذی

1 مولوی سعید بن عزیز یوسف زئی: کنزالایمان اہل حدیث کی نظر میں، ماہنامہ معارف رضا (کراچی) مارچ ۱۹۸۳ء ص ۹۰-۹۹

حاشیہ سنن نسائی
حاشیہ سنن ابن ماجہ
حاشیہ عمدۃ القاری شرح بخاری
حاشیہ فتح الباری شرح بخاری
حاشیہ مسند امام احمد بن حنبل
حاشیہ شرح معانی الآثار للطحاوی
حاشیہ سنن دارمی
حاشیہ تیسیر شرح جامع صغیر للسیوطی
حاشیہ مسند امام اعظم
حاشیہ کتاب الآثار
حاشیہ الخصائص الکبریٰ للسیوطی
حاشیہ کنز العمال
حاشیہ الترغیب والترہیب
حاشیہ القول البدیع للسخاوی
حاشیہ المقاصد الحسنہ
حاشیہ جمع الوسائل فی شرح الشمائل
حاشیہ فیض القدیر شرح جامع صغیر
حاشیہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح
حاشیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

حاشیہ اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث
الموضوعہ
حاشیہ الموضوعات الکبیر للعلی القاری
ابناء الحذاق بمسالک النفاق
تلألؤ الافلاک بجلال احادیث لولاک
سمع وطاعۃ فی احادیث الشفاعۃ
الاحادیث الروایۃ لمدح الامیر معاویۃ
ذیل المدعا لاحسن الوعاء
اسماء الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین
القیام المسعود بتنقیح المقام المحمود

اسانید حدیث

الاجازۃ الرضویۃ لمبجل مکۃ البھیۃ
الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ
النور والبھاء فی اسانید الحدیث وسلاسل
اولیاء اللہ

اصول حدیث

شرح نخبۃ الفکر
الھاد الکاف فی حکم الضعاف

مدارج طبقات الحدیث
الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث
فہو مذہبی
الافادات الرضویۃ (فی اصول الحدیث)
حاشیہ فتح المغیث

تخریج احادیث

حاشیہ نصب الرایہ لتخریج احادیث الہدایہ
النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب
البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص
الروض البھیج فی آداب التخریج

جرح وتعدیل

حاشیہ کشف الاحوال فی نقد الرجال
حاشیہ العلل المتناہیہ

اسماء الرجال

حاشیہ تقریب التہذیب
حاشیہ تہذیب التہذیب
حاشیہ الاسماء والصفات
حاشیہ الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ
حاشیہ تذکرۃ الحفاظ

حاشیہ میزان الاعتدال
حاشیہ خلاصۃ تہذیب الکمال

لغت حدیث

حاشیہ مجمع بحار الانوار للطاہر الفتنی

فقہ

۱۔حاشیہ فتاوی عالمگیری
۲۔حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار
۳۔حاشیہ فتح القدیر لابن الہمام
۴۔حاشیہ بدائع الصنائع
۵۔حاشیہ البحر الرائق
۶۔حاشیہ الجوہرۃ النیرۃ
۷۔جد الممتار علی رد المحتار (خمس مجلدات)
۸۔حاشیہ مجمع الانہر
۹۔حاشیہ مراقی الفلاح
۱۰۔حاشیہ الاسعاف فی احکام الاوقاف
۱۱۔حاشیہ اتحاف الابصار
۱۲۔حاشیہ الاعلام بقواطع الاسلام
۱۳۔حاشیہ الاصلاح شرح الایضاح
۱۴۔حاشیہ فتاوی بزازیہ
۱۵۔حاشیہ تبیین الحقائق

۱۶۔حاشیہ جواہر اخلاطی
۱۷۔حاشیہ جامع الفصولین
۱۸۔حاشیہ جامع الرموز
۱۹۔حاشیہ جامع الصغار
۲۰۔حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ
۲۱۔حاشیہ رسائل الارکان
۲۲۔حاشیہ شفاء الصغار
۲۳۔حاشیہ عنایۃ حلبی (شرح الہدایہ)
۲۴۔حاشیہ العقود الدریہ تنقیح فتاوی الحامدیہ
۲۵۔حاشیہ فوائد کتب عدیدہ
۲۶۔حاشیہ حلیۃ المحلی
۲۷۔حاشیہ خادمی
۲۸۔حاشیہ درر الحکام
۲۹۔حاشیہ منحۃ الخالق شرح کنز الدقائق
۳۰۔حاشیہ غنیۃ المستملی
۳۱۔حاشیہ شرح مسلک متقسط
۳۲۔حاشیہ فتاوی خانیہ
۳۳۔حاشیہ فتاوی سراجیہ
۳۴۔حاشیہ فتاوی خیریہ

۳۵۔حاشیہ فتاوی حدیثیہ
۳۶۔حاشیہ فتاوی زرینیہ
۳۷۔حاشیہ فتاوی غیاثیہ
۳۸۔حاشیہ فتاوی عزیزیہ شاہ عبدالعزیز دہلوی
۳۹۔حاشیہ فتح المعین
۴۰۔حاشیہ معین الحکام
۴۱۔حاشیہ کتاب الخراج
۴۲۔حاشیہ منح الجلیل
۴۳۔اعلام الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام
۴۴۔احکام الاحکام فی التناول من یمن ملّہ حرام
۴۵۔الامر باحترام المقابر
۴۶۔القیامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ
۴۷۔اجود القری لمن یطلب الصحۃ فی اجارۃ القری
۴۸۔انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ
۴۹۔ازین کافل لحکم القعدۃ فی المکتوبۃ و النوافل
۵۰۔انجح الجد فی حفظ المسجد
۵۱۔ابجل ابداع فی حد الرضاع
۵۲۔الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل

۵۳۔الجود الحلو فی احکام الوضو
۵۴۔تنویر القندیل فی اوصاف المندیل
۵۵۔لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام
۵۶۔الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم
۵۷۔نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم
۵۸۔تبیان الوضو
۵۹۔بارق النور فی مقادیر ماء الطہور
۶۰۔برکات السماء فی حکم اسراف الماء
۶۱۔ارتفاع الحجب عن وجوہ قراۃ الجنب
۶۲۔النور المعدل فی حد الماء المستعمل
۶۳۔النمیقۃ الانقی فی فرق الملاقی والملقی
۶۴۔الھنی النمیر فی الماء المستدیر
۶۵۔رحب الساحۃ فی میاہ لایستوی وجہہا وجوفہا فی المساحۃ
۶۶۔ہبۃ الحبیر فی عمق ماء کثیر
۶۷۔النور والنورق لاسفار الماء المطلق
۶۸۔عطاء النبی لافاضۃ احکام ماء الصبی
۶۹۔الدقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والسیلان
۷۰۔حسن التعمم لبیان حد التیمم

۷۱۔سمع الندماء فیما یورث العجز عن الماء
۷۲۔الظفر لقول زفر
۷۳۔المطر السعید علی نبت جنس الصعید
۷۴۔الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید
۷۵۔قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء
۷۶۔الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ
۷۷۔مجلی الشمعۃ لجامع حدث ولمعۃ
۷۸۔سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب
۷۹۔الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر
۸۰۔حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین
۸۱۔نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامۃ
۸۲۔ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال
۸۳۔النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید
۸۴۔القلادۃ المرصعۃ فی نحر الاجوبۃ الاربعۃ
۸۵۔القطوف الدانیۃ لمن احسن الجماعۃ الثانیۃ
۸۶۔تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب
۸۷۔اجتناب العمال عن فتاوی الجہال
۸۸۔وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح

٨٩ـ الهمسر المنجد بان صحن المسجد مسجد
٩٠ـ رعاية المذهبين في الدعاء بين الخطبتين
٩١ـ مايجلي الاصر عن تحديد المصر
٩٢ـ الرد الاشد البهي في هجر الجماعة على الگنگوهي
٩٣ـ بذل الجوائز على الدعاء بعد صلاة الجنائز
٩٤ـ النهي الحاجز عن تكرار صلاة الجنائز
٩٥ـ الهادي الحاجب عن جنازة الغائب
٩٦ـ الحرف الحسن في الكتابة على الكفن
٩٧ـ جلي الصوت لنهي الدعوة امام الموت
٩٨ـ بريق المنار بشموع المزار
٩٩ـ جمل النور في نهي النساء عن زيارة القبور
١٠٠ـ النجمة الفائحة لطيب العين والفاتحة
١٠١ـ اتيان الارواح لديارهم بعد الرواح
١٠٢ـ حيات الموات في بيان سماع الاموات
١٠٣ـ الوفاق المتين بين سماع الدفين واليمين
١٠٤ـ تجلي المشكوة لانارة اسئلة الزكوة
١٠٥ـ اعز الاكتناه في رد صدقة مانع الزكوة
١٠٦ـ رادع التعسف عن الامام ابي يوسف
١٠٧ـ افصح البيان في حكم مزارع هندوستان
١٠٨ـ الزهر الباسم في حرمة الزكوة على بني هاشم
١٠٩ـ ازكى الاهلال بابطال مااحدث الناس في امر الهلال
١١٠ـ طرق اثبات الهلال
١١١ـ البدور الاجلة في امور الاهلة
١١٢ـ نور الادلة للبدور الاجلة
١١٣ـ رفع العلة عن نور الادلة
١١٤ـ الاعلام بحال التجور في الصيام
١١٥ـ تفاسير الاحكام لفدية الصلاة والصيام
١١٦ـ هداية الجنان باحكام رمضان
١١٧ـ العروس المعطار في زمن دعوة الافطار
١١٨ـ صيقل الرين عن احكام مجاورة الحرمين
١١٩ـ انوار البشارة في مسائل الحج والزيارة
١٢٠ـ عباب الانوار ان لانكاح بمجرد الاقرار
١٢١ـ ماحي الضلالة في انكحة الهند وبنجالة
١٢٢ـ هبة النساء في تحقيق المصاهرة بالزنا
١٢٣ـ ازالة العار بحجر الكرائم عن كلاب النار
١٢٤ـ تجويز الرد عن تزويج الابعد

١٢٥ـ البسط المسجل في امتناع الزوجة بعد الوطي للمعجل
١٢٦ـ رحيق الاحقاق في كلمات الطلاق
١٢٧ـ آكد التحقيق بباب التعليق
١٢٨ـ الجوهر الثمين في علل نازلة اليمين
١٢٩ـ اطائب التهاني النكاح الثاني
١٣٠ـ جوال العلو لتبيين الخلو
١٣١ـ رد القضاة الى حكم الولاة
١٣٢ـ الصافية الموحية لحكم جلد الاضحية
١٣٣ـ النصح الحكومة لفصل لخصومة
١٣٤ـ معدل الزلال في اثبات الهلال
١٣٥ـ نقاء النيرة في شرح الجوهرة ملقب به النيرة الوضيئة شرح الجوهرة المضيئة (للامام صالح جمل الليل مكي)
١٣٦ـ الطرة الرضية على النيرة الوضية
١٣٧ـ اجل التحبير في حكم السماع والمزامير
١٣٨ـ اعالي الافادة في تعزية الهند وبيان الشهادة
١٣٩ـ الفقه المجادية عن حلف الطالب على طلب المواثبة
١٤٠ـ احسن الجلوة في تحقيق الميل والذراع والفرسخ والغلوة
١٤١ـ شوارق النسافي حد المصر والفنا
١٤٢ـ لمعة الشمعة في اشتراط المصر للجمعة
١٤٣ـ اراءة الادب لفاضل النسب
١٤٤ـ احكام شريعت سه حصص
١٤٥ـ عرفان شريعت سه حصص
١٤٦ـ امام الكلام في القرأة خلف الامام
١٤٧ـ امنى المشكوة في تنقيح احكام الزكوة
١٤٨ـ الاسد الصؤل
١٤٩ـ بذل الصفالعبد المصطفى
١٥٠ـ باب غلام مصطفى
١٥١ـ بدر الانوار في آداب الآثار
١٥٢ـ ابر المقال في استحسان قبلة الاجلال
١٥٣ـ الكشف شافيا حكم فونو جرافيا
١٥٤ـ تيسير الماعون للسكن في الطاعون
١٥٥ـ تعبیر خواب وہوائے احباب
١٥٦ـ جمل مجلية ان المكروة تنزيها ليس بمعصية
١٥٧ـ الجوهر الثمين فيما تنعقد به اليمين

فتاویٰ رضویہ:

فقہ اسلامی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں بہت سے پیچیدہ اور مشکل مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جسے ایک دو دلیل سے نہیں دس تین براہین سے ثابت بلکہ

سیکڑوں دلائل و براہین سے مزین کر کے پیش فرمایا گیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی عربی عبارتوں کا ترجمہ اور حوالہ جات کی تخریج وتصحیح اور ترتیب وفہارس وغیرہ کا اہم ترین کام دنیائے سنیت کی عظیم شخصیت حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں انجام پایا، جس کی تیس ضخیم جلدیں ہوگئی ہیں۔

اصول فقہ

حاشیۃ الحموی علی الاشباہ والنظائر

حاشیہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت

حاشیہ مسلم الثبوت

التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل

تبویب الاشباہ والنظائر

السیوف المحیقۃ علی غالب ابی حنیفۃ

رسم المفتی

حاشیہ رسائل الشامی (فی رسم المفتی)

اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام

فصل القضافی رسم الافتاء

فرائض

تجلیۃ السلم فی مسائل نصف من العلم

تدم النصرانی والتقیم الایمانی

المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع

طیب الامعان فی تعدد الجہات والابدان

تجوید

الجام الصاد عن سنن الضاد

نعم الزاد لروم الضاد

یسر الزاد لمن ام الضاد

حاشیہ المنح الفکریۃ

عقائد و کلام

۱۔حاشیہ مسایرہ

۲۔حاشیہ مسامرہ

۳۔حاشیہ شرح مواقف

۴۔حاشیہ شرح مقاصد

۵۔حاشیہ خیالی علی شرح العقائد

۶۔حاشیہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ

۷۔الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ

۸۔المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد

۹۔اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والآل والاصحاب

۱۰۔امور عشرین در امتیاز عقائد سنیین

۱۱۔الاهلال بفیض الاولیاء بعد الوصال

۱۲۔اجلی نجوم رجم بر ابلیس النجم

۱۳۔اصلاح النظیر

۱۴۔اکمل المبحث علی اہل الحدث

۱۵۔الاستمداد علی اجیال الارتداد (منظوم)

۱۶۔انتصار الہدیٰ

۱۷۔ازاحۃ العیب بسیف الغیب

۱۸۔انوار المنان فی توحید القرآن

۱۹۔ابراء المجنون عن انتہاکہ علم المکنون

۲۰۔القائے حرمین کا تازہ عطیہ

۲۱۔اظلال السحابۃ باجلال الصحابۃ

۲۲۔اشد الباس علی عابد الخناس

۲۳۔البشری العاجلۃ من تحف آجلۃ

۲۴۔البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ

۲۵۔پیکان جانگداز بر جان مکذبان بے نیاز

۲۶۔التحبیر بباب التدبیر

۲۷۔ثلج الصدر لایمان القدر

۲۸۔تمہید ایمان بآیات قرآن

۲۹۔حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

۳۰۔مبین احکام وتصدیقات اعلام

۳۱۔خلاصہ فوائد فتاویٰ

۳۲۔اللمم الملکیۃ والتسجیلات المکیۃ

۳۳۔مبری تصدیقات مکہ

۳۴۔الفواکہ الہنیۃ والتسجیلات المدینۃ

۳۵۔مدار تصدیقات مدینہ

۳۶۔برکات مدینہ از محمد و شافعیہ

۳۷۔ھدایۃ المتعلمین الی مایجب فی الدین

۳۸۔الجلاء الکامل لعین قضاۃ الباطل

۳۹۔حل خطا الخط

۴۰۔حجب العوار عن مخدوم بہار

۴۱۔حق کی فتح مبین

۴۲۔خالص الاعتقاد

۴۳۔دوام العیش فی الائمۃ من قریش

۴۴۔سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

۱۱۴۔حاشیہ عقائد عضدیہ

۱۱۵۔حاشیہ شرح فقہ اکبر

۱۱۶۔حاشیہ صواعق المحرقہ

۱۱۷۔حاشیہ الفرقہ بین الاسلام والزندقہ

۱۱۸۔حاشیہ تحفۃ الاخوان

مناظرہ

مراسلات سنت وندوہ

ابحاث اخیرہ

اطائب الصیب علیٰ ارض الطیب

یادداشت عبارات سد الفرار

فضائل وسیرت

حاشیہ شرح شفا ملا علی قاری

حاشیہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ

تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء ملقب بلقب تاریخی

اکمال الطامۃ علی شرک سوی بالامور العامۃ

اجلال جبریل بجعلہ خادماً للمحبوب الجمیل

انباء المصطفیٰ بحال سر واخفی

زواہر الجنان من جواہر البیان معروف بہ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

صلات الصفا فی نور المصطفیٰ

عروس الاسماء الحسنیٰ فیما لنبینا من الاسماء الحسنیٰ

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ

قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام

نفی الفیٔ عمن بنورہ انار کل شیٔ

ہدی الحیران فی نفی الفیٔ عن سید الاکوان

طیب المنیۃ فی وصول الحبیب الی العرش والرویۃ معروف بہ منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش والرویۃ

منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب

الموہبۃ الجدیدۃ فی وجود الحبیب

بمواضع عدیدۃ

عروس مملکۃ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

المیلاد النبویہ فی الالفاظ الرضویہ

نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

جمان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج

مناقب

الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی ﷺ

وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق

تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاہلیۃ

احیاء القلب المیت بنشر فضائل اہل البیت

ذب الاہواء الواہیۃ فی باب الامیر معاویۃ

عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام

رفع العروش الخاویۃ من لاب الامیر معاویۃ

جمیل ثناء الائمۃ علیٰ علم سراج الامۃ

فتویٰ کرامات غوثیہ

انجاء البری عن وسواس المفتری

مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم

تاریخ

اول من صلی الصلوات الخمس

اعلام الصحابۃ الموافقین للامیر معاویۃ وام المومنین

جمع القرآن وبم عزوہ العثمان

تصوف

حاشیہ الیواقیت والجواہر

حاشیہ احیاء علوم الدین للغزالی

حاشیہ الابریز

حاشیہ الزواجر

حاشیہ مدخل لابن امیر الحاج

حاشیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ

بوارق تلوح من حقیقۃ الروح

اللطف بجواب مسائل التصوف

کشف حقائق و اسرار دقائق

مقال عرفا باعزاز شرع و علماء

طرد الافاعی عن حمی هادرفع الرفاعی

کشکول فقیر قادری

سلوک

الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابطة

نقاء السلافة فی البیعة و الخلافة

اذکار

الوظیفة الکریمة

شجرہ طیبہ قادریہ برکاتیہ

زهرة الصلاة من شجرة اکارم الهداة

ماقل و کفی من ادعیة المصطفی ﷺ

المنة الممتازة فی دعوات الجنازة

سلسلة الذهب نافیة الارب

ازهار الانوار من صبا صلاة الاسرار

انهار الانوار من یم صلاة الاسرار

اخلاق

اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد

شرح الحقوق لطرح العقوق (حقوق والدین)

مشعلة الارشاد الی حقوق الاولاد

نصائح و مواعظ

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

وصایا شریف

ابانة المتواری فی مصالحة عبد الباری اول

〃 〃 〃 دوم

〃 〃 〃 سوم

مکتوبات

مکتوبات المنت

بعض مکاتیب حضرت مجدد

مکتوبات امام احمد رضا (اول)

خطبات

الخطبات الرضویة فی المواعظ والعیدین والجمعة

خطبات اعلیحضرت

ادب

اکسیر اعظم

حدائق بخشش اول

حدائق بخشش دوم

آمال الابرار و آلام الاشرار

چراغ انس

حضور جان نور

سلام و سیر

سراپا نور

مناقب صدیقہ رضی اللہ عنہا

لطائف قادریہ

حمائد فضل رسول (بنام قصیدتان)

مدائح فضل رسول (رائعتان)

نذر گدا و تہنیت شادی اسرا

ذرائعہ قادریہ

فضائل فاروق

نظم معطر

مشرقستان قدس

نعت و استغاثات

اتحاف العلی لبکر فکر السنبلی

جاه القصیدة البغدادیة معروف به

الزمزمة القمریة

فی الذب عن الخمریة

عذاب اولیٰ بر رداو اذنیٰ

شرح مقاصد قیہ

نحو

شرح ہدایۃ النحو

تبلیغ الاحکام الی درجۃ الکمال فی تحقیق

رسالۃ المصدر والافعال

صرف

حاشیہ علم الصیغہ

لغت

حاشیہ تاج العروس

حاشیہ صراح

فتح المعطی بتحقیق الخاطی والمخطی

عروض

حاشیہ میزان الافکار

تعبیر

حاشیہ تعطیر الانام

اوفاق

الفوز بالآمال فی الاوفاق والاعمال

تکسیر

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

رسالہ در علم تکسیر

۱۵۲ مربعات

حاشیہ الدر المکنون

جفر

الجداول الرضویة للمسائل الجفریة

التواقب الرضویة علی الکواکب الدریة

الاجوبة الرضویة للمسائل الجفریة

اسہل الکتب فی جمیع المنازل

الجفر الجامع

الرسائل الرضویة للمسائل الجفریة

الوسائل الرضویة للمسائل الجفریة

مجتلی العروس ومراد النفوس

توقیت

درأ القبح عن درک الصبح

الانجب الانیق فی طرق التعلیق

تاج توقیت

زیج الاوقات للصوم والصلوٰة

البرہان القویم علی العرض والتقویم

کشف العلة عن سمت القبلة

ترجمہ قواعد تکثیل الملک

جدول ضرب

جدول اوقات

استنباط الاوقات

تسہیل التعدیل

جدول برائے جنتری شصت سالہ

حاشیہ جامع الافکار

حاشیہ خزانۃ العلم

حاشیہ زبدۃ المنتخب

طلوع وغروب نیرین

میول الکواکب وتعدیل الایام

سمت قبلہ

لوگارثم

رسالہ در علم لوگارثم

ستین ولوگارثم

زیجات

حاشیہ برجندی

حاشیہ زلالات البرجندی

مفسر المطالع للتقویم والطالع

حاشیہ زیج بہادر خانی

حاشیہ فوائد بہادر خانی

التعلیقات علی جامع بہادر خانی

التعلیقات علی الزیج الایلخانی

التعلیقات علی الزیج الاجد

تحقیقات سال سیکی

ہندسہ

حاشیہ تحریر اقلیدس

الشکال الاقلیدس لنکس اشکال الاقلیدس

اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا

المعنی المجلی للمغنی والظلی

حاشیہ اصول الہندسہ

حساب

الجمل الدائرة فی خطوط الدائرة

الکلام الفہیم فی سلاسل الجمع والتقسیم

مستویات السہام

حاشیہ خزانۃ العلم

ریاضی

جداول الریاضی

زاویۃ اختلاف المنظر

عزم البازی فی جو الریاضی

کشور اعشاریہ

الکسر العشری

معدن علومی در سنین ہجری عیسوی ورومی

علم مثلث

تلخیص مثلث کروی

رسالہ در علم مثلث کروی

وجوہ زوایا مثلث کروی

رسالہ علم مثلث کروی

ہیأت

حاشیہ شرح چغمینی

مبحث المعادلة ذات الدرجة الثانیة

قانون رویت اہلة

طلوع وغروب کواکب وقمر

الصراح الموجز فی تعدیل المرکز

رویت الہلال

اقمار الانشراح لحقیقة الاصباح

جادة الطلوع والممر للسیارة والنجوم والقمر

حاشیہ کتاب الصور

حاشیہ شرح تذکرہ

حاشیہ طیب النفس

حاشیہ تصریح

حاشیہ علم الہیاۃ

حاشیہ رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف

حاشیہ ماشرح باکورہ

رسالہ صبح

نجوم

زاکی البہاقی قوۃ الکواکب وضعفہا

استخراج تقویمات کواکب

استخراج دول قمر بر راس

رسالہ ابعاد قمر

حاشیہ حدائق النجوم

جبر ومقابلہ

حل المعادلات لقوی المکعبات

رسالہ جبر ومقابلہ

حاشیہ القواعد الجلیلۃ فی الاعمال الجبریۃ

ارثماطیقی

کتاب الارثماطیقی

الجدور فی اوج المجذور

الموہبات فی المربعات

منطق

حاشیہ میر زاہد

حاشیہ اجلال

رسالہ منطق

فلسفہ

نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان

فوز مبین در رد حرکت زمین

الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ

معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین

حاشیہ اصول طبعی

مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید

شتی

حبل الوارد

مقالہ مفردہ

نشاط السکین علی حلق البقر السمین

مرتجی الاجابت لدعاء الاموات

ردِّ قادیانیت

۱۔ جزاء اللہ عدوّہٗ بابائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

اس تصنیف لطیف کا تعارف خود حضرت مصنف قدس سرہٗ کی زبانی سنئے فرماتے ہیں:

"اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی۔ شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی۔ اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا۔ متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اس معنی ظاہر ومتبادر وعموم واستغراق حقیقی تام پر اجماع کیا کہ حضور ﷺ تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلفاً وخلفاً ائمہ مذاہب نے نبی ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث وتفسیر وعقائد وفقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوّہٗ بابائہ ختم النبوّۃ" ۱۳۱۷ھ (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء) میں اس کا مطلب ایمانی پر صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ۱۲۰ حدیثیں، اور تکفیر منکر پر ارشادات ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے تیس نصوص ذکر کیے۔ وللہ الحمد

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ عربی عبارات ج 2)

۲۔ السُّوءُ وَالعِقَابُ علی المسیح الکذّاب (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۱۳۲۰ھ میں امرتسر سے مولانا محمد عبدالغنی نے ایک استفتاء بھیجا۔ سوال یہ تھا کہ ایک مسلمان نے ایک مسلمہ عورت سے نکاح کیا۔ عرصہ تک باہمی معاشرت رہی۔ پھر مرد، مرزائی ہوگیا، تو کیا اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی ہے؟ ساتھ ہی امرتسر کے

متعدد علماء کے جوابات منسلک تھے۔

امام اہلسنّت علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ "السُّوءُ وَالْعِقَابُ عَلَی الْمَسِیْحِ الْکَذَّاب" (جھوٹے مسیح پر عذاب و عقاب) قلمبند فرمایا جس میں دس وجہ سے مرزائے قادیانی کا کفر بیان کر کے فتاویٰ ظہیریہ، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندیہ، برجندی شرح نقایہ اور فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں"۔

پھر سوال کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

"شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لائے، اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ بغیر نکاح جدید کیے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو اور جو اولاد ہو، یقیناً ولد الزنا ہو۔ یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں"　　(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات ج ۱۵)

۳۔ قہرُ الدّیان علی مُرتدٍّ بقادیان　　(۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

یہ رسالہ بھی امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کے رشحات قلم سے ہے اس میں ختم نبوت کے منکر، کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن، جھوٹے مسیح، مرزائے قادیانی کے شیطانی الہاموں کا رد کر کے عظمت اسلام کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۴۔ اَلْمُبِیْنُ خَتْمِ النَّبِیِّیْنَ　　(۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

۱۳۲۶ھ میں بہار شریف سے مولانا ابوالطاہر نبی بخش نے ایک استفتاء بھیجا۔ جس میں دریافت کیا گیا کہ بعض لوگ "خاتم النّبیین" میں الف لام عہد خارجی قرار دیتے ہیں (یعنی حضور ﷺ بعض انبیاء کے خاتم ہیں) اور بعض اسے استغراقی قرار دیتے ہیں (اب مطلب یہ ہوگا کہ آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں) ان میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

امام اہلسنّت علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا آپ فرماتے ہیں:

"جو شخص لفظ خاتم النّبیین میں "النّبیین" کو اپنے عموم و استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے، اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا، جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص"

پھر خاتم النّبیین میں تاویل کی راہ کھولنے والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آج کل قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النّبیین سے ختم شریعت جدیدہ مراد ہے، اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروّج اور تابع ہو کر آئے، کچھ حرج نہیں اور وہ خبیث اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے"۔

۵۔ جبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی　(۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء)

یہ رسالہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے بارے میں ہے کہ ان کے ایک محب و مرید نے خواب میں دیکھا کہ وہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اشرفعلی رسول اللہ پڑھتا ہے اور

درود شریف میں بھی نام محمد ﷺ کی جگہ تھانوی صاحب کا نام لیتا ہے۔ مرید کی اس گمراہی پر تھانوی صاحب نے اس کو تسکین دی۔ اور اپنی بزرگی کے اظہار کے لئے اپنے ماہانہ رسالے میں اس کو شائع بھی کر دیا۔ جب اس بارے میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا جواب جبل الثانوی کی صورت میں تحریر فرمایا اور ان کی بدعقیدگی کی گرفت فرمائی۔

۲۔ الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

یہ رسالہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی آخری تصنیف ہے۔ پیلی بھیت سے شاہ میر خان قادری نے ۳ محرم ۱۳۴۰ھ کو ایک استفتاء بھیجا جس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ "الجُرازُ الدَّیَّانی عَلَی المُرتَدِّ القَادِیَانِی" (قادیانی مرتد پر خدائی شمشیر براں) سپرد قلم فرمایا۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال ہو گیا۔

سائل نے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی۔ جس سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں اور پوچھا تھا کہ اس استدلال کا جواب کیا ہے؟

امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے سات فائدے بیان کیے، جن میں واضح کیا کہ مرزائی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ دراصل مرزا کے ظاہر و باہر کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں جس میں اختلاف آسان ہے۔ پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لئے مفید نہیں، پھر سات وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن سکی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے۔

مذکورہ بالا تمام رسائل فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات کی جلد ۱۴، ۱۵ سے لئے گئے ہیں۔

مرزائے قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے قصر ختم نبوت میں نقب لگانے کی کوشش کی، علمائے اسلام نے حق کو واضح کیا، اور اس کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے جو استفتاء حرمین شریفین کے علماء کے سامنے پیش کیا تھا اس میں مرزا کے خرافات کے ساتھ ساتھ اس قسم کی عبارات کا بھی تذکرہ تھا:۔

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔

اسی طرح یہ عبارت۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

علمائے عرب نے ان عبارات کی بنا پر بھی کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ یہ فتاویٰ "حسام الحرمین" میں چھپ چکے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ عقیدۂ ختم نبوت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ یہ اجماعی اور قطعی عقیدہ اس قدر اہم اور نازک ہے کہ اس سلسلے میں کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

۷۔ حسام الحرمین: (۱۳۲۴ھ)

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خان بریلوی نے ایک استفتاء مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کے علماء اہل سنت کی خدمت میں بھجوایا۔ جس میں چند عبارات کے بارے میں سوال تھا کہ

یہ کفریہ ہیں یا نہیں اور ان کے قائل پر بحکم شریعت کفر کا حکم ہے یا نہیں؟ ان میں سرفہرست مرزائیوں کا ذکر تھا اس استفتاء کے جواب میں حرمین شریفین کے علماء نے بالاتفاق مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کی تکفیر کی۔

بے بنیاد الزام

مخالفین اہل سنت کو جب امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کو بدنام کرنے کے لئے کوئی علمی مواد دستیاب نہیں ہوتا تو یہاں تک کہنے سے باز نہیں آتے:

''مرزا غلام قادر بیگ جو انہیں (امام احمد رضا بریلوی کو) پڑھایا کرتے تھے، نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی تھے''

گزشتہ صفحات میں امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کی ایک جھلک پیش کی جا چکی ہے جو مرزائے قادیانی سے متعلق ہیں۔ ان کے باوجود ایسے گھناؤنے الزام لگانے والوں کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے مواد دستیاب نہیں ہے۔ ورنہ جھوٹے الزامات کا سہارا ہرگز نہ لیتے۔

اس سلسلے میں چند امور قابل توجہ ہیں ابتدائی کتابیں (میزان) منشعب وغیرہ مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھی تھیں جبکہ مخالفین یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہی ان کے استاد تھے۔

مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر بیگ، دینا نگر کا معزول تھانیدار۔ جو بچپن برس کی عمر میں ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔ جبکہ امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کے استاد مرزا غلام قادر بیگ رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے بریلی میں رہے، پھر کلکتہ چلے گئے اور بریلی سے بذریعہ استفتاء رابطہ رکھتے رہے۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں:

''میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم مغفور (مرزا غلام قادر بیگ) کو دیکھا تھا۔ گورا چٹا رنگ، عمر تقریباً اسّی سال، داڑھی، سر کے بال ایک ایک کر کے سفید، عمامہ باندھے رہتے تھے۔ جب کبھی اعلیٰ حضرت کے پاس تشریف لاتے، اعلیٰ حضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ، امرتلالین میں تھا۔ وہاں سے اکثر سوالات طلب بھیجا کرتے۔ فتاویٰ میں اکثر استفتاء ان کے ہیں۔ انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے رسالہ مبارکہ ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' تحریر فرمایا ہے''۔

فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مبارکپور انڈیا جلد سوم کے صفحہ ۸ پر ایک استفتاء ہے جو مرزا غلام قادر بیگ صاحب کا ۲۱/ جمادی الآخر ۱۳۱۳ھ کا بھیجا ہوا ہے۔

ان تفصیلات کے مطابق معمولی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزائے قادیانی کا بھائی اور امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کے استاد قطعاً دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ وہ قادیان کا معزول تھانیدار، یہ مدرس و عالم، وہ بچپن سال کی عمر میں مر گیا یہ اسّی سال کی عمر میں حیات تھے۔ وہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں فوت ہوا، یہ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء میں حیات تھے۔

(''انوار رضا'' ص ۵۱۷)

محمد امین قادری حنفی



جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

(سنِ تصنیف: 1899ء / ۱۳۱۷ھ)

تصنیف لطیف

از: امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از امام اہلسنت امام احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بنایا
تجھے حمد ہے خدایا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخْتُ فِیْہِ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیر پا ہے
کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضاؔ تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

مسئلہ

(از شیخ خدا بخش اہلسنت والجماعت محلہ سوتی گری کی پول، ۱۹ رجب ۱۳۱۷ھ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولید ساکن مشہد کہ اپنے آپ کو سیّد کہلواتا، اپنا عقیدہ بایں طور پر رکھتا ہے کہ حضرت علی وفاطمہ وحسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم کو انبیاء ورسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت وجماعت اولیائے کاملین سے ہے یا غالی رافضی کافر اولیائے شیاطین سے ہے؟ اور جو شخص عقیدہ کفریہ رکھے وہ سیّد ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور اسے سیّد کہنا روا ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب

الحمد للہ رب العلمین وسلام علی المرسلین، ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین وکان اللہ بکلّ شیء علیما، یا من یصلی علیہ ھو وملئکتہ صل علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما امین، ربّ انّی اعوذبک من ھمزات الشیطن واعوذبک ربّ ان یحضرون وصلی اللہ تعالٰی علی خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقًا واخرھم بعثًا والہ وصحبہ والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردۃ الجن وشیطین الانس واعاذنا ابدا من شرھم اجمعین امین۔ (تمام خوبیاں اللہ تعالٰی رب العالمین کو اور سلام تمام رسولوں پر، محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے پچھلے، اور اللہ تعالٰی ہر شے کا عالم ہے۔ اے وہ ذات جس پر اللہ

تعالٰی اور اس کے فرشتوں کے درود اور اس کے آل واصحاب پر اور سلام کامل۔ آمین۔ اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں، اور صلوٰۃ اللہ خاتم المرسلین پر جو تمام انبیاء سے پیدائش میں اول اور بعثت میں ان سے آخر اور اس کی آل واصحاب اور تابعین پر، اور لعنت اور ہلاکت، رسوائی اور ذلت ہو اللہ تعالٰی کی طرف سے سرکش جنوں اور انسانی شیطانوں پر، اور ان سب کے شر سے ہمیشہ ہمیں پناہ دے، آمین۔ت)

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا الٰہ الا اللہ ماننا اللہ سبحنہ وتعالٰی کو احد صمد لا شریک لہ جاننا فرضِ اوّل ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ت) نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنٰی ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران ہے، ولید پلید جس کا قول نجس تر از بول، سوال میں مذکور ضرور ضرور ولی ہے بیشک ضرور مگر حاشا ولی الرحمٰن بلکہ عدو الرحمٰن ولی الشیطان ہے، یہ جو میں کہہ رہا ہوں میرا فتوٰی نہیں اللہ واحد قہار کا فتوٰی ہے، خاتم الانبیاء الاخیار کا فتوٰی ہے، علی مرتضٰے وبتول زہرا وحسن مجتبٰے وشہید کربلا تمام ائمۂ اطہار کا فتوٰی ہے صلی اللہ تعالٰی علی سیدھم ومولاھم وعلیھم وسلم۔

شفاء شریف واعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

یکفر ایضا من کذب بشیئ مما صرح فی القراٰن من حکم او خبر، او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذلک، او شک فی شیئ من ذلک[1] (نیز تکفیر کی جائیگی جس نے قرآن کے صریح حکم یا خبر کی تکذیب کی، یا جس نے علم کے باوجود اس کی نفی کردہ کا اثبات کیا یا اس کے ثابت کردہ کی نفی کی، یا جس نے اس میں شک کیا۔ت)

فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورۃ کالانکار[2] (بدیہی ضروری دینی معلوم چیز میں تردد کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کا انکار کرنا ہے۔ت)

شفاء میں ہے:

وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب او خص حدیثا مجمعا علی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ علی ظاھرہ ولھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام اور وقف فیھم او شک (فی کفرھم) او صحح مذھبھم، وان اظھر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھار ما اظھر من خلاف ذلک اھ[3] مختصرا مزیدا من نسیم الریاض ما بین الھلالین۔ (ایسے شخص کے کفر پر امت مسلمہ کا

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل آخر فی الخطاء مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ص ۳۸۱

[2] فتاوٰی حدیثیہ، باب اصول الدین مطبعہ جمالیہ مصر ص ۱۳۹

[3] الشفاء القاضی عیاض فصل فی بیان ما ھو من المقالات، مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۷۱
نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فی بیان ما ھو من المقالات، دارالفکر بیروت ۴/۵۰۸۔۵۰۹

اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا انکار کرے یا ایسی حدیث جس کے نقل پر یقین ہے اس کی تخصیص کرے حالانکہ اجماع کے مطابق اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے۔ اسی لئے ہم ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو اسلام کے غیر کسی دین والے کی تکفیر نہ کرے یا توقف یا شک کرے (ان کے کفر میں) یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے، اگرچہ ایسا شخص اسلام کا اظہار کرے اور عقیدہ رکھے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کے بطلان کا عقیدہ رکھے اس سبب سے کہ وہ اپنے ظاہر کئے کا خلاف ظاہر کرتا ہے لہٰذا وہ کافر ہے اھ مختصراً، ہلالین کے درمیان نسیم الریاض کی طرف سے زائد ہے۔ت) اسی میں ہے: اجماع علی کفر من لم یکفر کل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیر هم اوشک[1] مختصراً۔ (اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے یا ان کی تکفیر میں توقف یا شک کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے کے کفر پر اجماع ہے مختصراً۔ت)

بزازیہ ودرمختار وغیرہما میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر[2] (جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ت)

بلکہ شخص مذکور پر لازم وضرور ہے کہ اپنے آپ ہی اپنے کفر والحاد وزندقہ وارتداد کا فتوی لکھے، آخر یہ تو بداہۃً ضرورۃً موافقین ومخالفین حتی کہ کفار ومشرکین سب کو معلوم ومسلم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالی عنہم مسلمان تھے، قرآن عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشبہ اسے کلام اللہ جانتے، اس کے ایک ایک حرف کو حق مانتے، اور اسی

[1] الشفاء القاضی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتأولین مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۷۰
[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں تو قطعاً وہ بھی حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قطعاً یقیناً اپنے آپ کو نبی ورسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل وملعون ہی مانتے کہ قول بالمتنافیین کسی عاقل سے معقول نہیں، اب یہ شخص کہ انہیں نبی ورسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب ومبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفر ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رو سے کافر ہے، غرض انہیں رسول کہہ کر اعتقاد ختم نبوت میں سچا جانا تو اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا، اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کرکے کافر ہوا مفر کدھر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الاکبر۔(ف)

ولید کے مقابل ذکر احادیث ونصوص علمائے قدیم وحدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث وعلماء کی کیا قدر جانے، مگر بحمد اللہ تعالی مسلمانوں کے لئے متعدد منافع ظاہر وبیّن ہیں، قرآن وحدیث دونوں ایمان مومن ہیں، احادیث کا بار بار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا، آیہ کریمہ میں وساوس ملعونہ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا، ختم نبوت وخاتم النبیین کے صحیح وصریح معنی بتائے گا، بعض قاسمان کفر ومجون کے اختراع جنون کو مردود وملعون بنائے گا۔ ولید پلید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا، نصوص ائمہ سے اہل ایمان کو صحت فتوی پر زیادہ تر اعتبار واعتماد آئے گا مع ہذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے، ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

بعثت آدم اور ختم نبوت (الاول ویحون اللہ اعون) (ارشادات الہیہ)

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے

ف: اہل بیت کرام خواہ کسی امتی کو نبی ماننے والا خود اپنے اقرار سے بھی کافر ہے۔

اغزش واقع ہوئی عرض کی یا رب اسئلک بحق محمد ان غفرت لی (الٰہی! میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما) ارشاد ہوا: اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا؟ عرض کی: الٰہی! جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا: صدقت یا ادم انہ لا حب الخلق الیّ واذ سألتنی بحقہ فقد غفرت لک ولو لا محمد ما خلقتک[1] زاد الطبرانی وھو اخر الأنبیاء من ذریتک[2] (اے آدم! تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ طبرانی نے یہ اضافہ کیا: وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے ﷺ۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت:

ابو نعیم، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان موسیٰ لما نزلت علیہ التوراۃ وقرأھا وجد فیھا ذکر ھذہ الامۃ فقال یارب انی اجد فی الالواح امۃ ھم الأخرون السابقون فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد[3] (جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اتری اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر

[1] المستدرک للحاکم کتاب التاریخ، استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد ﷺ، دار الفکر بیروت، ۶۱۵/۲
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما جاء فی تحدث رسول اللہ ﷺ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴۸۹/۵

[2] المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۶۴۹۸، مکتبۃ المعارف ریاض، ۲۵۹/۷

[3] دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر الفضیلۃ الرابعۃ، عالم الکتب بیروت ۱۴/۱

پایا عرض کی: اے رب میرے! میں ان لوحوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی، تو یہ میری امت کر، فرمایا: یہ امت احمد کی ہے ﷺ۔)

حضرت آدم علیہ السلام اور سرکارِ دو عالم ﷺ

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لما خلق اللّٰہ ادم اخبرہ ببنیہ فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض فرای نوراً ساطعا فی اسفلھم فقال یا رب من ھذا قال ھذا ابنک احمد و ھو الاول وھو الأخر وھو اول شافع واول مشفع[1] جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی، الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا ﷺ۔

خاتم النبیین:

نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا: بین کتفی ادم مکتوب، محمد رسول اللّٰہ خاتم النبیین[2] ﷺ۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ما ورد فی اصطفائہ علی العالمین الخ دار الفکر بیروت، ۹۱/۲
کنز العمال حدیث ۳۲۰۵۳ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۴۳۷/۱۱

[2] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ذکر ما خص بہ و شرف بہ الخ عالم الکتب بیروت ۱۳۷/۲

محمد ﷺ اور دروازۂ جنت:

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: انه قال اول من یاخذ بحلقة باب الجنة فیفتح له محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قرا آیة من التوراة آخرابا قدما یا نحن الآخرون الاولون [۱] یعنی انہوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازۂ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا، وہ محمد ﷺ ہیں، پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق یعنی امت محمد ﷺ۔

خاتم الانبیاء کی بشارت:

ابن سعد، عامر شعبی سے راوی: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا: انه کائن من ولدک شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامی الذی یکون خاتم الانبیاء [۲] بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو ﷺ۔

یعقوب علیہ السلام و خاتم الانبیاء ﷺ:

محمد بن کعب قرظی سے راوی اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدس، وهو خاتم الانبیاء، واسمه احمد [۳] اللہ ﷻ نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء ﷩ بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ ارسال

[۱] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۱/۳۳۳

[۲] الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاھلیه بمحمد ﷺ دار صادر بیروت، ۱/۱۶۳

[۳] الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاھلیه بمحمد ﷺ دار صادر بیروت، ۱/۱۶۳

فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد ﷺ ہے۔

اشعیاء علیہ السلام اور احمد مجتبیٰ ﷺ:

ابن ابی حاتم، وہب بن منبہ سے راوی: قال اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ اشعیاء انی باعث نبیا امیا افتح به آذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا، مولده بمکة ومهاجره بطیبة وملکه بالشام (وساق الحدیث فیه) الکثیر الطیب من فضائله وشمائله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الیٰ ان قال ولا جعلن امته خیر امة اخرجت للناس (وذکر صفاتهم الیٰ ان قال) اختم بکتابهم الکتب بشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان [۱] الحدیث الجلیل الجمیل. اللہ ﷻ نے اشعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں، اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا، اس کی پیدائش مکے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام، میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں بہتر وافضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

کتب سماوی میں اسم محمد ﷺ:

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسمّی فی الکتب القدیمة احمد و محمد والماحی والمقفی

[۱] الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابن ابی حاتم وابو نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ دار الکتب الحدیثیه، ۱/۳۲، ۳۳
الدر المنثور، بحوالہ ابن ابی حاتم وابو نعیم آیة الذی یجدونه مکتوبا فی التوراة الخ منشورات مکتبه آیة اللہ العظمی قم ایران، ۳/۱۳۲

ونبی الملاحم وحمطایا وفار قلیطا وما ذماذ[1] نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگلی کتابوں میں میرے یہ نام تھے، احمد، محمد، ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والے)، مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر)، حمطایا (حرم الٰہی کے حمایتی) فار قلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے)، ماذماذ (ستھرے، پاکیزہ) ﷺ۔

خاتم الانبیاء ﷺ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی: هبط جبریل فقال ان ربک یقول قد ختمت بک الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم علی منک وقرنت اسمک مع اسمی فلا اذکرنی موضع حتی تذکر معی ولقد خلقت الدنیا واهلها لا عرفهم کرامتک علی ومنزلتک عندی ولو لاک ما خلقت السموات والارض وما بینهما لو لاک ما خلقت الدنیا هذا مختصر[2] جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ، بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا، ﷺ۔

---

[1] الخصائص الکبری، بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب اختصاصہ ﷺ مع دار الکتب الحدیثیہ شارع الجمہوریہ، بعابدین ۱/۱۹۲

[2] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خص بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دار الفکر بیروت، ۲/۱۳۷-۱۳۶

آخر النبیین

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لما اسری بی الی السماء قربنی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنی، وقال لی یامحمد هل غمک ان جعلتک آخر النبیین، قلت لا، قال فهل غم امتک ان جعلتهم آخر الامم قلت لا، قال اخبر امتک انی جعلتهم آخر الامم لافضح الامم عندہ ولا افضحهم عند الامم[1] شب اسریٰ مجھے میرے رب ﷻ نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا: کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں کے پیچھے رکھا، میں عرض کی نہ۔ فرمایا: اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انہیں سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں، والحمد للہ رب العالمین!

رحمۃ للعلمین:

ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ و بزار وابو یعلیٰ وبیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اسرا میں راوی: ثم لقی ارواح الانبیاء، فاثنوا علی ربهم فقال ابراهیم ثم موسیٰ ثم داؤد ثم سلیمن ثم عیسیٰ ثم ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اثنیٰ علی ربہ فقال کلکم اثنی علی ربہ وانی مثن علی ربی الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعلمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا و انزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شئی وجعل امتی خیر امۃ

---

[1] تاریخ بغداد، ترجمہ ۲۵۵۷: عبید اللہ احمد بن محمد الرزیٰ، دار الکتب العربی بیروت، ۵/۱۳۰۔

اخرجت للناس وجعل امۃ وسطا وجعل امتی ھم الاولون وھم الاٰخرون ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحاو خاتما فقال ابراھیم بھذا فضلکم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم انتھیٰ الی السدرۃ فکلمہ تعالٰی عند ذٰلک فقال لہ قد اتخذتک خلیلا وھو مکتوب فی التوراۃ حبیب الرحمٰن ورفعت لک ذکرک فلا اذکر الا ان ذکرت معی وجعلت امتک ھم الاولون والاٰخرون وجعلتک اوّل النبیین خلقا واٰخرھم بعثا وجعلتک فاتحاو خاتما[1] ھذا مختصر ملتقطا۔ یعنی پھر حضور اقدس ﷺ ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے، پیغمبروں نے اپنے رب ﷻ کی حمد کی، ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ بترتیب حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل وخصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب ﷻ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کرچکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انہیں عدل وعدالت واعتدال والی امت کیا اور انہیں کو اوّل اور انہیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ، دیوان نبوت وخاتمہ دفتر رسالت بنایا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے محمد ﷺ تم سے افضل ہوئے پھر حضور ﷺ سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب عز جلالہٗ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے، میں نے تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ سبحٰن الذی اسریٰ ۔۔۔ ، المطبعۃ المیمنۃ مصر ۱۵/۶

امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا ﷺ۔

ارشاداتِ انبیاء وملائکہ واقوالِ علماءِ کتبِ سابقہ

حدیث شفاعت:

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ حدیث طویل شفاعتِ کبریٰ میں فرماتے ہیں: فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الی ربک فلیقض بیننا فیقول انی لست ھناکم انی اتخذت الٰھا من دون اللہ وانہ لا یھمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفض الخاتم، فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیاتونی فاقول انا لھا فاذا اراد اللہ ان یقضی بین خلقہ نادی مناد این احمد وامتہ فنحن الاٰخرون الاولون نحن اٰخر الامم واول من یحاسب، فتفرج لنا الامم عن طریقنا[1] الحدیث ھذا مختصر۔ یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے، پھر جب اللہ ﷻ اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

[1] مسند ابو یعلیٰ حدیث ۲۳۲۸ عبداللہ ابن عباس، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت

احمد اور ان کی امت ﷺ تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

انبیاء کا التجائے شفاعت:

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ ؓ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: فیاتون محمد افیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین ﷺ کے حضور آ کر عرض کریں گے حضور اللہ تعالٰی کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور اذانِ اوّل:

ابونعیم، حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطاء حضرت ابو ہریرہ ؓ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: نزل ادم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان الله اکبر الله اکبر، اشھد ان لا اله الا الله، اشھد ان لا اله الا الله، اشھد ان محمد ارسول الله، اشھد ان محمد ارسول الله، قال ادم من محمد، قال اٰخر ولدک من الانبیاء [2] جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے ہند میں اترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتر کر اذان دی، جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: محمد کون ہیں، کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی (ﷺ)

انشراحِ صدر:

ابونعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور دارمی و ابن عساکر بطریق یونس ھذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمٰن بن غنم اشعری

---

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۸۵/۲

[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ عمرو بن قیس الملائی دار الکتاب العربی بیروت ۱۰۷/۵

ؓ سے موصولاً راوی وھذا لفظ المرسل رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا: انت محمد رسول الله المقفی الحاشر [1] (الحدیث مختصر) حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے ﷺ۔ حدیث متصل میں یوں ہے: جبریل نے اتر کر حضورِ اقدس ﷺ کا شکم چاک کیا، پھر کہا: قلب وکیع فیه اذنان سمیعتان و عینان بصیرتان محمد رسول الله المقفی الحاشر [2] (الحدیث) مضبوط و محکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے، ﷺ

بشارت میلاد الرسول:

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انہوں نے فرمایا، میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ ﷻ نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آ پہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو، تو اس کی پیروی کر لے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگا دی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا نہ انہیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالٰی تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم عن یونس باب ما جاء فی قلبہ الشریف دار الکتب الحدیثیۃ ۱/۱۲۲

[2] الخصائص الکبرٰی باب ما جاء فی قلبہ الشریف ﷺ دار الحدیثیۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۱۲۲

ہو جائے گا، یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے: محمد رسو ل اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ[1] (الحدیث) محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو، ﷺ۔

راہب کا استفسار

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے، ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولاد مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا: اما انہ سوف یبعث منکم و شیکا نبی فسارعوا الیہ و خذوا بحظکم منہ ترشدوا فانہ خاتم النبیین۔ ترجمہ: سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔ ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد

---

[1] الخصائص الکبری باب ما جاء فی قلبہ الشریف ﷺ، دار الحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/۶۲۰
تہذیب تاریخ دمشق، باب تطہیر قلبہ من الغل ہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۳۷۹
الخصائص الکبری بحوالہ ابی نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل، دار الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/۳۶

ﷺ۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا۔[1] انتہی، واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

قبل از ولادت شہادت ایمان

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن مودان ومودون عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختم پناہی ﷺ کی شہادت دیتے، ابن سعد وابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبد المطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کیے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کی شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں

---

[1] الخصائص الکبریٰ بحوالہ البیہقی والطبرانی والخرائطی باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۵۸۔۵۷

سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آ کر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔ فانی بلغت البلاد کلها اطلب دین ابراهیم، و کل من اسأل من الیهود والنصاری و المجوس یقول هذا الدین وراء ک، وینعتو نه مثل ما نعته لک، ویقولون لم یبق نبی غیره۔ ترجمہ: کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا یہود و نصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔ عامر ﷺ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید ﷺ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا قد رأیته فی الجنة یسحب ذیله ا؂ میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

انکار ختم نبوت کی وجوہات

اللہ اللہ اس زمانے کے یہود و نصاریٰ و مجوس نے تو بالاتفاق حضور اقدس ﷺ پر نبوت ختم ہو جانے کی شہادتیں دیں اور آج کل کے کذاب بد لگام مدعیان اسلام یہ شاخسانے نکالیں مگر ہے یہ کہ اس وقت تک ان فرقوں کو نہ حضور پرنور ﷺ سے بغض و حسد تھی، نہ اپنے کسی پیشوا مردود کا سخن مطرود بنانا مراد و مقصد، نہ اپنے کسی سگے بھائی کی بات رکھنی نہ بعد ظہور نور خاتمیت اپنے باپ دادا کی نبوت گھڑ لی، وہ کیوں جھوٹ بولتے جو کچھ علوم انبیاء و اخبار احبار و رہبان و علماء سے پہنچا تھا صاف کہتے تھے، بعد ظہور اسلام ان ملاعنہ کے دل میں حسد و عناد کا پھوڑا پھوٹا اور ان مدعیان اسلام پر قہر ٹوٹا کہ کسی خبیث کا پیشوا خبیث

ا؂ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن سعد وابی نعیم عن عامر بن ربیعہ، باب اخبار الاحبار الخ، دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین ۱/۲۲-۲۱

معاذ اللہ آیہ کریمہ و خاتم النبیین میں خدا کا جھوٹ ممکن لکھ گیا، اب یہ جب تک اپنی سینہ زوری سے کچھ خاتم الانبیاء گھڑ کر نہ دکھائیں اگرچہ زمین کے اسفل السافلین طبقے میں تو گروجی پیشوا کی خدمت ہی کیا ہوئی، ہونہار سپوتوں کی سعادت ہی کیا ہوئی، کسی قاسم کفر و ضلالت قسیم و ماہین حق و ہدایت کا کوئی بھائی للّتا ان نئے مرتدوں کے ہاتھ بک گیا۔ ساتھ خاتم النبیین کا فتویٰ لکھ گیا، اب یہ اگر تازی نبوتوں کا ٹھیکہ نہ لیں ختم نبوت کے معنی متواتر کو مہمل نہ کہیں تو اگلے بھیا کی حمایت ہی کیا ہوئی، اختراعی طبیعت کی جودت ہی کیا ہوئی، کسی مردک کو یہ دھن سمائی کہ سید بنے تو کیا بنے، کوئی گئے تو نبی کا نواسا ہی گئے، باپ چچا کا رشتہ کوئی بات نہیں، پیر جی پوتے نہ بن بیٹھے تو کچھ کرامات نہیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷) ترجمہ: اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت

امام واقدی و ابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس ﷺ کی مدح و تصدیق سنی اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اٹھے جس نے ہمیں محمد ﷺ کے لئے ذلیل و خاضع کر دیا ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں حالانکہ ان سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار ان کے ہمسائے ہیں وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد ﷺ کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اس سے پوچھا: هل بقی احد من الانبیاء آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا: نعم وهو آخر

الانبیاء لیس بینہ وبین عیسیٰ نبی قد امر عیسیٰ باتباعہ وھو النبی الامی العربی اسمہ احمد. ترجمہ: ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسیٰ کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امی عربی ہیں ان کا نام پاک احمد ﷺ۔ پھر اس نے حلیہ شریف ودیگر فضائل لطیفہ ذکر کرکے مغیرہ نے فرمایا: اور بیان کر۔ اس نے اور بتائے، از انجملہ کہا: یخص بمالم یخص بہ الانبیاء قبلہ کان النبی یبعث الی قومہ ویبعث الی الناس کافۃ. ترجمہ: انہیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آکر اسلام لایا۔[1]

میلاد النبی پر خاص تارے کا طلوع

ابونعیم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی، میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا: ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا الکوکب لا یطلع الا بالنبوۃ ولم یبق من الانبیاء الا احمد[2] ترجمہ: یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت ص ۲۲،۲۱

[2] دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت ص ۱۷

الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار مع دارالکتب الحدیثۃ شارع الجمھوریۃ بعابدین ۱/۲۳

کوئی باقی نہیں ﷺ۔

یہودی علماء کے ہاں ذکرِ ولادت

امام واقدی وابونعیم حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی: قال کنا و یھود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکۃ اسمہ احمد ولم یبق من الانبیاء غیرہ وھو فی کتبنا[1] الحدیث یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعتِ نبی

ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی: قال کان احبار یھود بنی قریظۃ والنضیر یذکرون صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انہ نبی وانہ لا نبی بعدہ اسمہ احمد ومھاجرہ الی یثرب فلما قدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ و نزلھا انکروا وحسدوا و بغوا[2] ترجمہ: یہود بنی قریظہ وبنی نضیر کے علماء حضور سید عالم ﷺ کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک

---

[1] الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار مع دارالکتب الحدیثۃ شارع الجمھوریۃ بعابدین ۱/۱۹

دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت ص ۱۷

[2] الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار مع دارالکتب الحدیثۃ شارع الجمھوریۃ بعابدین ۱/۱۷

احمد ہے، ان کی ہجرت گاہ مدینہ، جب حضور اقدس ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لا کر رونق افروز ہوئے یہود براہ حسد و بغاوت منکر ہو گئے۔ فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله علي الكفرين (القرآن الکریم ۲/۸۹) (تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ت)

اہل یثرب کو بشارت میلاد النبی

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے: يا اهل يثرب قد ذهبت والله نبوة بنی اسرائيل، هذا نجم قد طلع بمولد احمد وهو نبی آخر الانبياء و مهاجره الی يثرب[1] اے اہل مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادتِ احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے، ﷺ۔

یوشع کی زبان پر نعتِ رسول

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبد الاشہل میں بات چیت کرنے گیا، یوشع یہودی بولا اب وقت آ گیا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ﷺ حرم سے تشریف لائیں گے ان کا حلیہ و وصف یہ ہوگا، میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا، میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی ﷺ کا ذکر پاک ہو رہا تھا ان میں سے زبیر بن باطا نے کہا: قد طلع الكوكب الاحمر الذی لم يطلع الا لخروج

---

[1] الخصائص الکبری باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۶۸

نبی و ظهوره ولم يبق احد الا احمد وهذه مهاجره[1] ترجمہ: بیشک سرخ ستارہ طلوع ہو کر آیا یہ تارا کسی نبی ہی کی ولادت و ظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے، اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے ﷺ۔

تذییل

ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابو نعیم حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پُر نور ﷺ پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم، کہا: احفظوا ما اقول لكم، ولد هذه الليلة نبی هذه الامة الاخيرة بين كتفيه علامة[2] الحدیث ترجمہ: جو تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے ﷺ۔

ارشاداتِ حضور ختم الانبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء

وفيها انواع نوع فی اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسماءُ النّبی:

اجلّہ ائمہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و امام مالک و امام احمد و ابو داؤد طیالسی و ابن سعد و طبرانی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول

---

[1] الخصائص الکبری باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/۶۶-۶۵

دلائل النبوۃ، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت ص ۸

[2] الخصائص الکبری بحوالہ ابن سعد و الحاکم و البیہقی و ابی نعیم، باب ما ظهر فی ليلة مولده ﷺ دار الکتب الحدیثہ، بعابدین ۱/۱۲۳

اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان لی اسماء انا محمد و انا احمد وانا الماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی[1] ترجمہ: بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی ﷺ نہیں۔ سعد اخیر وا الطبرانی کی روایت میں والخاتم زائد ہے یعنی اور میں خاتم ہوں ﷺ[2]

انا محمّد واحمد:

امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ[3] ترجمہ: میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی ﷺ۔

نبی التوبۃ:

نام مبارک عجب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی و شرح الشفا للقاری

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۲۶۱
شعب الایمان للبیہقی، فصل فی اسماء رسول اللہ ﷺ حدیث ۱۳۹۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۲/۱۴۱

[2] شعب الایمان للبیہقی فصل فی اسماء رسول ﷺ حدیث ۱۳۹۸، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۴۱، الطبقات الکبریٰ ذکر اسماء رسول ﷺ دار صادر بیروت ۱/۱۰۴

[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/۲۶۱

والخفاجی و مرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوۃ و تیسیر وسراج المنیر و حفنی شروح جامع صغیر و جمع الوسائل شرح شمائل ومطالع المسرات ومواہب وشرح زرقانی ومجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالٰی اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں، بعضھا املح من بعض واحلی (ان میں ہر ایک دوسری سے لذیذ اور میٹھی ہے۔ت)

خصائص مصطفٰی ﷺ:

(۱) حضور اقدس ﷺ کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں، مختلف امتیں اللہ ﷺ کی طرف پلٹ آئیں[1] ذکرہ فی مطالع المسرات وقاری فی شرح الشفاء والشیخ المحقق فی اشعۃ اللمعات وعلیہ اقتصر فی المواہب اللدنیۃ شرح الاسماء العلیۃ وقبلہ شارحہا الزرقانی عند سردھا۔ (اس کو مطالع المسرات میں اور ملا علی قاری نے شرح شفاء میں، شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ اور اسی پر مواہب لدنیہ کے شرح اسماء مبارکہ میں اور اس سے قبل اپنے بیان میں شارح زرقانی نے انحصار کیا۔ت)

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی، الشیخ فی اللمعات والاشعۃ، اقول ولیس بالاول فان الہدایۃ دعوۃ وارائۃ و بالبرکۃ توفیق الوصول (اقول یہ چیز اول یعنی ہدایت سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ہدایت دعوت، راستہ

[1] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۰۱
شرح الشفا للملا علی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ ﷺ، دارالفکر بیروت، ۲/۳۹۳
شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الثانی، الفصل الاول حرف ن، دارالمعرفۃ بیروت، ۳/۱۳۹
اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، باب اسماء النبی و صفاتہ ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۴/۳۸۳

دکھانے اور برکت سے وصول مقصود کی توفیق کا نام ہے)

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ الشیخ فی اللمعات واشار الیہ فی الاشعۃ حیث قال بعد ذکر الاولین (شیخ نے لمعات میں اسے ذکر کیا اور اشعہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انہوں نے پہلے دونوں کا ذکر کیا وہاں یہ ہے۔ت) ایں صفت در جمیع انبیاء مشترک ست و در ذات شریف آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از ہمہ بیشتر ووافر وکامل تر ست[1] (ترجمہ: تمام انبیاء میں یہ صفت مشترک ہے اور آنحضرت ﷺ کی ذات میں یہ سب سے زیادہ اور وافر اور کامل تر ہے) صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی، نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالٰی اسی (۸۰) ہماری اور چالیس (۴۰) میں باقی سب امتیں، والحمد للہ رب العلمین۔

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے[2] (الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمع الوسائل والزرقانی فی شرح المواھب (اسے امام نووی نے شرح مسلم، ملا علی قاری نے جمع الوسائل اور زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کیا۔ت)

(۵) اللہ ﷻ کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے[3] شرح المواھب والمناوی فی التیسیر۔

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ ﷺ فصل نمبر ا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۴۹۲

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۶۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انا محمد واحمد ﷺ مکتبہ امام الشافعی ریاض ۱/۳۷۶

(۶) اقول بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا ہے وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے ﷺ۔

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائے گی، سب کے نبی، ہمارے نبی توبہ ہیں[1] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، الفاسی فی مطالع المسرات فجزاہ اللہ معانی المبرات وعوالی المسرات (یہ علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر کیا، اللہ تعالٰی ان کو نیکیوں کا ذخیرہ اور بلند خوشیاں جزا میں عطا فرمائے۔ت)

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں[2]، ای علی وزان قولہ تعالٰی واسئل القریۃ (اللہ تعالٰی کے قول واسئل القریۃ کے انداز پر۔ت) یعنی توابین کے نبی، مطالع المسرات مع زیادۃ منی (مطالع المسرات اور جو کچھ زیادہ ہے وہ میری طرف سے) اقول اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان ہے[3] کما سوغہ المناوی ثم العزیزی فی شروح الجامع الصغیر (جیسا کہ علامہ مناوی نے پھر عزیزی نے الجامع الصغیر کی شرحوں میں ذکر فرمایا۔ت) حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

(۹) ان کی امت توّابین ہیں، وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں،

---

[1] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۲-۱۰۱

[2] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث انا محمد واحمد، مکتبہ امام الشافعی ریاض، ۱/۳۷۶

قرآن ان کی صفت میں التائبون[1] فرماتا ہے، جمع الوسائل، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یا امت کا قتل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع[2] مطالع، اقول وبہ فارق ماقبلہ فلیس فیہ حذف ولا یجوز (میں کہتا ہوں، اس سبب سے وہ پہلے سے جدا ہوا تو اس میں نہ حذف ہے اور نہ یہ جائز ہے۔ت)

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی[3] حفنی علی الجامع الصغیر، کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت وترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی، نبی الرحمۃ ﷺ نے ان کے بوجھ اتار لئے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی کما نطق بہ القران العزیز (جیسا کہ قرآن نے اس کو بیان فرمایا۔ت) جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی، شرح الشفاء للقاری والمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی ومجمع البحار برمز(ن) للامام النووی والذی رأیتہ فی منہاجہ ماقدمت فحسب۔ (ن کی رمز امام نووی کی طرف ہے) اور جو میں نے ان کی کتاب منہاج میں دیکھا وہ میں نے پہلے بیان کر دیا ہے اور بس اقتصر الحنفی فی تقریر ھذا الوجہ علی ذکر الاستغفار فقط فقال لانہ قبل من امتہ التوبۃ بمجرد الاستغفار زاد میرک بخلاف الامم

---

[1] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ دار المعرفۃ بیروت، ۲/۱۸۳

[2] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی ﷺ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ص ۱۰۱

[3] حاشیۃ الحفنی علی الجامع الصغیر علی ھامش السراج المنیر المطبعۃ الازھریۃ المصریۃ مصر، ۲/۹۳

السابقۃ واستدل بقولہ تعالٰی فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول[1] الآیۃ، وقد افردہ العلامۃ القاری فی المرقاۃ وفی شرح الشفا و شدد النکیر علیہ فی جمع الوسائل شرح الشمائل فقال ھذا قول لم یقل بہ احد من العلماء فھو خلاف الامۃ وقد قال وارکان التوبۃ علی ما قالہ العلماء ثلثۃ الندم والقلع والعزم علی ان لا یعود ولا احد جعل الاستغفار اللسانی شرطا للتوبۃ[2] بل اقول رحم اللہ مولانا القاری این فی کلام الحنفی ومیرک ان التوبۃ لا تقبل الا بالاستغفار فضلا عن اشتراط الاستغفار باللسان انما ذکر ان مجرد الاستغفار کاف فی توبۃ ھذہ الامۃ من دون الزام امور اخر شاقۃ جدا کقتل الانفس وغیرہ مما الزمت بہ الامم السابقۃ فلا تشم منہ رائحۃ اشتراط الاستغفار لمطلق التوبۃ وان امعنت النظر لم تجد فیہ خلا فالحدیث الارکان ایضا فان الاستغفار الصادق لا ینشؤ الاعن ندم صحیح والندم الصحیح یلزمہ الاقلاع وعزم الترک ولذا صح عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قولہ الندم توبۃ علا ان المقصود الحصر بالنسبۃ الی ما کان علی الامم السابقۃ من الامر ثم ھذا کلہ لا مساغ لہ فی تقریرا لوجہ بما قررنا کما تری فاعرف ۱۲ منہ۔ حنفی نے اپنی تقریر میں اس وجہ پر استغفار کے ذکر کا اقتصار کیا تو فرمایا آپ کی امت سے صرف استغفار پر توبہ قبول فرمائی، اس پر میرک نے "بخلاف الامم السابقۃ" کا اضافہ کیا انہوں نے دلیل میں اللہ تعالٰی کا قول "اللہ تعالٰی سے استغفار کرو

---

[1] مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی وصفاتہ ﷺ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱۰/۵۰

[2] جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء اسماء رسول ﷺ، دار المعرفۃ بیروت، ۲/۱۸۳

[3] جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء اسماء رسول ﷺ، دار المعرفۃ بیروت، ۲/۱۸۳

اور رسول ان کے لئے استغفار فرمائیں، الآیۃ" ذکر کیا، علامہ قاری نے مرقات اور شرح شفاء میں اس کو ثابت رکھا جبکہ مجمع الوسائل میں اس پر سخت اعتراض کیا اور کہا کہ یہ بات علماء میں سے کسی نے نہ کی تو یہ امت کے خلاف ہے اور فرمایا کہ توبہ کے ارکان علماء کے بیان کے مطابق تین ہیں، ندامت اور چھوڑنا، اور آئندہ نہ کرنے کا عزم، اور کسی نے بھی زبانی استغفار کو توبہ کی شرط نہ کہا ۱ھ، اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی ملا علی قاری پر رحم فرمائے حنفی اور میرک کے کلام میں استغفار کے بغیر توبہ کا قبول نہ ہونا کہاں ہے چہ جائیکہ زبانی استغفار کی شرط ہو، انہوں نے تو یوں کہا ہے کہ اس امت کی توبہ میں صرف استغفار کافی ہے دوسرے شاق امور لازم نہیں مثلاً جانوروں کو قتل کرنا وغیرہ، جو کچھ پہلی امتوں پر لازم کیا گیا اس سے مطلق توبہ کے لئے استغفار کی شرط کی بوتک محسوس نہیں ہوتی، اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو اس میں آپ کوئی خلاف نہ پائیں گے کہ حقیقی استغفار کا وجود حقیقی ندامت کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح ندامت گناہ کا ختم کرنا اور اس کے ترک کا عزم لازم ہے اسی معنی میں حضور ﷺ سے صحیح منقول ہے کہ ندامت توبہ ہے اس کے علاوہ ان کا مقصد پہلی امتوں پر لازم امور کی نسبت سے حصر کرنا ہے، پھر اس وجہ کی تقریر میں اس تمام بیان کا کوئی دخل نہیں ہے جس کی ہم نے تقریر کی جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں، غور کرو ۱۲منہ۔ (ت)

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں: صحیح بخاری میں ہے: میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔[۱] شرح الشفا و المرقاۃ واللمعات والمجمع برموز ط: للطیبی والزرقانی ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیات المقربین (نیکوں کی خوبیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ت) حضور اقدس ﷺ ہر آن ترقی

[۱] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/۳۹۳
مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/۲۹، ۵۰

مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں۔ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولٰی (القرآن الکریم ۹۳/۴) (آپ کے لئے ہر پچھلی ساعت سے دوسری افضل ہے۔ت) جب ایک مقام اجل واعلٰی پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطالع مع بعض زیادات منی[۱]

(۱۲) باب توبہ: انہیں کے امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا شرح الشفاء للقاری[۲]، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود، تو جو ان کے دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں[۳] افادہ الفاسی وبہ استقام کونہ من وجود التسمی بھذا الاسم العلی السمی (یہ فائدہ علامہ فاسی نے بیان کیا اور اس معنی کی بناء پر آپ کی ذات مبارکہ کا اس نام سے مسمّٰی ہونا درست ہے۔ت)

(۱۳) فاتح باب توبہ: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے توبہ کی وہ انہیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلہ توبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مطالع[۴]

(۱۴) کعبے کا خول: وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لئے ہمیشہ مفتوح ہے جب سید عالم ﷺ نے کعب بن

[۱] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۱
[۲] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/۳۹۳
[۳] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ۱۰۱
[۴] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۱

زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لکھا فطر الیہ فانہ لا یرد من جاء تائبا ان کے حضور اڑ کر آ جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے [1]مطالع المسرات، اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں:

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی

والعفو عند رسول اللہ مامول

انی اتیت رسول اللہ معتذرا

والعذر عند رسول اللہ مقبول[2]

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔ توراۃ مقدس میں ہے: لایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر[3] احمد ﷺ بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے رواہ البخاری عن عبداللہ بن عمرو والدارمی وابنا سعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبداللہ بن سلام وابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ وابونعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اس کو

---

[1] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۲

[2] المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ قصیدہ بانت سعاد لکعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار المعرفۃ بیروت ۳/۶

[3] صحیح البخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ الصخب فی السوق، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۵
سنن دارمی باب صفۃ النبی ﷺ، دار المحاسن بیروت ۱/۵

بخاری نے عبداللہ بن عمر اور دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور آخری نے عبداللہ بن سلام سے، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اور ابونعیم نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا۔ ت۔ ولہذا حضور اقدس ﷺ کے اسمائے طیبہ ہیں عفو غفور ﷺ۔

(۱۵) نبی توبہ: اقول وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ قال تعالیٰ: ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (القرآن الکریم ۴/۶۴) اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضور مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پرنور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد واستغاثہ طلب شفاعت کہ حضور اقدس ﷺ اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں، ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں: روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام[1]
ترجمہ: نبی ﷺ ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

(۱۶) وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی، یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے، توبہ ایک نعمت عظمٰی بلکہ اجل نعم ہے، اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا

---

[1] شرح شفاء للقاری علی ھامش نسیم الریاض، الباب الرابع من القسم الثانی، مطبعۃ الازھریۃ المصریۃ مصر ۳/۴۶۴

دینوی، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے یہ سر الوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں ﷺ، یہ خود فرماتے ہیں ﷺ: انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم (ف)[۱] رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون۔ میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور تحقیق کرنے والوں نے اسے ثابت رکھا ہے۔ ت) ان کا رب اللہ ﷻ فرماتا ہے: وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷) ترجمہ: ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

فقیر غفرلہ اللہ تعالی نے اس جانفزا وایمان افروز ودشمن گزا وشیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ وکثیرہ وافرکی تکثیر جمیل اپنے رسالۂ مبارکہ سلطنت المصطفی فی ملکوت الوری میں ذکر کی والحمد للہ رب العلمین۔

(۱۷) اقول وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں انکا نام پاک نام جلالت حضرت عزت جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں ﷺ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ما ذا

[۱] المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ ذکر اسماء النبی ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/ ۶۰۴

ف: ہر نعمت ہر شخص کو نبی ﷺ سے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔

اذنبت؟[۱] ترجمہ: یا رسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے ابوبکر صدیق وعمر فاروق وغیرہما چالیس اجلۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حضور اقدس ﷺ کی طرف کھڑے ہوکر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی: تبنا الی اللہ والی رسولہ[۲] ترجمہ: ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فقیر نے یہ حدیثیں مع جلیل ونفیس بحثیں اپنے رسالہ مبارکہ "الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء" میں ذکر کیں۔

اقول توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہد اطاعت کی تجدید کرکے اسے راضی کرنا، اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ ﷻ کا ہر گنہگار حضور سید عالم ﷺ کا گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالی: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (القرآن الکریم ۴/ ۸۰) ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنی قولنا من عصی اللہ فقد عصی الرسول۔ اس کو عکس نقیض: من لم یطع اللہ لم یطع الرسول، لازم ہے اور ہمارے قول "من عصی اللہ فقد عصی الرسول" کا یہی معنی ہے۔ (ت) اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ ورسول کو راضی کرو۔ قال اللہ تعالی: واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین (القرآن الکریم ۹/ ۶۲) ترجمہ: سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ ورسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

[۱] صحیح البخاری، کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رای منکراً فی الدعوۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۷۷۸

[۲] المعجم الکبیر، حدیث ۱۴۴۳، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۲/ ۹۵ و ۹۶

نسال اللہ الایمان والامن والامان و رضاہ ورضی رسولہ الکریم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ ترجمہ: ہم اللہ تعالٰی سے ایمان، امن وامان، اس کی رضا، اس کے رسول کریم کی رضا چاہتے ہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ (ت) یہ نفیس فوائد کہ استطراداً زبان پر آگئے قابل حفظ ہیں کہ اس رسالے کے غیر میں نہ ملیں گے یوں تو

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

(ہر پھول کا رنگ وخوشبو علیحدہ ہے۔ ت)

مگر میں امید کرتا ہوں کہ فقیر کی یہ تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالٰی چیزے دیگر ہیں وباللہ التوفیق۔

توبہ قبول کرنے والے نبی

امام احمد وابن سعد وابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا: انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمۃ ونبی التوبۃ وانا المقفی وانا الحاشر و نبی الملاحم [1] ترجمہ: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت کا نبی ہوں، میں توبہ کا نبی ہوں، میں سب میں آخر نبی ہوں، میں حشر دینے والا ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

مالکِ لوائے حمد:

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما

[1] الشمائل الترمذی مع جامع الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۵۹۷

مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، دارالفکر بیروت، ۵/۴۰۵

سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی، وانا ماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، فاذا کان یوم القیمۃ کان لواء الحمد معی، وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتھم [1] ترجمہ: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر میں حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میں سب پیغمبروں کا امام اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اسمائے طیبہ خاتم وعاقب ومقفی تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں، علماء فرماتے ہیں اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: قال العلماء معنا ھما (ای معنی روایتی قدمی بالتثنیۃ والافراد) یحشرون علی اثری وزمان نبوتی ورسالتی ولیس بعدی نبی [2] ترجمہ: علماء نے فرمایا ان دونوں یعنی قدمی مفرد اور قدمی تثنیہ کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا حشر میرے پیچھے میری رسالت ونبوت کے زمانہ میں ہوگا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ت)

تیسیر میں ہے

ای علی اثر نوبتی ای زمنھا ای لیس بعدہ نبی [3] (یعنی میری نبوت کے زمانہ کے بعد یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ت) جمع الوسائل میں ہے: قال الجزری

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۷۵۰، باب من اسمہ جابر بن عبداللہ، المکتبۃ الفیصلیہ بیروت، ۲/۱۸۴

[2] شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم، باب فی اسمائہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/۲۶۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان لی اسماء، مکتبۃ امام شافعی الریاض، ۱/۳۲۲

ای یحشر الناس علی اثر زمان نبوتی لیس بعدی نبی[1] (جزری نے فرمایا یعنی لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ت)

دس اسمائے مبارکہ

ابن مردویہ تفسیر اور ابونعیم دلائل میں اور ابن عدی وابن عساکر ودیلمی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان لی عشرۃ اسماء عند ربی انا محمد واحمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب والماحی ویٰس وطٰہٰ[2] ترجمہ: میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں، محمد واحمد وفاتح عالم ایجاد وخاتم نبوت وابوالقاسم وحاشر وآخر الانبیاء وماحی کفر ویٰس وطٰہٰ ﷺ۔ ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ان لی عند ربی عشرۃ اسماء میرے رب کے پاس میرے لیے دس نام ہیں، ازانجملہ محمد واحمد وماحی وحاشر وعاقب یعنی خاتم الانبیاء ورسول الرحمۃ ورسول التوبہ ورسول الملاحم ذکر کرکے فرمایا: وانا المقفی قفیت النبیین عامۃ وانا قثم[3] (میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں کامل جامع ہوں ﷺ۔)

---

[1] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ دار المعرفۃ بیروت، ۱۸۲/۲

[2] الکامل فی ضعفاء، ترجمہ سیف بن وھب، دار الفکر بیروت، ۱۲۷۳/۳

دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثالث، عالم الکتب بیروت، ص ۱۲

تہذیب تاریخ ابن عساکر، باب معرفۃ اسمائہ ﷺ دار احیاء التراث العربی بیروت: ۲۷۵/۱

[3] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ وھب بن وھب بن کثیر بن عبداللہ بن زمعۃ، دار الفکر بیروت، ۲۵۲۷/۷

تنبیہ

یہ حدیث ابن عدی نے مولٰی علی وام المؤمنین صدیقہ واسامہ بن زید وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت کی، کما فی مطالع المسرات فان کان کلھا عاقب او مقفی ونحوھما کانت خمسۃ احادیث۔ (جیسا کہ مطالع المسرات میں ہے تو اگر تمام میں عاقب یا مقفی وغیرہما ہوں تو پانچ احادیث ہوئیں۔ت)

الحاشر والعاقب:

حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، سید المرسلین ﷺ کنیسۂ یہود میں تشریف لے گئے، میں ہمرکاب تھا فرمایا اے گروہ یہود! مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دیتے والے ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ ﷻ سب یہود سے اپنا غضب (یعنی جس میں وہ زمانہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ وباؤا بغضب من اللہ فباؤا بغضب علی غضب (القرآن الکریم ۲/۶۱، ۹۰) (اور خدا کے غضب میں لوٹے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے۔ت) اٹھا لے گا، یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور نے فرمایا: ابیتم فواللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفٰی امنتم او کذبتم[1] ترجمہ: تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں نبی مصطفٰی ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسول جہاد:

ابن سعد، مجاہد مکی سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ انا الملحمۃ انا المقفی والحاشر[2] ترجمہ: میں محمد

---

[1] المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، مطبع دار الفکر بیروت، ۴۱۵/۳

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر اسماء الرسول ﷺ، دار صادر بیروت، ۱۰۵/۱

واحمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں، میں رسول جہاد ہوں، میں خاتم الانبیا ہوں، میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں ﷺ۔

نوع اٰخر

هو الاوّل والاٰخر والظاهر والباطن (القرآن الکریم ۵۷/۳)

وہی ہیں اوّل وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر

انہیں سے عالم کی ابتدا ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: نحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمة[1] ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔ مسلم وابن ماجہ ابوہریرہ وحذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: نحن الاٰخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیٰمة المقضی لهم قبل الخلائق[2] ترجمہ: ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔ دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان الله ادرک بی الاجل المرجو واختار لی اختیار افنحن الاٰخرون ونحن السابقون یوم القیٰمة[3] ترجمہ: بیشک اللہ نے مجھے مدت اخیر وزمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہمیں روز قیامت سب سے اگلے ﷺ۔ اس حدیث میں نسخ مختلف ہیں بعض میں یوں ہے: ان الله ادرک بی الاجل المرحوم و اختصر لی اختصارا[4] ترجمہ: مجھے

[1] صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب فرض الجمعة، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۱۲۰
صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضیلة یوم الجمعة، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۲۸۲

[2] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضیلة یوم الجمعة، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۲۸۲

[3] کنز العمال بحوالہ الدارمی، حدیث ۳۲۰۸۰، موسسة الرسالة بیروت، ۱۱/۴۳۲

[4] سنن الدارمی باب ۸، ما اعطی النبی ﷺ من الفضل، دار المحاسن للطباعة مصر، ۱/۳۲

اللہ ﷻ نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لئے کمال اختصار فرمایا۔ اس اختصار کی شرح وتفسیر پانچ وجہ منیر پر فقیر نے ۱۳۰۵ھ میں اپنے رسالہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" میں بیان کی۔

آخر زمان اور اولین یوم قیامت:

اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابوبکر ابن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: لا والذی اصطفٰی محمدا علی البشر لا افارقک ترجمہ: قسم اس کی جس نے محمد ﷺ کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی بولا: واللہ! خدا نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے طمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: عمر! تم اس طمانچہ کے بدلے اسے راضی کردو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی! آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، نوح نجی اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ ہیں وانا حبیب اللہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مؤمن ہے اور میری امت کو مؤمنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانہ میں پہلے ہو ونحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمة اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو[1] ﷺ۔

[1] المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث ۱۱۸۵۱، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، ۱۱/۵۱۱

دریائے رحمت:

بیہقی شعب الایمان میں ابوقلابہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انما بعثت فاتحا وخاتما[1] میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا اور نبوت ورسالت ختم کرتا ہوا۔

آخرین بعثت:

ابن ابی حاتم وبغوی وثعلبی تفاسیر اور ابو اسحٰق جوزجانی تاریخ اور ابونعیم دلائل میں بطریق عدیدہ عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مسنداً اور ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم کی تفسیر میں فرمایا: کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث[2] ترجمہ: میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔ قتادہ نے کہا: فبدأ بی قبلھم۔ اسی لئے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پرنور کا نام پاک لیا، ﷺ۔

تذییل:

ابوسہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت

[1] بیہقی شعب الایمان، حدیث ۵۲۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۳۰۸

[2] تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ حدیث ۱۷۵۹۲ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ ۹/ ۳۱۱۲

تفسیر بغوی المعروف معالم التنزیل علی ہامش الخازن، تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ مصطفی البابی الحلبی مصر ۵/ ۲۳۳

سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہوا، فرمایا: ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی اٰدم من ظھورھم ذریاتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من قال بلیٰ ولذٰلک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر یبعث[1] ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روزِ میثاق نکالیں اور انہیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں، تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے کلمہ بلیٰ عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی ﷺ کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے ﷺ۔

حضرت فاروق کا طریق نداء وخطاب بعد از وصال:

شفاء شریف امام قاضی عیاض واحیاء العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابوعبداللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابوالعباس قصار ومواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بعد وفات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات جو فضائل عالیہ حضور پرنور ﷺ حضور کو نداء وخطاب کرکے عرض کئے ہیں انہیں میں گزارش کرتے ہیں: بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک اٰخر الانبیاء وذکرک فی اولھم، فقال اللہ تعالیٰ واذاخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح[2] الاٰیۃ۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو

[1] الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی سہل باب خصوصیتہ النبی ﷺ بکونہ اول النبیین فی الخلق، دار الکتب الحدیثہ بعابدین ۱/ ۹

[2] المواہب اللدنیہ، باب وفاتہ ﷺ، مکتب الاسلامی بیروت، ۴/ ۵۵۵

کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن (مریم سے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔)

حضرت جبرائیل سلام کہتے ہیں:

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفاء شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا: السلام علیک یا ظاهر، السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ ﷻ کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں، جبریل نے عرض کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام وصف سے حضور کے نام وصف مشتق فرمائے۔ وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالأخر لانک اخر الانبیاء فی العصور خاتم الانبیاء الیٰ اخر الامم. ترجمہ: حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت وفضیلت کو تمام اہل سماوات وارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا

جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجا ہو، اللہ حضور پر درود بھیجے۔ فربک محمود وانت محمد وربک الاول والأخر والظاهر والباطن وانت الاول والأخر والظاهر والباطن. پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: الحمدلله الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی. ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمسانی عن ابن عباس[1]۔ ترجمہ: سب خوبیاں اللہ ﷻ کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔ علی قاری نے شرح شفاء میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تلمسانی نے ابن عباس سے روایت کیا (ت)۔ اقول ظاهره انه اخرجه بسنده فان الاسناد ماخوذ فی مفهوم الروایة کما قاله الزرقانی فی شرح المواهب ولعل الظاهر ان فیه تجریدا والمراد اورد وذکر والله تعالیٰ اعلم۔ اقول (میں کہتا ہوں) اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ تخریج کیا ہے کہ اسناد روایت کے مفہوم میں ماخوذ ہے جیسا کہ زرقانی نے شرح مواہب میں فرمایا ہو سکتا ہے کہ ظاہر اس میں تجرید ہو (اسناد ماخوذ نہ ہو) اور صرف وارد کرنا اور ذکر کرنا مراد ہو۔ (ت)

نوع آخر خصوص نصوص ختم نبوت:

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ ﷺ سے ہے: فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی

---

[1] شرح الشفاء لعلی قاری علی هامش نسیم الریاض فصل فی اسماء رسول الله ﷺ دارالفکر بیروت، ۲/۴۲۵

الارض مسجدا و طهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون[1]۔

ترجمہ: میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کئے گئے ﷺ۔

خاتم النبیین:

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا شافع ومشفع ولا فخر[2] ترجمہ: میں تمام رسولوں کا پیش رو ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بطور فخر ارشاد نہیں کرتا ﷺ۔

احمد و حاکم و بیہقی و ابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انی مکتوب عنداللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینته[3] ترجمہ: بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد، باب مواضع الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۱۹۹

[2] سنن الدارمی، حدیث ۵۰، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل دارالمحاسن قاهرہ مصر، ۱/۳۱

[3] المستدرک کتاب التاریخ، ذکر اخبار سید المرسلین ﷺ، دار الفکر بیروت، ۲/۶۰۰
کنز العمال حدیث ۳۲۱۱۴، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۱/۴۳۹

لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سرو تن بآب و گل داشت
کو حکم بملک جان و دل داشت

(حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے جبکہ حضور ﷺ بحکم خداوندی جان و دل سے سرفراز تھے۔ت)

لوح محفوظ پر شہادت ختم نبوت:

مواہب لدنیہ و مطالع المسرات میں ہے: اخرج مسلم فی صحیحه من حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه قال ان اللہ عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنة فکان عرشه علی الماء، ومن جملة ما کتب فی الذکر وهو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین۔ یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین و آسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں ﷺ۔ ثم قال بعد هذا فی المواهب وعن العرباض بن ساریة، فذکر الحدیث المذکور انفا و قال بعده فی المطالع وغیر ذلک من الاحادیث[2] اه وقال الزرقانی بعد قوله ان محمدا خاتم النبیین فان قبل الحدیث یفید سبق العرش علی التقدیر وعلی کتابة

[1] المواهب اللدنیة باب سبق نبوته، المکتب الاسلامی بیروت، ۱/۵۷
، مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۹۸

[2] مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۹۸

محمد خاتم النبیین[1] الخ فافادوا جمیعا انه بتمامه حدیث واحد مخرج هکذا فی صحیح مسلم والعبد لضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیه الا الی قوله وکان عرشه علی الماء وبهذا القدر عزاه له فی المشکوٰة والجامع الصغیر والکبیر وغیرها واللہ اعلم۔ ترجمہ: پھر اس کے بعد مواہب میں فرمایا اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ابھی مذکور حدیث کو ذکر کیا اور اس کے بعد مطالع المسرات میں فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں ہے اھ، اور علامہ زرقانی نے اپنے قول ''تحقیق محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں'' کے بعد فرمایا اگر اعتراض ہو کہ حدیث سے عرش کی تخلیق، التقدیر اور محمد خاتم النبیین لکھنے سے قبل کا فائدہ دے رہی ہے الخ تو ان سب نے افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب ایک حدیث ہے جس کو صحیح مسلم میں تخریج کیا ہے جبکہ اس عبد ضعیف نے صحیح مسلم کی کتاب القدر کو دیکھا تو اس میں صرف ان کا قول یہ پایا ''وکان عرشه علی الماء'' اس کا عرش پانی پر تھا'' اور اسی قدر کو مشکوٰۃ میں صحیح مسلم و جامع صغیر و کبیر وغیرہا کی طرف منسوب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے۔

عمارت نبوت کی آخری اینٹ:

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابوہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین ﷺ فرماتے ہیں: مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، المقصد الاول، دار المعرفة بیروت، ۱/۳۱

اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل[1] وفی لفظ للشیخین فانا اللبنة وانا خاتم النبیین[2] ترجمہ: میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرنے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں ﷺ۔ امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اول الرسل ادم و اخرهم محمد[3] سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد ﷺ۔

سوسمار کی گواہی:

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی و ابونعیم کتاب دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس ﷺ مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلۂ بنی سلیم کا آیا سوسمار شکار کر کے لایا تھا وہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات و عزیٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پرنور ﷺ نے جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا:

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ باب فضائل سید المرسلین ﷺ مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۱۱

[2] صحیح البخاری، باب خاتم النبیین، قدیمی کتب، کراچی ۱/۵۰۱

صحیح مسلم، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۴۸

[3] نوادر الاصول حکیم ترمذی

لبیک وسعدیک یا زین من وافی یوم القیمۃ۔ میں خدمت وبندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔ حضور نے فرمایا: من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی: الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عذابہ۔ ترجمہ: وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔ فرمایا: من انا؟ بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی: انت رسول رب العلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقد خاب من کذبک۔ ترجمہ: حضور پروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم، جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا نامراد رہا۔ اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے، خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اشهد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ[1] (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ت) یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام الطیب واکثر۔ یہ حدیث امیر المؤمنین مولیٰ علی وام المؤمنین عائشہ صدیقہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات سے بھی آئی۔ کما فی الجامع الکبیر والخصائص الکبریٰ ولم اقف علی الفاظهم فان اشتملت جمیعا علی لفظ خاتم النبیین کانت اربعۃ احادیث۔ ترجمہ: جیسا کہ جامع کبیر اور خصائص کبریٰ میں ہے میں نے ان کے الفاظ نہ پائے اگر ان سب کے الفاظ خاتم النبیین کے لفظ پر مشتمل ہوں تو یہ چار احادیث ہوگئیں۔

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم، ذکر الظبی والضب، عالم الکتب بیروت ۲/۱۳۴

تذییل:

ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ انہوں نے فرمایا: بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین[1] حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں ﷺ۔

تذییل:

طبرانی معجم اور ابو نعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں: اجعل شرائف صلوتک ونوامی برکاتک و رافۃ تحننک علی محمد عبدک ورسولک الخاتم لماسبق والفاتح لما اغلق[2] ترجمہ: الٰہی! اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد ﷺ پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے ﷺ۔

ف: نوع آخر نبوت گئی، نبوت منقطع ہوئی۔

ولا نبی بعدی:

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی ولا نبی بعدی[3] انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے، جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۰۵

[2] المعجم الاوسط حدیث ۹۰۸۵، مکتبۃ المعارف الریاض ۱۰/۳۶

ف: نوع چہارم نبوت منقطع ہوئی اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

[3] صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۱

آتا میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔ احمد و ترمذی وحاکم بسند صحیح بر شرط صحیح مسلم کما قاله الحاکم واقره الناقدون (جیسے حاکم نے کہا ہے اور محققین نے اسے ثابت رکھا ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی [1] ترجمہ: بیشک رسالت ونبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ نبی ﷺ۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لم یبق من النبوة الا المبشرات الرؤیا الصالحة [2] نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔ طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحة یراها الرجل او تری له [3] ترجمہ: نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ احمد وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ذهبت النبوة وبقیت المبشرات [4] ترجمہ: نبوت گئی اور بشارتیں باقی ہیں۔ صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سر انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے

[1] جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ذهبت النبوة، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۵۱

[2] صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب مبشرات، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۳۵

[3] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۳۰۵۱ مکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/۱۷۹

[4] سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحة، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۶

ارشاد فرمایا: یا ایها الناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرؤیا الصالحة یراها المسلم او تری له [1] ترجمہ: اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے:

احمد و ترمذی وحاکم بتصحیح و رویانی وطبرانی وابویعلیٰ حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی وابن عساکر اور خطیب کتاب رواۃ مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ بن مالک وحضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب [2] ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ عنہ۔

تذییل:

صحیح بخاری شریف میں اسمٰعیل بن ابی خالد سے ہے: قلت لعبدالله بن ابی اوفیٰ رضی الله تعالی عنهما أرایت ابراهیم ابن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی الله تعالی علیه وسلم نبی عاش ابنه ولکن لا نبی بعده [3] ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول ﷺ کو دیکھا تھا، فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے، مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ امام احمد کی روایت انہیں سے یوں ہے میں نے

[1] سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحة، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۷-۲۸۶

[2] جامع الترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۰۹

[3] صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب من سمی باسماء الانبیاء، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۴

حضرت ابن ابی اوفی کو فرماتے سنا: لو کان بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی مامات ابنه ابراهیم [1] ترجمہ: اگر حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

تذییل:

امام ابوعمر ابن عبدالبر بطریق اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس ﷺ سے راوی انہوں نے فرمایا: کان ابراهیم قد ملأ المهد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم اخر الانبیاء [2] ترجمہ: حضرت ابراہیم اتنے ہوگئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔

فائدہ:

اس کی اصل متعدد احادیث مرفوعہ سے ہے، ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبداللہ وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لو عاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا [3] (ترجمہ: اگر ابراہیم

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل، بقیہ حدیث حضرت عبداللہ ابن اوفی، دار الفکر بیروت، ۳۵۳/۴

[2] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیہ بحوالہ اسماعیل بن عبدالرحمن عن انس، المقصد الثانی، دار المعرفۃ بیروت، ۲۱۶/۳۔۲۱۵

ف: حدیث ولو عاش ابراهیم لکان نبیا [2] والبحث علیہ۔ حدیث "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے" کی تحقیق اور اس پر بحث سے متعلق یہ کہنا ہے (ت۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر، باب ذکر بنیہ وبناتہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۲۹۵/۱)

[3] کنز العمال بحوالہ الباوردی عن انس وابن عساکر حدیث ۳۲۲۰۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۴۶۹/۱۱

زندہ رہتا تو صدیق پیغمبر ہوتا) وبه انجلی ما اشتبه علی الامام النووی مع جلالة شانه، وسعة عرفانه، اما ما قال الامام ابوعمر بن عبدالبر لاادری ما هذا فقد کان ابن نوح غیر نبی ولو لم یلد النبی الانبیاء کان کل احد نبیا لانهم من ولد نوح قال اللہ تعالٰی وجعلنا ذریته هم الباقین۝ [1] فاجابوا عنه بان الشرطیة لا یلزمها الوقوع اقول نعم لکنها لا شک تفید الملازمة فان کانت مبینة علی ان ابن نبی لایکون الانبیاء لزم ما الزم ابو عمرو لا مفر فالحق فی الجواب ما اقول من عدم صحة قیاس الانبیاء السابقین وبنیهم علی نبینا سیّد المرسلین وبنیه صلی اللہ تعالٰی علیه وعلیهم وسلم فلو استحق ابنه بعده النبوة لا یلزم منه استحقاق ابناء الانبیاء جمیعا هکذا رأیتنی کتبت علی هامش نسختی التیسیر ثم رأیت العلامة علی القاری ذکر مثله فی الموضوعات الکبیر فللّٰه الحمد وقد اخرج الدیلمی عن انس بن مالک ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم نحن اهل بیت لایقاس بنا احد [2] علی انی اقول لا نسلم ان الحدیث یحکم بالنبوة بل انبأعما تکامل فی جوهر ابراهیم من خصائل الانبیاء وخلال المرسلین بحیث لو لم یسد باب النبوة لنا لکان نبیا تفضلا من اللہ لا استحقاقامنه فان النبوة لایستحقها احد من قبل ذات لکن اللہ تعالٰی یصطفی من عباده من تم و کمل صورة ومعنی ونسبا وحسبا وبلغ الغایة القصوی من کل خیر واللہ اعلم حیث یجعل

---

[1] الاسرار المرفوعہ بحوالہ ابن عبدالبر فی التمہید، حدیث ۳۲۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۱۹۱

[2] الفردوس بمأثور الخطاب، حدیث ۶۸۳۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲۸۳/۴

رسالته فاذن الحديث على وزان ما مر لو كان بعدی نبی لکان عمر[1]، واللہ تعالی اعلم۔ اس سے امام نووی کو درپیش ہونے والا اشتباہ ختم ہو گیا، باوجودیکہ ان کی شان اجل ہے اوران کا عرفان وسیع ہے لیکن امام ابوعمر بن عبدالبر نے جو یہ فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا، حالانکہ نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہ ہوئے، اور اگر یہ ہوتا کہ نبی سے نبی ہی پیدا ہو تو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ بھی تو نوح علیہ السلام کی اولاد تھے، کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رکھا، اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ کسی شرطیہ قضیہ کو وقوع لازم نہیں ہے اقول (میں کہتا ہوں) ہاں درست ہے لیکن بے شک شرطیہ، ملازمہ کا فائدہ ضرور دیتا ہے اگر یہ قضیہ شرطیہ اس معنی پر مبنی ہو کہ نبی کا بیٹا ضرور نبی ہی ہوتا ہے تو ابوعمر کا الزام لازم آئے گا جس سے مفر نہیں ہے تو جواب میں حق وہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ انبیاء سابقین اوران کے بیٹوں کا قیاس ہمارے نبی سید المرسلین اوران کے صاحبزادوں پر درست نہیں، اللہ تعالی ہمارے نبی اور سب انبیاء پر درود وسلام فرمائے پھر اگر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا بیٹا نبوت کا مستحق ٹھہرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی تمام انبیا کے بیٹے بھی نبوت کے مستحق ہوں، میں نے اپنی تیسیر کے نسخے پر یونہی حاشیہ لکھا بعدازاں میں نے علامہ ملا قاری کو موضوعات کبیر میں اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پایا فللّٰه الحمد۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اہلبیت پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کہ مذکورہ حدیث نبوت کا حکم بیان کررہی ہے، یہ بات ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ حدیث مذکور حضرت کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خبر دے رہی ہے کہ ان میں انبیاء علیہم السلام جیسے خصائل واوصاف تھے کہ اگر ہمارے لئے

[1] جامع الترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۰۹

نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ اللہ تعالی کے فضل محض سے نبی ہوتے نہ کہ بطور استحقاق نبی بنتے؛ کیونکہ کوئی بھی اپنی ذات میں نبوت کا استحقاق نہیں رکھتا لیکن اللہ تعالی نبوت کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے کو منتخب فرماتا ہے جو صورۃً ومعنیً نسباً وحسباً ہر اعتبار سے تام وکامل ہو اور ہر خیر میں انتہائی مرتبہ کو پہنچا ہو، اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ کہاں رسالت بنائے تو حدیث مذکور کی دلالت وہی ہے جو "لو كان بعدی نبیا لکان عمر" الحدیث کی دلالت ہے، واللہ تعالی اعلم۔

نوع آخر (ف)

بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی آلہ الکرام جو کسی کے لئے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحق لعنت وعذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ اور احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، وهذا حديث ثوبان، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انه سيكون في امتی كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبی وانا خاتم النبيين لا نبی بعدی[1]، ولفظ البخاری دجالون كذابون قريبا من ثلثين[2] (عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا (دعوی) کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ (اور بخاری کے الفاظ ہیں دجال کذاب تقریباً تیس ہوں گے۔ ت)

ف: نوع پنجم حضور کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے دجال کذاب ہے۔

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، ذکر الفتن ودلائلها، آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۸

[2] صحیح البخاری، کتاب الفتن، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۵۴

کذاب اور دجّال

امام احمد وطبرانی وضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: فی امتی کذابون و دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربع نسوۃ وانی خاتم النبیین لانبی بعدی[1] ترجمہ: میری امتِ دعوت میں (کہ مومن و کافر سب کو شامل ہے) ستائیس کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔

جھوٹے مدعیان نبوت:

ابن عساکر، علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مرسلا راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ لاتقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی[2] (الحدیث) ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے۔

تذییل:

ابویعلی مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابا منھم مسیلمۃ والعنسی والمختار[3] ترجمہ: قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی ومختار ثقفی ہے، اخذھم اللہ تعالٰی۔ الحمد للہ بفضلہٖ تعالٰی یہ تینوں خبیث گئے شیرانِ اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے، اسود مردود

[1] مسند امام احمد، حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، دارالفکر بیروت، ۵/۳۹۶

[2] تہذیب تاریخ ابن عساکر، ترجمہ الحارث بن سعید الکذاب، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۳/۴۴۵

[3] مسند ابویعلی، مروی از عبداللہ بن زبیر، حدیث ۶۷۸۲، موسسۃ علوم القرآن بیروت، ۶/۱۹۹

خود زمانۂ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانۂ خلافت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ومختار ثقفی ملعون زمانۂ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما میں، وللہ الحمد (مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جنہوں نے زمانۂ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے قتلت خیر النّاس و شرّ النّاس[1]، میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مارا۔)

حضرت علی اور ختم نبوت:

نوع آخر (ف) خاص امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

امام احمد مسند اور بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ صحاح، ابن ابی شیبہ سنن، ابن جریر تہذیب الآثار میں بطریق عدیدہ کثیرہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص، اور حاکم بتصحیح اسناد مستدرک، اور طبرانی معجم کبیر واوسط، اور ابوبکر مطری قوی فوائد میں، اور ابن مردویہ مطولاً اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن بن سعد مولی علی، اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیر المومنین مولٰی علی اور احمد وحاکم وطبرانی وعقیلی حضرت عبداللہ بن عباس، اور احمد حضرت امیر معاویہ، اور احمد وبزار وابوجعفر بن محمد طبری وابوبکر مطیری حضرت ابوسعید خدری، اور ترمذی بافادۂ تحسین حضرت جابر بن عبداللہ سے مسنداً اور حضرت ابوہریرہ سے تعلیقاً، اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمفترق میں حضرت عبداللہ بن عمر، اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید بن زید، اور طبرانی کبیر میں

[1] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علی ہامش الاصابۃ باب الافراد فی الواو، دارصادر، بیروت، ۳/۵۴۴

ف: نوع ششم خاص مولٰی علی کے باب میں متواتر حدیثیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں ان کا حصہ نہیں۔

حضرات براء بن عازب وزید بن ارقم وحبشی بن جنادہ وجابر بن سمرہ و مالک بن حویرث و حضرت ام المؤمنین ام سلمہ، زوجہ امیر المؤمنین علی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی، حضور پرنور ﷺ نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں، فرمایا: اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی [1] یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔ مسند ومستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے: الا ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسیٰ الا انک لست بنبی [2] ترجمہ: کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے: قالت هبط جبریل علی النبی صلی

[1] صحیح البخاری، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۵۲۶

جامع الترمذی، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی ۲/۲۱۴

صحیح مسلم کتاب الفضائل مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۲۷۸

مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الفکر بیروت، ۱/۱۸۲

[2] المجمع الزوائد بحوالہ احمد وغیرہ عن ابن عباس باب جامع مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الکتاب بیروت، ۹/۱۲۰

المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، دار الفکر بیروت، ۳/۱۰۹

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرأک السلام ویقول لک علیٌ منک بمنزلة هارون من موسیٰ لکن لا نبی بعدک [1] ترجمہ: جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لئے ہارون مگر تمہارے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔

فضائل صحابہ امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا: سل عنها علی ابن ابی طالب فهو اعلم مولاعلی سے پوچھو وہ اعلم ہیں، سائل نے کہا: یا امیر المؤمنین مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا: بئسما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغره بالعلم غرا ولقد قال له انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیه شیء یاخذ منه [2] ترجمہ: تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی ﷺ عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ

[1] المعجم الکبیر، حدیث ۳۸۴ تا ۳۸۹، المکتبة الفیصلیة بیروت، ۲۴/۱۴۶ و ۱۴۷

[2] فضائل الصحابة لامام احمد بن حنبل، حدیث ۵۳ : ۱، فضائل علی علیہ السلام، موسسة الرسالة بیروت، ۶۷۵

نے فرمایا: یاعلی اخصمک بالنبوة و لا نبوة بعدی [1] ترجمہ: اے علی! میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ وجزیلۂ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلاً نہیں۔

حضرت علی کی عیادت:

ابن ابی عاصم اور ابن جریر با فادۂ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی، میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا، پھر بعد نماز فرمایا: برئت یا ابن ابی طالب فلا باس علیک ما سالت اللہ لی شیئا الا سالت لک مثلہ و لا سالت اللہ شیئا الا اعطانیہ غیر انہ قیل لی انہ لا نبی بعدک۔ ترجمہ: اے ابن ابی طالب! تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں، میں نے اللہ ﷻ سے جو کچھ اپنے لئے مانگا تمہارے لئے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب ﷻ نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہوگیا گویا بیمار ہی نہ تھا [2]

تنبیہ: اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے) یہ حدیث حضرت امیر المومنین کے لئے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے، صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق واخفی کو نصیبۂ

[1] حلیۃ الاولیاء، المسندۃ فی مناقبھم رفضائلھم نمبر۴ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دار الکتاب العربی بیروت ۱/۶۵

[2] کنز العمال بحوالہ ابن ابی عاصم وابن جریر وطس وابن شاہین فی السنۃ حدیث ۳۶۵۱۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/۱۷۴

حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ عنہ ہے تو اجناس وانواع واصناف فضائل وکمالات وبلندی درجات میں خصائص وملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیۂ بہیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت وتفاضل کثیر ووافر ہو۔

آخر نہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ابن جمیل ونائب جلیل حضور پر نور سید الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیث اکرم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما رفع المصطفیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدما الا وضعت انا قدمی فی الموضع الذی رفع قدمہ منہ، الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ فانہ لا سبیل ان ینالہ غیر نبی [1] رواہ الامام الاجل ابوالحسن علی الشطنوفی قدس سرہ فی بھجۃ الاسرار فقال اخبرنا ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان الدمیاطی المصری المولد بالقاہرۃ ۶۷۱ سنۃ احدی وسبعین وستمائۃ، قال اخبرنا الشیخ القدوۃ شھاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ السھروردی ببغداد ۶۲۴ سنۃ اربع و عشرین وستمائۃ قال سمعت الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ یقول علی الکرسی بمدرسۃ [2] (فذکرہ)۔ ترجمہ: ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم ﷺ کے قدم پاک پر ہوں مصطفیٰ ﷺ نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں (اس کو امام ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا، تو کہا ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ

[1] بھجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بھا عن نفسہ الخ، مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر ص ۲۲

[2] بھجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بھا عن نفسہ الخ، مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر ص ۲۲

بن سنان الدمیاطی المصری جو قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے، انہوں نے کہا مجھے شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی نے ۶۲۴ھ کو بغداد میں بیان کیا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو مدرسہ میں کرسی پر تشریف فرما کہتے ہوئے سنا تو وہ ذکر فرمایا جو گزرا۔ (ت)

بالجملہ ما دون نبوت پر فائز ہونا تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وہ صدہا میں مشترک اور فی نفسہ مشکک، ہر غوث و صدیق اس میں شریک اور ان پر بشدت مقول بالتشکیک، بلکہ خود حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من اتاہ ملک الموت وھو یطلب العلم کان بینہ وبین الانبیاء درجۃ واحدۃ درجۃ النبوۃ[1] رواہ ابن النجار عن انس رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: جس کے پاس ملک الموت آئیں اور وہ طالب علم میں ہو اس میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں صرف ایک درجے کا فرق ہے کہ درجہ نبوت ہے (اسے ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ت) دوسری حدیث میں ہے: کاد حملۃ القرآن ان یکونوا انبیاء الا انہ لا یوحیٰ الیھم[2] رواہ الدیلمی فی حدیث عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ ترجمہ: قریب ہے حاملان قرآن انبیاء ہوں مگر یہ کہ ان کی طرف وحی نہیں آتی (اسے دیلمی نے ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا) تو اس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پر امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تفضیل کا وہم نہیں ہو سکتا۔

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۲۸۸۲۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۱۶۰

[2] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۴۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۵۷

ابوبکر صدیق، صدیق اکبر ہیں:

علماء فرماتے ہیں، ابوبکر صدیق، صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے، نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے: اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یصدر منہ غیرہ قط وکذا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرہ وکون ابیہ علی غیر الملۃ ولذا خص بقول علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ[1] ترجمہ: لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لئے کہ وہ صدیق اکبر ہیں جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیونکہ انہوں نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی وہ کسی کو حاصل نہیں اور یونہی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام صدیق اصغر ہے جو ہرگز کفر سے ملتبس نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر اللہ کو سجدہ کیا باوجودیکہ وہ نابالغ تھے اور ان کے والد ملت اسلامیہ پر نہ تھے، اسی وجہ سے انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ کے قول کو خاص طور پر لیا۔

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ وبیانہ سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بلمعانہ فتوحات مکیہ شریفہ میں فرماتے ہیں: فلو فقد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ذلک الوطن وحضرہ ابوبکر لقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلٰی منہ یحجبہ عن ذلک فھو صادق ذلک الوقت وحکمہ وماسواہ تحت حکمہ (ثم قال) وھذا المقام الذی اثبتناہ بین الصدیقیۃ ونبوۃ التشریع الذی ھو مقام القربۃ وھو للافراد ھو دون

[1] نسیم الریاض شرح شفاء امام عیاض، الباب الاول، الفصل الاول، دار الفکر بیروت ۱/۱۳۲

نبوۃ التشریع وفوق الصدیقیۃ فی المنزلۃ عند اللہ والمشار الیہ بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر ففضل بہ الصدیقین اذ حصل لہ مالیس فی شرط الصدیقیۃ ولا من لوازمہا فلیس بین ابی بکر وبین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رجل لانہ صاحب الصدیقیۃ وصاحب سر[1] یعنی اگر حضور سیّد عالم ﷺ اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس ﷺ کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے وہ اس وقت کے صادق وحکیم ہیں، اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیرِ حکم، یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے، یہ مقام قربت فردوں کے لئے ہے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلوب میں وہ راز الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے، تو ابوبکر صدیق اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحب راز بھی رضی اللہ عنہ۔

تذییل:

بعض احادیث علویہ مبطلہ دعوی غلویہ۔

مولا علی کی نگاہ میں مقام صدیق اکبر:

صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے: قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من، قال ثم عمر ثم خشیت ان اقول ثم من فیقول

[1] الفتوحات المکیۃ، الباب الثالث والسبعون، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲/۲۵

عثمان فقلت ثم انت یا ابت، فقال ما انا الا رجل من المسلمین[1]، رواہ ایضاً ابن ابی عاصم و خشیش وابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء۔ ترجمہ: میں نے اپنے والد ماجد مولی علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی نبی ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان، اس لئے میں نے سبقت کر کے کہا اے باپ میرے! پھر آپ؟ فرمایا: میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے (اسے ابن ابی عاصم اور خشیش اور ابو نعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ ت) طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی، جب امیر المؤمنین مولی علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے، امیر المؤمنین فرماتے: السباق یذکرون السابق یذکرون والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیہ ابوبکر[2] ترجمہ: ابوبکر کا بڑی سبقت والے ذکر کر رہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت صدیق کے بارے میں حضرت علی کی رائے:

ابوالقاسم طلحی وابن ابی عاصم وابن شاہین واللالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں اور عشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجہ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں راوی، امیر

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب باب فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۵۱۸
جامع الاحادیث بحوالہ خ ود وابن ابی عاصم وخشیش وغیرہ، حدیث ۳۰۷۷، دارالفکر بیروت، ۱۹/۲۱۷
کنز العمال، بحوالہ خ د وابن ابی عاصم وخشیش وغیرہ ۳۶۰۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۷

[2] المعجم الاوسط، حدیث ۷۱۶۴، مکتبۃ المعارف الریاض، ۸/۸۲
جامع الاحادیث بحوالہ طس، حدیث ۷۶۸۸، دارالفکر بیروت، ۱۶/۲۰۹

المومنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انہیں ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے افضل بتاتے ہیں منبر شریف پر تشریف لے گئے حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: ایها الناس بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیه لعاقبت فیه، فمن سمعته بعد هذا الیوم یقول هذا فهو مفتر، علیه حد المفتری خیر الناس بعد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ابو بکر ثم عمر(زاد غیر الطلحی) ثم احدثنا بعضهم احداثا یقضی الله فیها ما یشاء [۱] ترجمہ: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کرچکا ہوتا تو اب سزا دیتا، آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد آئے گی، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

امام ابوعمران عبدالبر استیعاب میں حکم بن حجل سے اور امام ابوالحسن دارقطنی سنن میں روایت کرتے ہیں امیر المومنین مولیٰ علی فرماتے ہیں: لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدته حد المفتری [۲] ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر وعمر پر مجھے تفضیل دیتا ہے اسے مفتری کی حد اسّی کوڑے لگاؤں گا۔

---

[۱] کنز العمال بحواله ابن ابی عاصم و ابن شاهین واللالکائی والعشاری، حدیث ۳۶۱۰۳،موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۲۱/۱۳

جامع الاحادیث ابن ابی عاصم و ابن شاهین واللالکائی والعشاری، حدیث ۷۷۳۵،دار الفکر بیروت، ۲۲۲/۱۶

[۲] جامع الاحادیث عن الحکم بن حجل عن علی، حدیث ۷۷۳۷، دار الفکر بیروت، ۲۲۵/۱۶

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ ۲۲ عبداللہ ابن ابی قحافہ دار الفکر بیروت ۱۱۰/۱۳

ابن عساکر بطریق الزہری عن عبداللہ بن کثیر راوی، امیر المومنین فرماتے ہیں: لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الاجلدته جلد اوجیعا [۱] ترجمہ: جو مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہے گا اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد مسند اور عدنی اُلحسن اور ابوعبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خثیمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی، امیر المومنین فرماتے ہیں: سبق رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خطبتنا فتنة و یعفو الله عمن یشاء [۲] وللخطیب وغیره فهو ما شاء الله زاد هو فمن فضلنی علی ابی بکر وعمر رضی الله تعالیٰ عنهما فعلیه حد المفتری من الجلد و اسقاط الشهادة [۳] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سبقت لے گئے اور ان کے دوسرے ابوبکر اور تیسرے عمر ہوئے، پھر ہمیں فتنے نے مضطرب کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا، فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے اس پر مفتری کی حد واجب ہے اسّی کوڑے لگائے جائیں اور گواہی کی نہ سنی جائے۔

ابوطالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی، ایک شخص نے امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: آپ خیر الناس ہیں۔ فرمایا: تو

---

[۱] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۷۷۴۳ دار الفکر بیروت ۲۱۹/۱۶

کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۳۶۱۰۴۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۹/۱۳

[۲] المستدرک علی الصحیحین کتاب معرفة الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، مناقب ابی بکر، دار الفکر بیروت، ۶۷،۶۸/۳

[۳] کنز العمال بحواله خط فی تلخیص المتشابه، حدیث ۳۶۱۰۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۹/۱۳

جامع الاحادیث خط فی تلخیص المتشابه، حدیث ۷۷۴۲، دار الفکر بیروت، ۲۱۹/۱۶

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا: ابوبکر کو دیکھا؟ کہا: نہ۔ فرمایا: عمر کو دیکھا؟ کہا: نہ۔ فرمایا: اما انک لو قلت انک رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقتلتک ولو قلت رأیت ابا بکر و عمر لجلدتک [1] ترجمہ: سن لے اگر تو نبی ﷺ کے دیکھنے کے بعد خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابوبکر و عمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا: لایفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا وقد انکر حقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [2] ترجمہ: جو مجھے ابوبکر و عمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حق کا منکر ہوگا۔

حضرات شیخین اولین جنتی ہیں

ابوطالب عشاری اور اصفہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی، میں نے امیر المؤمنین مولٰی علی سے عرض کی، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا؟ فرمایا: ابوبکر و عمر۔ میں نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا: ای والذی فلق الحبة وبرأ النسمة انهما لیاکلان من ثمارها و یرویان من مائها ویتکئان علی فرشها وانا موقوف بالحساب [3] ترجمہ: ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ العشاری، حدیث ۲۳۲۷۷، دار الفکر بیروت، ۲۲۵/۱۶

کنز العمال بحوالہ العشاری، حدیث ۳۶۱۵۲ موسسۃ الرسالہ بیروت، ۲۶/۱۳

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر، حدیث ۳۲۷۷، دار الفکر بیروت، ۲۲/۱۹-۲۲۱

[3] جامع الاحادیث بحوالہ ابوطالب العشاری والاصفہانی فی الحجہ، حدیث ۳۲۷۷، دار الفکر بیروت، ۲۱۹/۱۶

کے پھل کھائیں گے، اس کے پانی سے سیراب ہوں گے، اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

خیر الناس بعد رسول اللہ

ابوذر ہروی و دارقطنی وغیرہما حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی میں نے امیر المؤمنین سے عرض کی: یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال مهلا یا ابا جحیفة الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابو بکر و عمر [1] یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ فرمایا ٹھہر و اے ابوجحیفہ! کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ کون ہے؟ فرمایا اے ابوجحیفہ! خیر الناس بعد رسول اللہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) ہیں۔

افضل الناس بعد رسول اللہ

ابونعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنہ اور ابن عساکر تاریخ میں عمرو بن حریث سے راوی میں نے امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر فرماتے سنا: ان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان وفی لفظ ثم عمر ثم عثمان [2] ترجمہ: بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان ہیں، اور بالفاظ دیگر پھر عمر پھر عثمان۔

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ الصابونی فی المائتین، حدیث ۳۳۷۷، دار الفکر بیروت، ۲۲۲/۱۶

کنز العمال بحوالہ الصابونی فی المائتین وطس وکر حدیث ۳۶۱۴۱ موسسۃ الرسالہ بیروت، ۲۰/۱۳

[2] کنز العمال، بحوالہ ابن عساکر وحل ابن شاہین فی السنہ، حدیث ۸۰۰۶، دار الفکر بیروت: ۲۹۰/۱۶

مولود ازکی فی الاسلام:

ابن عساکر بطریق سعد ابن طریف اصبغ بن نباتہ سے راوی، فرمایا: قلت لعلی یا امیر المؤمنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم؟ قال ابوبکر، قلت ثم من؟ قال ثم عمر، قلت ثم من؟ قال ثم عثمان، قلت ثم من؟ قال انا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعینی ھاتین والا فعمیتا، وباذنی ھاتین والا فصمتا، یقول ماولد فی الاسلام مولود ازکیٰ ولا اطھر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر[1] ترجمہ: میں نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: عمر، کہا پھر کون؟ فرمایا: عثمان، کہا: پھر کون؟ فرمایا: میں، میں نے ان آنکھوں سے نبی ﷺ کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے فرماتے سنا ورنہ بہرے ہو جائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر سے زیادہ پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

ابو طالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی، امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں: وھل انا الاّ حسنۃ من حسنات ابی بکر[2] ترجمہ: میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔

سیدنا صدیق کی سبقت کی چہار وجوہات:

خیثمہ طرابلسی وابن عساکر ابو الزناد سے راوی، ایک شخص نے مولیٰ علی سے عرض کی: یا امیر المؤمنین! کیا بات ہوئی کہ مہاجرین وانصار نے ابوبکر کو تقدیم دی حالانکہ آپ

[1] جامع احادیث ابن عساکر حدیث ۵۰۴۴، دار الفکر بیروت، ۱۲/ ۲۹۳

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابی طالب العشاری، حدیث ۷۲۸۲، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۰۸

کے مناقب بیشتر اور اسلام وسوابق پیشتر، فرمایا: اگر مسلمان کے لئے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا، افسوس تجھ پر، ابوبکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے، افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے، ہجرت میں مجھ سے سابق، صحبت غار میں انہیں کا حصہ، نبی ﷺ نے امامت کے لئے انہیں کو مقدم فرمایا ویحک ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابابکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ[1] (الآیۃ) افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالٰی نے سب کی مذمت کی اور ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالٰی نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکے سے باہر کیا دوسرا ان دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت صدیق کا تقدم:

خطیب بغدادی وابن عساکر اور دیلمی مسند الفردوس اور عشاری فضائل الصدیق میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سالت اللہ ثلثا ان یقدمک فابی علی الا تقدیم ابی بکر[2] ترجمہ: اے علی! میں نے اللہ ﷻ سے تین بار سوال کیا کہ تجھے تقدیم دے اللہ تعالٰی نے نہ مانا مگر ابوبکر کو مقدم رکھنا۔

حضرت علی کی مدح افراط وتفریط کا شکار:

عبد اللہ بن احمد زوائد مسند میں، اور ابو یعلٰی ودورقی وحاکم وابن ابی عاصم وابن شاہین امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا: دعانی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا علی ان فیک من عیسیٰ مثلا ابغضتہ الیھود

[1] جامع الاحادیث بحوالہ خیثمہ وابن عساکر حدیث ۶۹۹۷، دار الفکر بیروت، ۶/ ۲۰۹

[2] تاریخ بغداد، حدیث ۵۹۲۱، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۱/ ۲۱۳

کنز العمال بحوالہ ابی طالب العشاری وغیرہ حدیث ۳۲۶۹۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۱۵

حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بھا وقال علی الاوانہ یھلک فیّ رجلان محب مطری یفرطنی بما لیس فیّ و مبغض مفتر یحملہ شنانی علی ان یبھتنی الاوانی لست بنبی ولا یوحی الیّ ولکنی اعمل بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما استطعت فما امرتکم بہ من طاعۃ اللہ فحق علیکم طاعتی فیما احببتم او کرھتم وما امرتکم بمعصیۃ انا وغیری فلاطاعۃ لا حد فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف [1] ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر ارشاد فرمایا: اے علی! تجھ میں ایک کہاوت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے، یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصاریٰ ان کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ ان کا نہ تھا وہاں جا اتارا، مولا علی فرماتے ہیں سن لو میرے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک دوست میری تعریف میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ مرتبہ بتائے گا جو مجھ میں نہیں، اور ایک دشمن مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے، سن لو میں نہ تو نبی ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے تو جہاں تک ہو سکے اللہ ﷻ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الٰہی کا حکم دوں تو میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار، اور اگر معصیت کا حکم دوں میں یا کوئی ہو تو اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو مشروع بات میں ہے۔

افضل الایمان:

ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی، فرمایا: قلت لمحمد بن الحنفیۃ

[1] المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، دار الفکر بیروت، ۳/۲۳۳؛
مسند احمد بن حنبل مروی از علی رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت، ۱/۱۶۰؛

ھل کان ابو بکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فیما علا ابو بکر و سبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانہ کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربہ [1] میں نے امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے، فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابو بکر سب پر بلند و سابق ہوئے کہ ان کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا، فرمایا: اس لئے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب ﷻ کے پاس گئے ان کا ایمان سب سے افضل رہا۔

شیخین کی افضلیت:

امام دار قطنی جندب اسدی سے راوی: ان محمد بن عبداللہ بن الحسن اتاہ قوم من اھل الکوفۃ والجزیرۃ فسالوہ عن ابی بکر و عمر فالتفت الیّ فقال انظر الی اھل بلادک یسالونی عن ابی بکر و عمر لھما افضل عندی من علی [2] یعنی امام نفس زکیہ محمد بن عبداللہ محض ابن امام حسن مثنیٰ ابن امام حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس اہل کوفہ و جزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں سوال کیا امام نے میری طرف التفات کر کے فرمایا اپنے وطن والوں کو دیکھو مجھ سے ابو بکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں بیشک وہ دونوں میرے نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

رافضی اور خارجی نظریات:

حافظ عمر بن شعبہ سیدنا امام زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید

[1] الصواعق المحرقۃ بحوالہ ابن عساکر، الباب الثالث، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۳
[2] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الدارقطنی عن جندب الاسدی، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۵

کربلا ابن مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی انہوں نے رافضیوں سے فرمایا: انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بکر و عمر ولم یستطیعوا ان یقولوا فیهما شیئا و انطلقتم انتم فطفرتم فوق ذلک فبرئتم منهما فمن بقی فوالله ما بقی احدا لا برئتم منه[1] ترجمہ: خارجیوں نے چل کر تو انہیں سے برأت کی جو ابوبکر و عمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر ابوبکر و عمر کی شان میں کچھ نہ کہہ سکے، اور اے رافضیو! تم نے ان سے اوپر جست کی کہ خود ابوبکر و عمر سے برأت کر بیٹھے تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جس سے تم نے تبرا نہ کیا۔

رافضی کی سزا:

دارقطنی فضیل بن مرزوق سے راوی فرمایا: قلت لعمر بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم افیکم امام تفترض طاعته تعرفون ذلک له من لم یعرف ذلک له فمات مات میتة جاهلیة فقال لا والله ما ذلک فینا من قال هذا فهو کاذب فقلت انهم یقولون ان هذه المنزلة کانت لعلی ثم للحسن ثم للحسین قال قاتلهم الله ویلهم ما هذا من الدین والله ما هؤلاء الا متاکلین بنا هذا مختصرا[2] ترجمہ: میں نے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی امام عمر بن علی سے پوچھا آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت فرض ہو آپ اس کا یہ حق پہچانتے ہیں جو اسے بے پہچانے مرجائے جاہلیت کی موت مرے، فرمایا خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا کہے جھوٹا ہے، میں نے کہا رافضی تو

[1] الصواعق المحرقة بحواله الحافظ عمر بن شبه، مکتبه مجیدیه ملتان، ص ۵۳

[2] الصواعق المحرقة بحواله الدارقطني عن فضیل بن مرزوق، الباب الثالث، مکتبه مجیدیه ملتان، ص ۵۱

کہتے ہیں یہ مرتبہ مولا علی کا تھا، پھر امام حسن پھر امام حسین کو ملا۔ فرمایا: اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی ہو ان کے لئے کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کمانے والے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نصوص ختم نبوت:

یہاں تک سو (۱۰۰) احادیث فقیر نے لکھیں اور چاہا کہ اسی پر بس کرے، پھر خیال آیا کہ ذکر پاک امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے دس حدیثیں اور شامل ہوں کہ نام مبارک مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے عدد حاصل ہوں، نظر کروں تو فیضان روح مبارک امیر المؤمنین سے تذییلات میں دس حدیثیں خود ہی گزر چکی ہیں تذییل بعد حدیث ۲۵ یک و بعد ۳۹ سہ و بعد ۴۲ یک و بعد ۴۸ و ۵۸ دو دو و بعد ۶۲ یک یہ مقصود تو یوں حاصل تھا مگر از انجا کہ وضع رسالہ نصوص ختم نبوت میں ہے اور ۸ سے ۱۰۰ تک بیس حدیثیں اس مطلب کو دوسرے طرز سے ادا کرتی تھیں لہٰذا خاص مقصود کی بیس حدیثوں کا اضافہ ہی مناسب نظر آیا کہ خود اصل مرام پر سو حدیثوں کا عدد کامل اور اصل مرویات ایک سو بیس (۱۲۰) ہو کر تین چہل حدیث کا فضل حاصل ہو۔

ارشاداتِ انبیاء و علمائے کتب سابقہ:

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا، نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا، نہ کچھ نصیحت کی، نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: دعوتهم یا رب دعاء فاشیا فی الاولین و الآخرین امة حتی

النھی الی خاتم النبیین احمد فانتسخہ وقرأہ وامن بہ وصدقہ۔ الٰہی امتیں نے انہیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی، یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد ﷺ تک پہنچی انہوں نے سے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی، حق جل وعلا فرمائے گا احمد وامت احمد ﷺ کو بلاؤ۔ فیاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامتہ یسعی نورھم بین ایدیھم [1] رسول اللہ ﷺ اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ ان کے نور ان کے آگے جولاں کرتے ہوں گے۔ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے شہادت ادا کریں گے الحدیث وقد اختصرناہ (ہم نے حدیث کا اختصار نقل کیا ہے)

دارقطنی غرائب، امام مالک اور بیہقی دلائل اور خطیب رواۃ مالک میں بطریق عدیدہ عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور ابن ابی الدنیا، اور بیہقی وابونعیم دلائل میں بطریق ابن لہیعہ عن مالک بن الازہر عن، نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابونعیم دلائل میں من طریق یحییٰ بن ابراہیم بن ابی قتیلۃ عن بن اسلم عن ابیہ اسلم مولیٰ عمر ﷺ، اور معاذ بن المثنیٰ زوائد مسند مسدد میں بطریق منصر بن دینار عن عبداللہ بن ابی الہذیل راوی ہیں اور بروجہ آخر واقدی مغازی میں عن عبدالعزیز بن عمر بن جعونۃ بن نضلہ ﷺ، اور ابن جریر تاریخ اور باوردی کتاب الصحابہ میں بطریق ابی معروف عبداللہ بن معروف عن ابی عبدالرحمن الانصاری عن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب، اور ابن ابی الدنیا امام محمد باقر ﷺ سے راوی: وھذا حدیث معاذ و فیہ صریح النص علی مرادنا وما زدنا من

[1] المستدرک للحاکم، کتاب التواریخ المتقدمین من الانبیاء، دار الفکر بیروت، ۲/۵۴۶ تا ۵۴۷

الطریق الاول اوردنا حولہ ھلالین۔ ترجمہ: یہ حدیث معاذ کی ہے اور اس میں صریح نص ہے ہماری مراد پر، اور پہلے طریقہ سے ہم جو زیادتی کریں گے وہ ہلالین میں ہے۔

زریب بن برثملا کی شہادت:

سعد بن ابی وقاص ﷺ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لئے بھیجا، یہ قیدی اور غنیمتیں لے آتے تھے، ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی، نضلہ نے اذان کہی، جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے کبرت کبیرا یا نضلۃ تم نے بیر کی بڑائی کی اے نضلہ!، جب کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ جواب آیا اخلصت یا نضلۃ اخلاصا نضلہ! تم نے خالص توحید کی، جب کہا اشھد ان محمدا رسول اللہ آواز آئی نبی بعث لا نبی بعدہ ھو النذیر وھو الذی بشرنا بہ عیسیٰ بن مریم وعلیٰ راس امتہ تقوم الساعۃ یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈر سنانے والے یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام نے دی تھی انہیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ جب کہا حی علی الصلوۃ جواب آیا فریضۃ فرضت [1] (طوبیٰ لمن مشی الیھا وواظب علیھا) نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا

[1] ھکذا فی السابع وفی الطریق الثانی عند البیھقی فی الصلوۃ قال کلمۃ مقبولۃ وفی الفلاح قال البقاء لامۃ احمد ﷺ، وعکس ابن ابی الدنیا فذکر فی الصلوۃ البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفی الفلاح کلمۃ مقبولۃ ۱۲ منہ۔ (م) ساتویں طریقہ میں یوں ہے اور دوسرے طریقہ میں بیہقی کے ہاں یوں ہے، حی علی الصلوۃ پر کہا یہ مقبول کلمہ ہے، اور حی علی الفلاح پر کہا اس میں امت محمدیہ کے لئے بقاء ہے اور ابن ابی الدنیا نے اس کا عکس بیان کیا کہ پہلے میں امت محمدیہ کی بقاء اور دوسرے میں مقبول کلمہ کہا ۱۲ منہ۔

خوبی وشادمانی اس کے لئے جو اس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے، جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی افلح من اتاھا و واظب علیھا (افلح من اجاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)[1] مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اس پر مداومت کی، مراد کو پہنچا جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی، جب کہا قد قامت الصلوٰۃ جواب آیا البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی رؤسھا تقوم الساعۃ بقا ہے امت محمد ﷺ کے لئے اور انہیں کے سروں پر قیامت ہوگی (جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ آواز آئی اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلۃ فحرم اللہ بھا جسدک علی النار اے نضلہ! تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب تمہارا بدن دوزخ پر حرام فرما دیا) نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے! ہم نے تمہاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ ﷻ اور اس کے نبی ﷺ (اور امیر المؤمنین عمر) کے سفیر ہیں، اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے، سپید مو، دراز ریش، سر ایک چکی کے برابر، سپید اون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے، اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حاضرین نے جواب دیا، اور نضلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ میں ذریب بن برثملا ہوں بندۂ صالح عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وصی ہوں انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں (زاد فی الطریق الثانی) (دوسرے طریقہ میں یہ زائد ہے۔ ت) پھر ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ کہا انتقال فرمایا۔ اس پر وہ بزرگ بشدت روئے، پھر کہا ان کے بعد کون ہوا؟ کہا ابوبکر۔ وہ کہاں ہیں؟ کہا انتقال ہوا۔ کہا پھر کون بیٹھا؟ کہا عمر۔ کہا امیر

---

[1] زاد الخطیب وھو البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ (م)

ترجمہ خطیب نے یوں زیادہ کیا، بقاء امت محمد کی بقا ہے ﷺ ۱۲ منہ

المؤمنین عمر سے میرا سلام کہو اور کہو کہ ثبات وسداد و آسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آلگا ہے، پھر علامات قرب قیامت اور بہت کلمات وعظ وحکمت کہے اور غائب ہوگئے۔ جب امیر المؤمنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جائیے (اور وہ ملیں تو انہیں میرا سلام کہئے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد ؓ (چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ) اس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ ملا۔ آخر واپس آگئے۔[1]

شام کے نصرانی ختم نبوت کی شہادت دیتے ہیں:

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے راوی، میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے؟ میں نے کہا ہاں، وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی ﷺ کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی، اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا: کس شغل میں ہو؟ ہم نے حال کہا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پرنور ﷺ کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے، وہ کتابی بولا: انہ لم یکن نبی الا کان

---

[1] دلائل النبوۃ ابو نعیم، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول ص ۲۵،۲۸

دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی قصۃ وصی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، المکتبۃ الاثریہ، لاہور، ۵/۴۲۵تا۴۲۷

بعدہ نبی الا ھذا فانہ لا نبی بعدہ وھذا الخلیفۃ بعدہ۔ بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی ﷺ کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔ اسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی۔[1]

بادشاہ روم کے دربار میں ذکر مصطفیٰ ﷺ:

تذییل اول: ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت، اور بیہقی وابونعیم بطریق حضرت ابوامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکے میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا؟ ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لئے بجا لائیں، پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے؟ ہم نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑ گیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا؟ ہم نے کہا ہاں، کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اس طرح کانپنے لگتی ہیں؟ ہم نے

---

[1] المعجم الکبیر، حدیث ۱۵۳۷، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۱۲۵/۲

دلائل النبوۃ ابو نعیم، عالم الکتب بیروت، ۹/۱

کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کہ کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرز نہ اٹھتی۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شان نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے) ولو جعلنہ ملکا لجعلنہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون (القرآن الکریم ۹/۶) ترجمہ: اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو مرد ہی بناتے اور اس کو وہی لباس پہناتے جو مرد لوگ پہنتے ہیں۔ ولہٰذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جہادوں میں بھی جنگ دو سرداروں کا مضمون رہتا ہے۔ الحرب بیننا وبینہ سجال ینال منا و ننال منہ[2] ۔رواہ الشیخان عن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔ (ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کبھی وہ کامیاب اور کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں، اس کو شیخین نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ت) لہٰذا جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ہرقل کو خبر دی کہ لڑائی میں کبھی ہم بھی ان پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ھذہ ایۃ النبوۃ[3] یہ نبوت کی نشانی ہے رواہ البزار و ابونعیم عن دحیۃ الکلبی رضی اللہ عنہ (اسے بزار اور ابونعیم نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ت)

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۳۸۹،۳۸۷/۱

جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعالی عن عبادۃ بن الصامت، حدیث ۱۵۲۳۱ دار الفکر بیروت، ۹۲/۲۰

[2] صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۴/۱

[3] کشف الاستار عن زوائد البزار باب فیما کان عند اہل الکتاب من علامات نبوتہ، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۱۷/۳

تصرفِ اولیاء اور مظلومیتِ حسین

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں، اور اسی قبیل سے ہے جاہل وہابیوں کا اعتراض کہ اولیاء اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہو جاتے، ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرما دیا۔ مگر یہ سفہاء نہیں جانتے کہ ان کی قدرت جو انہیں ان کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم انہیں نبی کہتے ہو تو انہوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرما دیا جب انہوں نے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا، حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول نہیں مانتا انہوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جب انہوں نے انہیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا؟ مقوقس بولا: انت حکیمٌ جاء من عند حکیم[1] تم حکیم ہو کہ حکیم کامل ﷺ کے پاس سے آئے، رواہ البیھقی عن حاطب رضی اللہ عنہ (اس کو بیہقی نے حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) خیر یہ تو فائدہ زائدہ تھا، حدیث سابق کی طرف عود کریں۔

ہرقل کے پاس انبیاء کی تصاویر:

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز و اکرام ایک مکان میں اتارا، دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا، ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا، ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا، ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا، اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا تہہ کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ

[1] دلائل النبوۃ للبیھقی باب ماجاء الی کتاب النبی ﷺ المقوقس دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۹۶

تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن و جمال میں) ہرقل بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ آدم ہیں علیہ السلام پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا، اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی، مرد بسیار موئے سر مانند موئے قطبیاں، فراخ چشم، کشادہ سینہ، بزرگ سر (آنکھیں سرخ، داڑھی خوبصورت) پوچھا: انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا یہ نوح ہیں علیہ السلام۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ کی ایک تصویر تھی، مرد خوب چہرہ، خوش چشم، دراز بینی (کشادہ پیشانی)، رخسارے بیٹھے ہوئے، سر پر نشان پیری، ریش مبارک سپید نورانی، تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا: ان سے واقف ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ ابراہیم ہیں علیہ السلام۔ پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا، اس میں سے سبز ریشم کا پرچہ نکالا، اسے جو ہم نظر کریں تو محمد ﷺ کی تصویر منیر تھی، بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم رونے لگے اور کہا: یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، وہ بولا: تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد (ﷺ) ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور اکرم کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالتِ حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں، اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا: اما انہ اٰخر البیوت ولکنی عجلتہ لا نظر ما عندکم[1] سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھوں تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے، یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر

[1] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن معاذ عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۱۵۲۴۱، دار الفکر بیروت ۲۰/۲۳

دلائل النبوۃ للبیھقی باب ماوجد فی صورۃ النبی ﷺ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۸۸،۳۸۸

تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لیے میں نے ترتیب قطع کرکے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو ضرور پہچان لوگے، بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا، اور یہی دیکھ کر اس حرماں نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون○ (القرآن الکریم ۶۱/۸) والحمد للہ رب العلمین○ (القرآن الکریم ۱/۱)

(اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام فرمائیگا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ والحمد للہ رب العلمین۔ت)

ہمارا مطلب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہیں پورا ہوگیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے، اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے، حلیہ ہائے متبرکہ پر اطلاع مسلمین کے لئے اس کا خلاصہ بھی مناسب، یہاں تک کہ دونوں حدیثیں متفق تھیں، ترجمہ مختصراً حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، جو لفظ حدیث ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھائے مخلوط ہلالی میں تھے، اب حدیث ہشام اتم وازید ہے کہ اس میں پانچ انبیاء لوط واسحٰق ویعقوب واسمٰعیل ویوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر شریف زائد ہے لہذا اسی سے اخذ کریں، اور جو مضمون حدیث عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زائد ہو اسے مخلوط ہلالی میں بڑھائیں۔ فرماتے ہیں پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا، حریر سیاہ پر ایک تصویر گندمی رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا رنگ ہے) مرد مرغول موخت گھونگر والے بال، آنکھیں جانب باطن مائل، تیز نظر، ترش رو داشت، باہم چڑھے ہونٹ، سمٹا جیسے کوئی حالت غضب میں ہو۔ ہم سے کہا: انہیں پہچانتے ہو؟ یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی، صورت ان سے ملتی مگر سر پر خوب تیل پڑا ہوا، پیشانی کشادہ، پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدوّر گول)، کہا: انہیں جانتے ہو؟ یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھول کر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، مرد گندم گوں، سر کے بال سیدھے، قد میانہ، چہرے سے آثار غضب نمایاں، کہا: یہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، گورا

رنگ جس میں سرخی جھلکتی، ناک اونچی، رخسارے ہلکے، چہرہ خوبصورت، کہا: یہ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، صورت صورت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہ تھی مگر لب زیریں پر ایک تل تھا، کہا: یہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سیاہ پر ایک تصویر نکالی، رنگ گورا، چہرہ حسین، ناک بلند، قامت خوبصورت، چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں، رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں، کہا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد کریم اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھی، چہرہ گویا آفتاب تھا، کہا: یہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ، باریک ساقیں، آنکھیں کم کھلی ہوئی (جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے)، پیٹ ابھرا ہوا، قد میانہ، تلوار حمائل کیے، مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت ودلکشی ٹپکتی، ساق وسرین خوب گول، کہا: یہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، فربہ سرین، پاؤں میں طول، گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن دبلی ہوئی، پشت کوتاہ، گورا رنگ) کہا: یہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کی ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انہیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی، مرد جوان، داڑھی نہایت سیاہ، سر کے بال کثیر، چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین، اعضاء متناسب) کہا: یہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہم نے کہا: یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور انبیاء کی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر کریمہ کے مطابق پائی۔ کہا: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھادے حق سبحانہ وتعالیٰ نے

---

[1] فائدہ: یہ نفیس جلیل حدیث طویل جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ تین ورق میں بیان ہوا بحمد اللہ تعالیٰ صحیح ہے امام حافظ عماد الدین ابن کثیر نے امام حاکم اخلاط سے دلی سے فرمایا ہذا حدیث جید لا شئ در دو جلد ثقات ۱۲ منہ

ان پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام میں تھیں، ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ السلام کو دیں (انہوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحد اسلام تک پہنچا دیا) ہم نے آ کر صدیق رضی اللہ عنہ سے حال عرض کیا، صدیق روئے اور فرمایا: مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں۔[1]

مقوقس کے دربار میں فرمانِ نبوی:

تذییل دوم: امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرمان اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر و اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے، اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: توحید و نماز پنجگانہ و روزۂ رمضان و حج و وفائے عہد۔ پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا، انہوں نے باختصار بیان کیا، وہ بولا: قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیہ حمرۃ قلت ما تفارقہ وبین کتفیہ خاتم النبوۃ الخ اکثر اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کے آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت

[1] درمنثور بحوالہ ابی یعلی وابن عساکر، تحت آیہ سبحن الذی، منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی، قم ایران، ۴/۱۴۸
المطالب العالیۃ بحوالہ ابی یعلی، حدیث ۴۲۸۷، دار الباز مکۃ المکرمۃ، ۴/۲۰۲

جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ مہر نبوت ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا: قد کنت اعلم ان نبیا قد بقی وقد کنت اظن مخرجہ بالشام، وھناک کانت تخرج الانبیاء قبلہ فاراہ قد خرج فی ارض العرب فی ارض جھد وبؤس والقبط لا تطاوعنی علی اتباعہ وسیظھر علی البلاد[1] مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے عرب میں ظہور فرمایا، محنت میں مشقت کی زمین میں، اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

تتمۂ حدیث

ابوالقاسم نے بطریق ہشام بن اسحق وغیرہ اور ابن سعد نے طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقد ان کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ: قد علمت ان نبیا بقی وکنت اظن انہ یخرج بالشام وقد اکرمت رسولک وبعثت الیک بھدیۃ[2] ترجمہ: مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لئے نذر حاضر کرتا ہوں۔

عبداللہ بن سلام کا واقعۂ ایمان

تذییل سوم: بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے راوی،

[1] شرح الزرقانی علی المواھب بحوالہ واقدی وابن عبدالحکیم، المقصد الثانی، الفصل الثالث، دار المعرفۃ بیروت، ۳/۳۵۰
[2] الطبقات الکبری، ذکر بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دار صادر بیروت، ۱/۲۶۰

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چرچا سنا اور حضور کے صفت ونام وہیئت اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لئے توقع کررہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی: اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے؟ میں نے کہا: اے پھوپھی! خدا کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسیٰ بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں، وہ بولی: یا ابن اخی اھو النبی الذی کنا نخبر بہ انہ یبعث مع بعث الساعۃ، قلت لھا نعم [1] ترجمہ: اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دیے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں کہا: نعم ہاں۔ (الحدیث) خطیب وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انا احمد و محمد والحاشر والمقفی و الخاتم [2] ترجمہ: میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان کو حشر دینے والا، اور سب انبیاء کے پیچھے آنے والا، اور نبوت ختم فرمانے والا ﷺ۔

ہجرت حضرت عباس:

ابو یعلیٰ وطبرانی وشاشی وابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر وابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے موصولاً اور رویانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کرکے (مدینہ طیبہ) حاضر

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی دخول عبداللہ بن سلام علی رسول اللہ ﷺ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/۵۳۰

[2] تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۱۲۵۰ احمد بن محمد السوطی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۵/۹۹

ہوں۔ اس کے جواب میں حضور پرنور ﷺ نے یہ فرمان نافذ فرمایا: یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ، فان اللہ یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ [1] اے چچا! اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو، جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں ﷺ۔

امام اجل فقیہ محدث ابواللیث سمرقندی "تنبیہ الغافلین" میں فرماتے ہیں: حدثنا ابوبکر محمد بن احمد ثنا ابو عمران ثنا عبدالرحمن ثنا داؤد ثنا عباد بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: ہمیں ابوبکر محمد بن احمد ان کو ابوعمران ان کو عبدالرحمٰن ان کو داؤد ان کو عباد بن کثیر ان کو عبد خیر سے انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ حضور اقدس ﷺ کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے پنجشنبہ کا دن تھا، منبر پر جلوس فرمایا، بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو "لوگو! رسول اللہ ﷺ کی وصیت سننے چلو" یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے، گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے باہر نکل آئیں، حد یہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی، اور حضور اقدس ﷺ فرمارہے ہیں اور اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو، اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو۔ پھر حضور ﷺ منبر پر قیام فرما کر حمد وثنائے الٰہی بجالائے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجی، پھر ارشاد ہوا: انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی [2] الحدیث، ھذا مختصر۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم ومکہ معظمہ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، الحدیث، ہذا مختصر۔

---

[1] تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ذکر من اسمہ عباس، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۷/۲۳۵

[2] تنبیہ الغافلین، باب الرفق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۲۳۷

مدینہ طیبہ میں حضور کی تشریف آوری:

اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پرنور ﷺ کی تشریف آوری کی دھوم ہے، زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی و شادمانی ہے کہ درودیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ اناردانہ ہورہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گل کا رنگ، نور ہے کہ چھما چھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک کا نور کا بقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوق دیدار محبوب کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
ہم پر چاند نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع[1]
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے

بنی النجار کی لڑکیاں کوچے کوچے خوش نغمہ سرائی ہیں کہ:

نحن جوار من بنی النجار
ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں
یا حبذا محمد من جار[2]
اے نجاریو! محمد ﷺ کیسا اچھا ہمسایہ ہے۔ت

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے، مجلس آخری وصیت ہے، مجمع تو

[1] المواهب اللدنیة، الهجرة الی المدینة متی انشد طلع البدر، المکتب الاسلامی بیروت، ۱/۳۱۳
[2] المواهب اللدنیة، الهجرة الی المدینة متی انشد طلع البدر، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱/۳۱۳

آج بھی وہی ہے، بچوں سے بوڑھوں تک، مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے، ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں، شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دئے ہیں، دل کمھلائے چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑگئی کہ آفتاب جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے، آسمان پژمردہ، زمین افسردہ، جدھر دیکھو سناٹے کا عالم اتنا اژدحام اور ہو کا مقام، آخری نگاہیں اس محبوب کے روئے حق نما تک کس حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضعف نومیدی سے ہلکان ہوکر بیخودانہ قدموں پر گرجاتی ہیں، فرط ادب سے لب بند مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند . .

(میں اپنے دیکھنے والوں کے لئے سیاہ تھا پس اندھا کیا گیا آپ کو دیکھنے والے کو، پس جو

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر[1]

چاہے آپ کے بعد مار دے، پس آپ پر ہی بھروسا تھا کہ مجھے بچالیں گے۔ت)

اللہ کا محبوب، امت کا داعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے انہیں حافظ حقیقی کے سپرد کررہا ہے، شان رحمت کو ان کی جدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج امنڈتے ہوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی، جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی۔

نوح کی ساڑھے نوسو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت، یہاں بیس (۲۰) تئیس (۲۳) ہی سال میں بحمد اللہ یہ روز افزوں کثرت، کنیز و غلام جوق جوق آرہے ہیں، جگہ بار بار تنگ ہوجاتی ہے دفعہ دفعہ ارشاد ہوتا ہے آنے والوں کو جگہ دو، آنے

[1] المواهب اللدنیة المقصد العاشر، الفصل الاول (وفاتہ) المکتب الاسلامی، بیروت، ۴/۵۵۳

والوں کو جگہ دو، اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطان عالم نے منبر اکرم پر قیام کیا ہے، بعد حمد وصلوٰۃ اپنے نسب ونام وقوم ومقام وفضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے، مسلمانو! خدارا پھر مجلس میلاد اور کیا ہے، وہی دعوت عام، وہی مجمع تام، وہی منبر وقیام، وہی بیان فضائل سید الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میلاد اور کس شے کا نام، مگر نجدی صاحبوں کو ذکر محبوب مٹانے سے کام وربنا الرحمن المستعان وبہ الاعتصام وعلیہ التکلان

(ہمارا رب رحمن مددگار ہے اور اسی ذات سے مضبوطی اور اسی پر اعتماد ہے)

چار پائے کلام کرتے ہیں:

ابن حبان وابن عساکر حضرت ابومنظور اور ابونعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ ﷺ نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا، وہ جانور بھی تکلم میں آیا، ارشاد ہوا، تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی: یزید بن شہاب کہ، اللہ تعالٰی نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے کلھم لا یرکبہ الا نبی ان سب پر انبیاء سوار ہوا کئے وقد کنت اتوقعک ان ترکبنی، لم یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرک مجھے حضور سے توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں، میں ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا، جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس ﷺ یاد فرماتے ہیں، جب حضور پرنور ﷺ نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالہیثم بن التیہان ﷺ کے کنویں میں گر کر مرگیا [1] اھ۔

[1] المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن عساکر عن ابی منظور، مقصد رابع، فصل اول، المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۵۴

حدیث ابی منظور ونحوہ عن معاذ باختصار غیر انہ ذکر مکان الاباء ثلثۃ اخوۃ واسمہ مکان یزید عمر وقال کلنا رکبنا الانبیاء انا اصغرھم و کنت لک [1] الحدیث قلت ولا علیک من دندنۃ العلامۃ ابن الجوزی کعادتہ علیہ ولا من تحامل ابن دحیۃ علی حدیث الضب المار سابقا فلیس فیھما ما ینکر شرعا ولا فی سندھما کذاب ولا وضاع ولا متھم بہ فانی یاتھما الوضع وھذا امام الشان العسقلانی قد اقتصر فی حدیث ابی منظور علی تضعیفہ ولہ شاھد من حدیث معاذ کما تری لا جرم ان قال الزرقانی لھایتہ الضعف لا الوضع [2] وقال ھو والقسطلانی فی حدیث الضب (معجزاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیھا ما ھو ابلغ من ھذا ولیس فیہ ما ینکر شرعا خصوصا و قد رواہ الائمۃ) الحافظ الکبار کابن عدی وتلمیذہ الحاکم و تلمیذہ البیھقی وھو لایروی موضوعا والدارقطنی وناھیک بہ (فنھایتہ الضعف لاالوضع) کما زعم کیف ولحدیث ابن عمر طریق اخر لیس فیہ السلمی رواہ ابو نعیم وورد مثلہ من حدیث عائشۃ وابی ھریرۃ عند غیرھما [3] اھ قلت وقد اورد کلا الحدیثین الامام خاتم الحفاظ فی الخصائص

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثانی والعشرون، عالم الکتب بیروت، ص ۳۸
[2] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ مقصد رابع، فصل اول، حدیث الضب، دارالمعرفۃ بیروت، ۵/ ۱۳۸
[3] المواھب اللدنیہ مقصد رابع، فصل اول، حدیث الضب، المکتب الاسلامی، بیروت، ۲/ ۵۵۵
شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ مقصد رابع، فصل اول، حدیث الضب، دارالمعرفۃ بیروت، ۵/ ۱۳۹.۵۰

الکبری وقد قال فی خطبتها نزهته عن الاخبار الموضوعة وما یرد اھ[1]
قلت وعزو الزرقانی حدیث الضب لا بن عمر تبع فیه الماتن اعنی الامام القسطلانی صاحب المواهب وسبقهما الد میری فی حیوة الحیوان الکبری لکن الذی رأیت فی الخصائص الکبری والجامع الکبیر للامام الجلیل الجلال السیوطی هو عزوه لامیرالمؤمنین عمر ؓ کما قدمت وقد اورده فی الجامع فی مسند عمر فزیادة لفظ الابن اما وقع سهوا اویکون الحدیث من طریق ابن عمر عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما فیصح العزو الی کل وان کان الاولی ذکرا لمنتهی ویحتمل علی بُعد عن کل منهما فاذن یکون مرویا عن ستة من الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم، واللہ تعالی اعلم۔

ترجمہ: یہ ابو منظور کی حدیث ہے اور اسی کی مثل حضرت معاذ سے بطریق اختصار مروی ہے مگر انہوں نے آباء کی جگہ تین بھائیوں کا اور یزید کی جگہ نام عمر ذکر کیا اور اس نے کہا ہم سب پر انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے جبکہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے ہوں، الحدیث۔ قلت (میں کہتا ہوں) علامہ ابن جوزی کا اعتراض جیسا کہ اس کی عادت ہے تجھے مضر نہیں، اور نہ ہی ابن دحیہ کی سوسمار سے متعلق گزشتہ حدیث پر جسارت تجھے مضر ہے، ان دونوں حدیثوں میں شرعی طور پر کوئی قابل انکار چیز نہیں اور نہ ہی ان کی سندوں میں کوئی کذاب اور وضاع اور متہم راوی ہے تو ان حدیثوں کا موضوع ہونا کہاں سے ہوا جبکہ امام عسقلانی نے ابو منظور کی حدیث کو ضعیف کہنے پر اقتصار کیا حالانکہ اس حدیث کا شاہد حضرت معاذ کی حدیث ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اسی بنا پر علامہ زرقانی نے فرمایا زیادہ سے زیادہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں ہے، اور انہوں نے اور امام قسطلانی نے بھی سوسمار والی حدیث

[1] الخصائص الکبری، مقدمۃ المؤلف، دار الکتب الحدیثیہ بیروت، ۸/۱

کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں تو اس سے بڑھ کر واقعات ہیں جبکہ اس حدیث میں شرعی طور پر قابل انکار چیز بھی نہیں، خصوصاً جبکہ اس کو بڑے ائمہ حفاظ جیسے ابن عدی، ان کے شاگرد امام حاکم اور ان کے شاگرد امام بیہقی نے روایت کیا ہو، امام بیہقی تو موضوع روایت ذکر نہیں کرتے، اس کو دار قطنی نے روایت کیا ان کی سند تو تجھے کافی ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ حدیث ضعیف ہو سکتی ہے موضوع نہیں ہے جیسا کہ بعض نے خیال کیا، موضوع کیسے کہا جائے جبکہ ابن عمر کی حدیث دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہے جس میں سلمی مذکور نہیں اس طریق کو ابو نعیم نے روایت کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ ؓ سے اس کی مثل دونوں کے غیر سے وارد ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبری میں ذکر فرمایا حالانکہ انہوں نے اس کتاب کے خطبہ میں فرمایا ہے میں نے اس کتاب کو موضوع اور مردود روایات سے دور رکھا ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) زرقانی کا سوسمار والی حدیث کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنا ماتن یعنی مصنف مواہب امام قسطلانی کی پیروی ہے جبکہ ان دونوں سے قبل علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں اس کو ذکر کیا لیکن میں نے امام جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبری اور جامع کبیر میں دیکھا انہوں نے اس کو امیر المؤمنین عمر فاروق ؓ کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں، انہوں نے اسے اپنی جامع میں حضرت عمر ؓ کے مسند میں ذکر فرمایا، تو ''ابن'' کا لفظ سہواً لکھا گیا ہے یا پھر ابن عمر کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے لہٰذا دونوں حضرات کی طرف نسبت درست ہے، اگرچہ منتہی راوی یعنی عمر ؓ کی طرف منسوب کرنا اولیٰ ہے اور بعید احتمال کے طور پر دونوں حضرات سے مستقل روایت بھی ہو سکتی ہے تو یوں چھ صحابہ سے یہ حدیث مروی ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ت

میرے بعد کوئی نبی نہیں

سعید بن ابی منصور و امام احمد و ابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ[1] ترجمہ: میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھے خواب۔ احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا یبقی بعدی من النبوۃ شئی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا العبد اوتری لہ[2] ترجمہ: میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں، اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

تیس کذاب:

ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمر ولیثی اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابا کلھم یزعم انہ نبی زاد[3] عبید قبل یوم القیٰمۃ۔ ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔ عبید نے اس پر "قبل یوم القیٰمۃ" کو زائد کیا۔ اقول وانما اخرنا ھما الی التذییل بخلاف

[1] مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ابی الطفیل رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت، ۵/۴۵۴
مجمع الزوائد، کتاب التعبیر، دار الکتاب بیروت، ۷/۱۷۳
[2] مسند امام احمد بن حنبل، حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دار الفکر بیروت، ۶/۱۲۹
تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۵۵۳۲ عبد خالب بن جعفر، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۱/۲۰۰
[3] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن حدیث ۱۹۴۱۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۵/۱۷۰

عین اللفظ المتقدم فی الحدیث الثانی والستین لان فی تتمہ ان من قال فاقتلوا بہ کذا وکذا وھذا العموم انما تم لاجل ختم النبوۃ اذلوجاز ان یکون بعدہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صادق لما ساغ الامر المذکور بالعموم وان کان یاتی ایضا ثلثون او الوف من الکذابین بل کان یجب اقسامۃ امارۃ تمیزا الصادق من الکاذب والامر بالایقاع بمن ھو کاذب منھم لا غیر کما لا یخفی والی اللہ المشتکیٰ من ضعفنا فی ھذہ الزمان الکثیر فجارہٗ القلیل انصارہٗ الغالب کفارہٗ البین عوارہ وقد ظھر الاٰن بعض ھؤلاء الدجالین الکذابین فلو اراد اللہ باحدھم شیئا یظیروا بالمسلم والمسلم انما حدث فانا للہ وانا الیہ راجعون لکن الاحتراس کان اسلم للمسلم وانفی للفساد فاحببنا الاقتصار علی القدر المراد واللہ المستعان وعلیہ التکلان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اقول (میں کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو ہم نے تذییل کے آخر میں ذکر کیا برخلاف اس کے جو باسٹھویں حدیث میں پہلے گزرا عین لفظ اس کے کیونکہ اس کے آخر میں یوں ہے کہ جو بھی نبوت کا دعوٰی کرے اسے یہ یہ کرو۔ اور جو بھی ایسا دعوٰی کرے اس سے یوں کرو" یہ عموم ختم نبوت کے لئے ہی تام ہو سکتا ہے کیونکہ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہوتا تو پھر یہ عام حکم ایسے لوگ تیس ہوں یا ہزاروں ہوں سب کو شامل نہ ہوتا بلکہ پھر سچے اور جھوٹے نبی کی تمیز میں کوئی امتیازی علامت بیان کر کے "یہ یہ کرنے" کا حکم ان میں سے صرف کاذبین کے لئے ہوتا ہر ایک کے لئے نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ہی اس زمانہ میں ہمیں اپنے کمزور ہونے کی شکایت ہے یہ زمانہ جس میں فجار کی کثرت، مددگاروں کی قلت، کافروں کا غلبہ اور کج روی عام ہے جبکہ اب بعض ایسے کذاب دجال لوگ ظاہر ہوئے ہیں،

اگر ایسے دجالوں کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے کچھ ہوگیا تو اس کو مسلمانوں کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ انہوں نے ایسی حدیث بیان کی جس پر یہ کچھ ہوا ہم اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور اسی کی طرف ہمارا لوٹنا ہے تاہم مسلمانوں کو اپنی حفاظت مناسب ہے اور فساد کو دفع کرنا زیادہ بہتر ہے تو اس لئے صرف مراد کو بیان کرنا ہی پسند کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد اور اسی پر توکل ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (ت)

علی بمنزلہ ہارون ہیں:

خطیب، حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انما علی منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی[1] ترجمہ: علی مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ امام احمد مناقب امیر المؤمنین علی میں مختصراً، اور بغوی وطبرانی اپنی معاجیم، باوردی معرفت، ابن عدی کامل، ابو احمد حاکم کنی میں بطریق امام بخاری، ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل میں راوی وھذا حدیث احمد (یہ حدیث احمد ہے۔ت) جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارہ کیے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی: میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا، اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی وانت منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی[1] قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص

[1] تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۲۲۰۲، الحسن بن یزید، دار الکتاب العربی، بیروت، ۷/ ۴۵۳

اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ امیر المؤمنین نے عرض کی: مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی؟ فرمایا: جو اگلے انبیاء کو ملی۔ عرض کی: انہیں کیا ملی تھی؟ فرمایا: خدا کی کتاب اور نبی کی سنت، اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہوں۔

ابن عساکر (ب) بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں، ایک تو قرابت، دوسرے یہ کہ ابوطالب کو تم سے محبت تھی، اے جعفر! تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں: واما انت یا علی فانت

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر، ذکر من اسمہ سلمان، ترجمہ سلمان بن الاسلام الفارسی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۶/ ۳

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، حدیث ۱۰۸۵، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۲/ ۶۳۸،۶۳۹

(ب) فی نسخۃ کنز العمال المطبوعۃ عن عبداللہ بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل وھو خطاء وصوابہ عبداللہ بن محمد بن عقیل، عبداللہ تابعی صدوق من رجال الاربعۃ ما خلا النسائی قال الذھبی حدیثہ فی مرتبۃ الحسن وابوہ تابعی مقبول رجال ابن ماجۃ ۱۲ منہ

(م) کنز العمال کے مطبوعہ نسخہ میں عبداللہ بن عقیل اپنے والد ماجد اور ان کے دادا عقیل سے راوی جبکہ یہ خطا ہے اور صحیح یہ ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل، یہ عبداللہ تابعی ہیں نہایت صادق نسائی کے ماسوا سنن صحاح کے راویوں میں شمار ہیں، امام ذہبی نے فرمایا ان کی روایت حسن کے مرتبہ میں ہے اور ان کے والد بھی تابعی اور مقبول، ابن ماجہ کے راویوں میں شمار ہیں۔ (ت)

منی بمنزلة هارون من موسی غیر انی لانبی بعدی[۱] ترجمہ: تم اے علی! مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں ﷺ۔

الحمد للہ تین چہل حدیث کا عدد تو کامل ہوا جن میں چوراسی ۸۴ حدیثیں مرفوع تھیں اور ستر ہ ۱۷ اتذییلات علاوہ، پہلے گزری تھیں سات۔ اس تکمیل میں بڑھیں ان ستر ہ میں بھی پانچ مرفوع تھیں تو جملہ مرفوعات یعنی وہ حدیثیں جو خود حضور پر نور خاتم النبیین ﷺ سے مروی حضور کے ارشاد و تقریر کی طرف منتہی ہیں نواسی ۸۹ ہوئیں لہذا چاہا کہ ایک حدیث مرفوع اور شامل ہو کہ نوے ۹۰ احادیث مرفوعہ کا عدد کامل ہو نیز ان اللہ وتر یحب الوتر (اللہ واحد ہے اور واحد کو پسند کرتا ہے۔ت) کا فضل حاصل ہو۔

میں آخری نبی اور میری امت آخری امت ہے:

تکمیل سٹن میں حضرت ابن زمل جہنی ﷺ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ان اللہ کان توابا پڑھتے پھر فرماتے یہ ستر ۷۰ سات سو ۷۰۰ کے برابر ہیں خراب خبر ہے جو ایک دن میں سات سو ۷۰۰ سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها تو یہ ستر کے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے۔ ان الحسنات یذهبن السیات، تو اس

---

[۱] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن عبداللہ بن عقیل حدیث ۳۳۲۱۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۶۰۹/۱۱

(ب) بعد حدیث ۱۰ اتذییل اول دو حدیث عبادہ بن صامت و ہشام بن عاص، وتذییل دوم دو حدیث حاطب و شیوخ والدی، وتذییل سوم حدیث بن سلام و بعد حدیث ۷۱ دو حدیث عبید و تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ منہ (م)

کے پڑھنے والے کے لئے نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا و حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے: کسی نے کچھ دیکھا ہے؟ ابن زمل نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا: بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر برا اور رب العالمین کے لئے ساری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا سبزہ چمک رہا ہے، شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے، اس میں ہر قسم کی گھاس ہے، پہلا ہجوم آیا، جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلاً نہ پھرے، پھر اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا، پھر دوسرا ہلہ آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا، سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھا لے لیا، پھر روانہ ہوئے، پھر عام اژدہام آیا، جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یا ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ ہو لیا، جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں، حضور کے آگے ایک سال خوردہ لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لے جاتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے، ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے

گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پا گئے، پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ وانا الیہ رجعون ○ اور اے ابن زمل! تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجہ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں وامّا ناقة التی رأیت ورأیتنی اتبعها فهی الساعة علینا تقوم لا نبی بعدی ولا اُمة بعد اُمتی اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی، نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت[1] صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی امتک اجمعین وبارک وسلم واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

تجلیل جمیل

بحمد اللہ ہیں (۳۰) احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر یہ ایک سو ایک ۱۰۱ حدیثیں ہیں اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ ۱۱۸ جن میں نوے ۹۰ مرفوع ہیں اور ان کے رواۃ واصحاب اکہتر ۷۱۔

گیارہ تابعی صحابہ وتابعین جن میں صرف گیارہ تابعی:

۱۔ امام اجل محمد باقر
۲۔ سعد بن ثابت
۳۔ ابن شہاب زہری
۴۔ عامر شعبی
۵۔ عبد اللہ بن ابی الہذیل
۶۔ علاء بن زیاد
۷۔ ابو قلابہ
۸۔ کعب احبار
۹۔ مجاہد مکی
۱۰۔ محمد بن کعب قرظی
۱۱۔ وہب بن منبہ

---

[1] کنز العمال بحوالہ البیہقی بحدیث ۳۲۰۱۸، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۵/۱۸۷۷ تا ۵۲۱

المعجم الکبیر حدیث ۸۱۴۶، عن ابن زمل الجهنی، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۸/۳۰۲ و ۳۰۳

اکاون صحابہ باقی ساٹھ صحابی ازاں جملہ اکاون صحابہ خاص اصول مرویات میں:

۱۲۔ ابی بن کعب
۱۳۔ ابو امامہ باہلی
۱۴۔ انس بن مالک
۱۵۔ اسماء بنت عمیس
۱۶۔ براء بن عازب
۱۷۔ بلال مؤذن
۱۸۔ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ
۱۹۔ جابر بن سمرہ
۲۰۔ جریر بن عبد اللہ
۲۱۔ جبیر بن مطعم
۲۲۔ حبشی بن جنادہ
۲۳۔ حذیفہ بن اسید
۲۴۔ حذیفہ بن الیمان
۲۵۔ حسان بن ثابت
۲۶۔ حویصہ بن مسعود
۲۷۔ ابو ذر
۲۸۔ ابن زمل
۲۹۔ زیاد بن لبید
۳۰۔ زید بن ارقم
۳۱۔ زید بن ابی اوفیٰ
۳۲۔ سعد بن ابی وقاص
۳۳۔ سعید بن زید
۳۴۔ ابو سعید خدری
۳۵۔ سلمان فارسی
۳۶۔ سہل بن سعد
۳۷۔ ام المؤمنین ام سلمہ
۳۸۔ ابو الطفیل عامر بن ربیعہ
۳۹۔ عامر بن ربیعہ
۴۰۔ عبد اللہ بن عباس
۴۱۔ عبد اللہ بن عمر
۴۲۔ عبد الرحمٰن بن غنم
۴۳۔ عدی بن ربیعہ
۴۴۔ عرباض بن ساریہ
۴۵۔ عصمہ بن مالک
۴۶۔ عقبہ بن عامر
۴۷۔ عقیل بن ابی طالب
۴۸۔ امیر المؤمنین علی
۴۹۔ امیر المؤمنین عمر

۵۰۔ عوف بن مالک اشجعی
۵۱۔ ام المومنین صدیقہ
۵۲۔ ام کرز
۵۳۔ مالک بن حویرث
۵۴۔ مالک بن سنان والد ابی سعید خدری
۵۵۔ محمد بن عدی بن ربیعہ
۵۶۔ معاذ بن جبل
۵۷۔ امیر معاویہ
۵۸۔ مغیرہ بن شعبہ
۵۹۔ ابن ام مکتوم
۶۰۔ ابو منظور
۶۱۔ ابو موسیٰ اشعری
۶۲۔ ابو ہریرہ

اور نو صحابی تذییلات میں:

۶۳۔ حاطب بن ابی بلتعہ
۶۴۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ
۶۵۔ عبداللہ بن زبیر
۶۶۔ عبداللہ بن سلام
۶۷۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص
۶۸۔ عبادہ بن صامت
۶۹۔ عبید بن عمرو لیثی
۷۰۔ نعیم بن مسعود
۷۱۔ ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ختم نبوت پر دیوبندی عقیدہ:

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط نبوت کا انہیں الفاظ موجودہ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آج کل کے بعض ضلال قاسان کفر وضلال نے تحریف معنوی کی اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذات لی یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نبی بالذات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض، باقی زمانے میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو

نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں اس کے رسالۂ ضلالت مقالہ کا خلاصۂ عبارت یہ ہے:

قاسم نانوتوی کا عقیدہ:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول الله و خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے اھ ملتقطاً[1]

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ وہ تاویل گھڑی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا وخاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا کما قال تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ترجمہ): وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظلمين الا خسارا ○ (القرآن الکریم ۱۷/۸۲) اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کیلئے شفاء

---

[1] تحذیر الناس، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، ص ۲۸،۳

ورحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔ اسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون (القرآن الکریم ۷/۱۸۵) قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔

صحابہ کرام اور ختم نبوت:

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ حدیثیں ایسی لکھیں جن میں تنہا ختم نبوت کا ذکر ہے باقی نوے ۹۰ احادیث اور اکثر تذییلات، ان پر علاوہ سو ۱۰۰ سے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنی پر خاتم ہونا بتارہی ہیں جسے وہ گمراہ ضال عوام کا خیال جانتا ہے اور اس میں نبی ﷺ کے لئے کوئی تعریف نہیں، نہ صحابہ کرام وتابعین عظام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گزرے مثلاً:

۱۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔

۲۔ انس رضی اللہ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔

۳۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

انہیں تو یہ گمراہ سب سے گا کہ وہ اسی وسوسة الخناس میں صاف یہ خود بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اسکا عذر یوں پیش کیا کہ:

اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا وہ عظیم الشان ہوگیا"۔

ثم آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی متواتر حدیثیں دیکھئے کہ:

۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔

۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔

۴۔ ہمیں پچھلے ہیں۔

۵۔ میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

۶۔ قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۔ رسالت ونبوت منقطع ہوگئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

۱۲۔ میرے بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے۔

۱۳۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

ادھر علمائے کتب سابقہ (ب) اللہ و رسول ﷺ علیہم السلام ارشادات سن سن کر شہادات ادا کریں گے کہ:

۱۔ احمد ﷺ خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ انکے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

(ب) نیز تذییلات میں مقوقس کی وہ حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے، ہرقل کی وہ حدیثیں کہ یہ خاتمہ آخر نبوت تھا، عبد اللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے، ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں، بلکہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخر ہیں۔ (م)

۳۔ وہ آخر الانبیاء ہیں۔

ادھر ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صدائیں آ رہی ہیں کہ:

۴۔ وہ پسین پیغمبراں ہیں۔

۵۔ وہ آخر مرسلان ہیں۔

خود حضرت عزت عزت عزتہ، سے ارشادات جانفزا و دلنواز آ رہے ہیں کہ:

۶۔ محمد ہی اوّل و آخر ہے۔

۷۔ اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

۸۔ وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹۔ اے محبوب! میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

۱۰۔ اے محبوب! میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔

۱۱۔ محمد آخر الانبیاء ہے ﷺ۔

مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سنے نہ انبیاء کی نہ مصطفٰے کی مانے نہ ان کے خدا کی۔ سب کی طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا، ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا، اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب ناسمجھی کے اوہام، خیالاتِ عوام ہیں، آخر الانبیاء ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ○ کذلک یطبع اللہ علی کل متکبر جبار ○ (القرآن الکریم ۴۰/۳۵) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ○ (القرآن الکریم ۳/۸) اللہ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے دل پر۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک تو ہی بڑا دینے والا۔

ہاں ان نوّے ۹۰ حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں، دو

حدیث سید عالم ﷺ کہ اے چچا! جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا، جیسے میں خاتم النبیین ہوں تم خاتم المہاجرین ہوگے۔ شاید وہ گمراہ یہاں بھی کہہ دے کہ تمام مہاجرین کرام مہاجر بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے۔ ایک اور حدیث الٰہی جل وعلا کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کرونگا اور ان کے دین و شریعت پر ادیان شرائع کو۔

او گمراہ اب یہاں بھی کہہ دے کہ اور دین دینِ بالعرض تھے یہ دین دینِ بالذات ہے توریت و انجیل و زبور اللہ تعالیٰ کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ: من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ○ (القرآن الکریم ۲۴/۴۰) نسأل اللہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد اخر المرسلین و خاتم النبیین والہ و صحبہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کے طلبگار ہیں، اور ہم سنورنے کے بعد بگڑنے اور ایمان کے بعد کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی سے اس کی پناہ کے طالب ہیں، حرکت اور طاقت نہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ سے جو بلند و عظیم ہے، اللہ تعالیٰ کی صلواتیں ہمارے آقا و مولیٰ محمد ﷺ پر جو رسولوں کے آخری اور نبیوں کے آخری ہیں اور آپ کی سب آل و اصحاب پر، والحمد للہ رب العلمین۔ (ت)

دیوبندی اور شیعہ عقائد میں مماثلت:

الحمد للہ کہ بیان اپنے منتہٰی کو پہنچا اور حق کا وضوح ذروۂ اعلیٰ کو۔ احادیث متواترہ سے اصل مقصد یعنی حضور اقدس ﷺ کا خاتم النبیین اور اہلبیت کرام کا ثبوت در سالت سے

بے علاقہ ہونا تو بروجہ تواتر قطعی خود ہی روشن و آشکارا ہوا اور اس کے ساتھ طائفہ تالفہ وہیہ قاسمیہ کو خاتم النبیین کو بمعنی آخر النبیین نہ ماننا، اور حضور اقدس ﷺ کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جاننا اس کے کفر خفی و نفاق جلی کا بھی بفضلہ تعالیٰ خوب اظہار ہوا اور ساتھ لگے رافضیوں کے چھوٹے بھائی حضرات تفضیلیہ کی بھی شامت آئی، اسد الغالب کی بارگاہ سے اسی ۸۰ کوڑوں کی سزا پائی، ان چھوٹے مبتدعوں کا رد یہاں محض ضمناً واستطراداً مذکور ورنہ ان کے ابطال مشرب ضلال سے قرآن عظیم واحادیث مرفوعہ واقوال اہلبیت وصحابہ وارشاداتِ امیر المومنین علی مرتضیٰ واولیائے کرام وعلمائے اعلام و دلائل شرعیہ اصلیہ وفرعیہ کے دفتر معمور۔ جس کی تفصیل جلیل وتحقیق جزیل فقیر غفراللہ تعالیٰ کی کتاب "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" ۱۲۹۷ھ میں مسطور ہے۔

منکرانِ ختم نبوت پر علمائے اسلام کی گرفت:

اب بتوفیقہ تعالیٰ تکفیر منکران ختم نبوت میں بعض نصوص ائمہ کرام لکھ کر بقیہ سوال کی طرف عنان گردانی منظور۔

علامہ تورپشتی:

(نص ۱) امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی معتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں: بحمد اللہ این مسئلہ در اسلامیان روشن تر از آن ست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت افتد اما این مقدار از قرآن از ترس آن یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاہلے را در شبہ اندازد وبسیار باشد کہ ظاہر بیان نکردن وبدین طریقہا پائے در نہند کہ خدائے تعالیٰ بر ہمہ چیز قادر ست کسے قدرت اورا منکر نیست اما چون خدائے تعالیٰ از چیزے خبر دہد کہ چنین خواہد بود یا نخواہد بود جز چنان نباشد کہ خدائے تعالیٰ ازان خبر دہد وخدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر نباشد منکر این مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلا در نبوت او معتقد نبا

شد کہ اگر برسالت او معترف بودے وے را در ہرچہ ازان خبر داد صادق دانستے وبہمان حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بدان درست شدہ است این نیز درست شد کہ وے بازپسین پیغمبران ست در زمان او وتا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد وہر کہ دریں بہ شک ست در آن نیز بہ شک ست وآنکس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفی ﷺ[1] بحمد اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ مسلمانوں میں روشن تر ہے کہ اسے بیان ووضاحت کی حاجت کیا ہے لیکن قرآن سے کچھ اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ کسی زندیق کے لئے کسی جاہل کو شبہ میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ رہے بسا اوقات کھلی بات کے بجائے یوں فریب دیتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت کا انکار نہیں کر سکتا لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے متعلق خبر دے دے کہ ایسے ہوگی یا نہ ہوگی تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی سے خبر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا، اس بات کا منکر وہی ہو سکتا ہے جو سرے سے نبوت کا منکر ہوگا جو شخص آپ کی رسالت کا معترف ہوگا وہ آپ ﷺ کی بیان کردہ ہر خبر کو سچ جانے گا جن دلائل سے آپ کی رسالت کا ثبوت بطریق تواتر ہمارے لئے درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ کے زمانہ میں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا جو آپ کی اس بات میں شک کرے گا وہ آپ کی رسالت میں شک کرے گا، جو شخص کہے آپ ﷺ کے بعد دوسرا نبی تھا یا ہے یا ہوگا اور جو شخص کہے کسی نبی کے آنے کا امکان ہے وہ کافر ہے یہی خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر صحیح ایمان کی شرط ہے۔ (ت)

---

۱ معتمد فی المعتقد (فارسی)

امام ابن حجر مکی:

(نص ۳،۲) امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں: تنبأ فی زمنہ رضی اللہ عنہ رجل فقال امھلونی حتی اتی بعلامۃ فقال من طلب منہ علامۃ کفر لانہ بطلبہ ذٰلک مکذب لقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا نبی بعدی [1] امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ کوئی نشانی دکھاؤں، امام اعظم نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد قطعی ومتواتر ضروری دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیریہ):

(نص ۴ تا ۷) فتاویٰ خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہیں: واللفظ للعمادی قال قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولو انہ حین قال ھذہ المقالۃ طلب غیرہ منہ المعجزۃ قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ و افتضاحہ لا یکفر [2] یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقاً کافر ہے، اور مشائخ متاخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ

[1] خیرات الحسان فی مناقب الامام الفصل الحادی والعشرون فی فراستہ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۹

[2] فتاوٰی ھندیۃ بحوالہ الفصول العمادیۃ، الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور، ۲/۲۶۳

طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوۃ میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام:

(نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے: واضح تکفیر مدعی النبوۃ و یظھر کفر من طلب منہ معجزۃ لا نہ بطلبہ لھا منہ مجوز لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ نعم ان اراد بذٰلک تسفیھہ وبیان کذبہ فلا کفر [1] مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں، ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

(نص ۹، ۱۰) اسی (اعلام بقواطع الاسلام) میں ہے: ومن ذٰلک (ای المکفرات) ایضا تکذیب نبی او نسبۃ تعمد کذب الیہ او محاربتہ اوسبہ او الاستخفاف ومثل ذٰلک کما قال الحلیمی مالو تمنی فی زمن نبینا او بعدہ ان لو کان نبیا فیکفر فی جمیع ذٰلک والظاھر انہ لافرق بین تمنی ذٰلک باللسان او القلب [2] اھ مختصراً ترجمہ: انہیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کر دیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے بُرا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انہیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا، ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۴۷

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۵۲

امام ابن حجر مکی:

(نص ۳،۲) امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں: تنبأ فی زمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ رجل قال امھلونی حتی اتی بعلامۃ فقال من طلب منہ علامۃ کفر لانہ بطلبہ ذٰلک مکذب لقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا نبی بعدی[1] امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ کوئی نشانی دکھاؤں، امام اعظم نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہوجائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد قطعی ومتواتر ضروردینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاوٰی ہندیہ (فتاوٰی عالمگیریہ):

(نص ۴ تا ۷) فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہیں: واللفظ للعمادی قال قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولو انہ حین قال ھذہ المقالۃ طلب غیرہ منہ المعجزۃ قیل یکفر الطالب والمتاخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ و افتضاحہ لا یکفر[2] یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہوجائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقًا کافر ہے، اور مشائخ متاخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ

[1] خیرات الحسان فی مناقب الامام الفصل الحادی والعشرون فی فراستہ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۱۹

[2] فتاوٰی ھندیۃ بحوالہ الفصول العمادیۃ، الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور، ۲/ ۲۶۳

طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوۃ میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہوجائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام:

(نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے: واضح تکفیر مدعی النبوۃ و یظھر کفر من طلب منہ معجزۃ لانہ بطلبہ لھا منہ مجوز لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ نعم ان اراد بذٰلک تسفیھہ وبیان کذبہ فلا کفر[1] مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں، ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

(نص ۹، ۱۰) اسی (اعلام بقواطع الاسلام) میں ہے: ومن ذٰلک (ای المکفرات) ایضا تکذیب نبی او نسبۃ تعمد کذب الیہ او محاربتہ اوسبہ او الاستخفاف ومثل ذٰلک کما قال الحلیمی مالو تمنی فی زمن نبینا او بعدہ ان لو کان نبیا فیکفر فی جمیع ذٰلک والظاھر انہ لافرق بین تمنی ذٰلک باللسان او القلب[2] اھ مختصراً ترجمہ: انہیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کردیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے بُرا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انہیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہوجاتا، ان صورتوں میں کافر ہوجائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۷۶

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۵۲

تمنا زبان سے یا صرف دل میں کرے اھ مختصراً۔ سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا، والعیاذ باللہ رب العلمین۔

(نص ۱۱ تا ۱۴) تتمۃ الدہر پھر ہندیہ میں بعض ائمہ حنفیہ سے اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے: واللفظ لہا اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات[1] ترجمہ: جب نہ پہچانے کہ نبی ﷺ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

طائفہ قاسمیہ:

مولیٰ سبحانہ وتعالٰی ہزاراں ہزار جزاہائے خیر وکرم ورضوان اتم کرامت فرمائے ہمارے علمائے کرام کو ان سے کسی نے کہہ دیا تھا کہ صد ہا برس بعد وہابیہ میں ایک طائفہ طائفہ قاسمیہ ہونے والا ہے کہ اگرچہ براہ نفاق وفریب کہ عوام مسلمین بھڑک نہ جائیں بظاہر لفظ خاتم النبیین کا اقرار کرے گا مگر اس کے یہ معنی آخر الانبیاء ہونے سے صاف انکار کرے گا اس معنی کو خیال عوام وناقابل مدح قرار دے گا، اسی دن کے لئے ان اجلۂ کرام نے لفظ اشہر واعرف ومکتوب فی المصحف اعنی خاتم النبیین کے عوض مسئلہ بلفظ آخر الانبیاء تحریر فرمایا کہ جو حضور کو سب سے پچھلا نبی نہ مانے مسلمان نہیں یعنی ختم نبوت اسی معنی پر داخل ضروریات دین ہے یہی مراد رب العالمین ہے، اسی ضروری دین وارشاد الٰہ العالمین کو یہ گمراہ معاذ اللہ عامی خیال بتاتے ہیں۔ مہمل ومختل ٹھہراتے ہیں قاتلہم اللہ انی یؤفکون (القرآن الکریم ۹/۳۰) (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) بحمد اللہ یہ کرامت علمائے کرام امت ہے فجزاہم اللہ المثوبات الفاخرۃ ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والاٰخرۃ امین (اللہ تعالٰی ان کو قابل فخر ثواب کی جزا دے اور ہمیں ان کی برکات سے دنیا وآخرت میں نفع عطا فرمائے۔ آمین۔ت)

فتاوٰی تاتارخانیہ:

تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے: رجل قال لا خر من فرشتہ توام فی موضع کذااعینک علی امرک فقد قیل انہ لا یکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملک بخلاف ما اذا قال انا نبی[1] یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بیشک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقا کہا میں فرشتہ ہوں بخلاف دعوٰی نبوت کہ بالاجماع کفر ہے۔ یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمنہ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد واسود خواہ بعد کما تقدم و سیاتی (جیسا کہ گزرا اور آگے آئے گا۔ت)

شفاء قاضی عیاض:

شفاء شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی میں ہے: (وکذلک یکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی (او) ادعی (نبوۃ احد بعدہ) فانہ خاتم النبیین بنص القراٰن والحدیث فہذا تکذیب اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کالعیسویۃ) وہم طائفۃ (من الیہود) نسبوا لعیسٰی بن اسحٰق الیہودی ادعی النبوۃ فی زمن مروان الحمار وتبعہ کثیر من الیہود وکان من مذہبہ تجویز حدوث النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (وکاکثر الرافضۃ القائلین بمشارکۃ علی فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبعدہ کالبزیغیۃ والبیانیۃ منہم) وہم اکفر من النصارٰی واشد ضررا

[1] الاشباہ والنظائر، کتاب السیر باب الردۃ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱/۲۹۶

[1] فتاوٰی ہندیہ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ پشاور، ۲/۲۶۶

منهم لانهم بحسب الصورة مسلمون ويلتبس امرهم على العوام (فهؤلاء) كلهم (كفار مكذبون للنبي صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لأنه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخبر انه خاتم النبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على ان هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تاويل ولا تخصيص فلا شک فی كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اجماعا وسمعا)[1] اھ مختصراً۔

یعنی اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن و حدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلاتا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسٰی بن اسحٰق یہودی کی طرف منسوب ہے، اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع ہوگئے، اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولا علی کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا شریک اور حضور کے بعد انہیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ و بیانیہ، ان لوگوں کا کفر نصارٰی سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑ جاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو

[1] كتاب الشفاء للقاضي عياض، فصل في بيان ما هو من المقالات، مطبعة شركة صحافية، ۲/۲۷۰، ۲۷۱

نسيم الرياض شرح شفاء لقاضي عياض فصل في بيان ما هو من المقالات دار الفكر بيروت، ۴/۵۰۶ تا ۵۰۹

خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات و احادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص، تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت و بحکم حدیث و آیت بالیقین کافر ہیں۔

منکرانِ ختمِ نبوت کے فرقے:

الحمد للہ اس کلام رشید نے ولید پلید و روافض بعید و قاسمیہ جدید و امیریہ مطرید کسی مردود و عنید کا تسمہ نہ لگا رکھا وللہ الحجۃ السامیہ، یہ فقرے آب زر سے لکھنے کے ہیں کہ ان خبیثوں کا کفر یہود و نصارٰی سے بدتر اور کھلے کافروں سے انکار زائد ضرر، والعیاذ باللہ العزیز الاکبر۔

مجمع الانہر:

و نیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے: اما الايمان بسيدنا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فيجب بانه رسولنا في الحال وخاتم الانبياء والرسل فاذا امن بانه رسول ولم يؤمن بانه خاتم الانبياء لا يكون مؤمنا[1] ترجمہ: ہمارے مولا ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ

(ـہ) اسی طرح طائفہ مرزائیہ متبعان غلام احمد قادیانی کہ سب سے تازہ ہے یہ بھی مرزا کو مرسل من اللہ بتاتا ہے اور خود مرزا اپنے اوپر وحی اترنے کا مدعی ہے اپنے کلام کو کلام الٰہی و منزل من اللہ بتاتا ہے اور اس کے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" سے منقول کہ اس میں صراحۃً اپنے آپ کو نبی بلکہ بہت انبیاء سے افضل لکھا ہے اس بارے میں ابھی چند روز ہوئے امرتسر سے سوال آیا تھا جس پر حضرت مصنف علامہ مدظلہ نے مدلل و مفصل فتوٰی تحریر فرمایا جس کا حسن بیان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام السوء والعقاب ہے۔ (وللہ الحمد، عفی عنہ مصحح)

[1] مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر باب المرتد، ثم ان الفاظ الكفر انواع دار احياء التراث العربي، بيروت، ۱/۶۹۱

معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہوگیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء ومرسلین کے خاتم ہیں، اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔ یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت بحسب ادعاء کے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب ﷻ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔ کما تقدم فی کلام الامام التور پشتی رحمہ اللہ تعالی (جیسا کہ امام تورپشتی کے کلام میں پہلے گزر چکا ہے۔ت)

علامہ یوسف اردبیلی:

امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں: من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لها او اعتقدنبیا فی زمانه صلی اللہ تعالی علیه وسلم او قبله من لم یکن نبیا کفر اھ ملخصاً[1] ترجمہ: جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہوجائے اھ ملخصاً۔

امام غزالی:

امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی ''کتاب الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں: ان الامت فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب، لهذا النص الذی اجمعت

[1] الانوار لاعمال الابرار

الامة علی انه غیر مؤول ولامخصوص[1] یعنی تمام امت محمدیہ صاحبها وعلیها الصلوۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑ یئے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل وتخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بکنے بڑانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تاویل وتخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

بحمد اللہ یہ عبارت بھی مثل عبارت شفاء ونسیم تمام طوائف جدیدہ قاسمیہ وامیریہ خذلهم اللہ تعالی کے ہذیانات کا رد جلیل وجلی ہے آٹھ آٹھ سو برس بعد آنے والے کافروں کا رد فرما گئے، یہ ائمہ دین کی کرامت جلی ہے۔

غنیۃ الطالبین:

غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا: ادعت ایضاان علیا نبی (الی قوله ﷺ) لعنهم اللہ وملئکته وسائر خلقه الی یوم الدین وقلع آثارهم واباد خضراء هم ولا جعل منهم فی الارض دیارافانهم بالغوا فی غلوهم ومرضوا علی الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا الایمان وجحدوا الاله والرسل والتنزیل فنعوذ باللہ ممن ذهب الی هذه المقالة[2] یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعوی بھی ہے کہ مولا علی نبی ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق

[1] الاقتصاد فی الاعتقاد

[2] غنیۃ الطالبین فصل علامات اہل بدعت کے بیان میں، مصطفی البابی مصر ۱/ ۸۸

قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ ان کے درخت کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دے تباہ کردے زمین پر ان میں کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انہوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ ورسول وقرآن سب کے منکر ہوگئے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے جو ایسا مذہب رکھے۔ الحمدللہ، اللہ ﷻ نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دار الفتن ہند پر محن کی زمین میں فتنوں کی بوچھار کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں کہیں تازہ نکل پڑے وہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ جلد جلد اپنے مقر سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہر الٰہی سے الم نهلك الاولين o ثم نتبعهم الآخرين o كذلك نفعل بالمجرمين (القرآن الکریم ۷۷/۱۶تا۱۸) ترجمہ: کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ ت) کا منتظر ہے۔

تحفہ شرح منہاج:

تحفہ شرح منہاج میں ہے: او كذب رسولا او نبيا او نقصه باى منقص كان صغر اسمه مريدا تحقيره او جوز نبوة احد بعد وجود نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وعيسى عليه الصلوة والسلام نبى قبل فلا يرد [1] یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے، مثلاً بہ نیت توہین اس کا نام چھوٹا کر کے لے یا ہمارے نبی ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے ان سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

شرح فرائد:

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں: فساد مذهبهم

[1] المعتقد المنتقد بحوالہ التحفہ شرح المنہاج مع المستند المعتمد، مکتبہ حامدیہ، لاہور، ص ۱۲۷،۲۸

غنى عن البيان بشهادة العيان، كيف وهو يؤدى الى تجويز مع نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم اوبعده، و ذلك يستلزم تكذيب القرآن اذ قد نص على انه خاتم النبيين واخر المرسلين، وفى السنة انا العاقب لا نبى بعدى، واجمعت الامة على ابقاء هذا الكلام على ظاهره وهذا احدى المسائل المشهورة التى كفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالى. فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پاسکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے معنی پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں، یہاں مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

نقل هذين خاتم المحققين معين الحق المبين السيف المسلول مولانا فضل الرسول قدس سره فى المعتقد المنتقد۔ ترجمہ: یہ مذکورہ دونوں عبارتیں خاتم المحققین، حق مبین کے معاون کھنچی تلوار مولانا فضل رسول قدس سرہ نے اپنی کتاب المعتقد المنتقد میں نقل کی ہیں۔ [1]

مواہب شریف:

مواہب شریف آخر نوع ثالث، مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح

[1] المعتقد المنتقد بحوالہ شرح الفرائد للنابلسی مع المستند المعتمد، مکتبہ حامدیہ، لاہور، ص ۱۱۳،۱۵

مسمّی بالتقاسیم والانواع سے نقل فرمایا: من ذهب الیٰ ان النبوة مکتسبة لا تنقطع او الیٰ ان الولی افضل من النبی فهو زندیق الیٰ آخره[1] ترجمہ: جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی، یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریہ ہے۔

علامہ زرقانی نے اس کی دلیل میں فرمایا: لتکذیب القرآن وخاتم النبیین[2] یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن عظیم وختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے۔

امام نسفی:

بحر الکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے: صنف من الروافض قالوا بان الارض لا تخلو عن النبی والنبوة صارت میراثا لعلی واولاده وقال اهل السنة والجماعة لا نبی بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال اللہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانه انکر النص وکذالک لو شک فیه[3] ببعض اختصار۔ ترجمہ: رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور ان کی اولاد کے لئے میراث ہوگئی ہے اور اہلسنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم ونص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

[1] المواهب اللدنیه، المقصد السادس، النوع الثالث، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۸۳/۳

[2] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه، المقصد السادس النوع الثالث، دار المعرفة بیروت ۱۸۸/۶

[3] روح البیان، آیة ما کان محمد ابا احد من رجالکم تحت المکتبة الاسلامیه ریاض الشیخ، ۱۸۸/۷

تمہید ابو شکور سالمی:

تمہید ابو شکور سالمی میں ہے: قالت الروافض ان العالم لا یکون خالیا عن النبی قط وهذا کفر لان اللہ تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافرا ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافرا لانه شک فی النص ویجب الاعتقاد بانه ما کان لاحد شرکة فی النبوة لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی النبوة وهذا منهم کفر[1] ترجمہ: رافضی کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی اور یہ کفر ہے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے وخاتم النبیین اب جو دعوی نبوت کرے کافر ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر کہ اسے ارشاد الٰہی میں شک پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اس کا اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوت محمد ﷺ کا شریک نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولیٰ علی کو حضور اقدس ﷺ کے شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ ان کا کفر ہے۔

مولانا عبد العلی:

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی محمد شرح سلم میں فرماتے ہیں: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین وابو بکر رضی اللہ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء وهاتان القضیتان مما یطلب بالبرهان فی علم الکلام والیقین المتعلق بهما یقین ثابت ضروری باق الی الابد ولیس الحکم فیهما علی امر کلی یجوز العقل تناول هذا الحکم لغیر هذین الشخصین

[1] التمهید فی بیان التوحید، الباب السابع فی المعرفة والایمان دار العلوم حزب الاحناف لاهور، ص ۱۱۳، ۲

وانکار هذا مکابرۃ و کفر[1] محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہے اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابدالآباد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے لئے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کے لئے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔ فیه لف ونشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

امام احمد قسطلانی:

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول، پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اول فصل ثانی میں فرماتے ہیں: العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی ولدنی شیطانی والمحک هو الوحی و لا وحی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، واما قصة موسیٰ مع الخضر علیهما الصلٰوۃ والسلام فالتعلق بها فی تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی الحاد و کفر یخرج عن الاسلام موجب لاراقة الدم والفرق ان موسیٰ علیه الصلٰوۃ والسلام لم یکن مبعوثا الی الخضر، ولم یکن الخضر مامورا بمتابعته ومحمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الیٰ جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان، فمن ادعی انه مع محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کالخضر مع موسیٰ علیهما الصلٰوۃ والسلام او جوز ذلک لاحد من الامة فلیجدد اسلامه (لکفره بهذه الدعوی) ولیشهد

---

[1] شرح مسلم لعبد الغنی، بحث تحسینات آخر کتاب، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۶۰

شهادة الحق (لیعود الی الاسلام) فانه مفارق لدین الاسلام بالکلیة فضلا عن ان یکون من خاصة اولیاء اللہ تعالٰی وانما هو من اولیاء الشیطٰن و خلفائه ونوابه (فی الضلال والاضلال) والعلم اللدنی الرحمانی هو ثمرة العبودیة والمتابعة لهٰذا النبی الکریم علیه ازکی الصلٰوۃ واتم التسلیم وبه یحصل الفهم فی الکتاب والسنة بامر یختص به صاحبه کما قال علی (امیر المؤمنین) وقد سئل (کما فی الصحیح وسنن النسائی) هل خصکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم بشیئ دون الناس (کما تزعم الشیعة) فقال لا الا فهما یؤتیه اللہ عبدا فی کتابه[1] مختصراً مزیدا ما بین الهلالین من شرح العلامة الزرقانی. رزقنا اللہ تعالٰی بمنه والائه بفضل رحمته باولیائه وصل وسلم علی خاتم انبیائه محمد واله وصحبه واحبائه امین. یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی، اور ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے کہ میرا یہ علم وحی جدید کے مطابق ہے، رہا خضر وموسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ (کہ خضر کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ تھا) اسے یہاں دستاویز بنا کر علم لدنی کے سبب وحی کی پروانہ رکھنا نری بے دینی و کفر ہے، اسلام سے نکال دینے والی بات ہے جس کے قائل کا قتل واجب، اور فرق یہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے نہ خضر

---

[1] المواهب اللدنیة المقصد السابع، الفصل الاول علامات محبة الرسول، المکتب الاسلامی بیروت، ۳/ ۷۸-۲۹۶

شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، الفصل الاول علامات محبة الرسول، دارالفکر بیروت، ۲/ ۳۱۰-۳۱۱

کو ان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے کان النبی یبعث الی قومه خاصة) اور محمد ﷺ تمام جن وانس (بلکہ تمام ماسوائے اللہ) کی طرف مبعوث ہیں (وارسلت الی الخلق کافة) تو حضور کی رسالت ہر زمانے میں سب جن و انس کو شامل ہے تو جو مدعی ہو کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ایسے تھے جیسے موسیٰ کے ساتھ خضر، امت میں کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن مانے وہ نئے سرے سے مسلمان ہو کہ اس قول کے باعث کافر ہو گیا مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھے کہ وہ دین اسلام سے یک لخت جدا ہو گیا چہ جائے کہ اللہ ﷻ کے خاص اولیاء سے ہو وہ تو شیطان کا ولی اور گمراہی وگمراہ گری میں ابلیس کا خلیفہ و نائب ہے علم لدنی رحمانی بندگی خدا و پیروی محمد ﷺ کا پھل ہے جس سے قرآن و حدیث میں ایک خاص سمجھ حاصل ہو جاتی ہے جس طرح صحیح بخاری وسنن نسائی میں ہے کہ امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے سوال ہوا کہ تم اہل بیت کو نبی ﷺ نے کوئی خاص شے ایسی عطا فرمائی ہے جو اور لوگوں کو نہ دی جیسا کہ رافضی گمان کرتے ہیں؟ فرمایا: نہ مگر وہ سمجھ جو اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں عطا فرمائی اھ مختصراً ملالین میں شرح زرقانی کی عبارت زائد لائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وفضل، احسان ونعمت ہمیں عطا فرمائے بوسیلہ اولیاء اللہ صلوٰۃ واسلام نازل فرمائے خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر اور ان کی آل واصحاب سب پر۔ آمین۔ ت

سیّد کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا

ولید پلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا ہر منکر عنید صراحۃً جاحد ہو یا تاویل کا مریدِ مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید امیری، قاکی، مشہدی مرید، رافضی غالی وہابی شدید، سب صریح کافر مرتد طرید علیهم لعنة العزیز الحمید (ان پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو) اور جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انه لیس من اهلک انه عمل غیر

صالح (القرآن الکریم ۱۱/۴۶) وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (ت) نہ اسے سید کہنا جائز۔

منافق کو سیّد نہ کہو

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا تقولوا للمنافق سید فانه ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم ﷻ[1] رواه ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدة رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: منافق کو سید نہ کہو کیا اگر وہ تمہارا سید ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب ﷻ کا غضب ہو (اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا) روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربه ﷻ[2] ترجمہ: جو کسی منافق کو "اے سید" کہے اس نے اپنے رب کا غضب اپنے اوپر لیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام بحمد اللہ تعالی خباثت کفر سے محفوظ ومصون ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا، قال اللہ تعالیٰ: انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (القرآن الکریم ۳۳/۳۳) ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک کر دے ستھرا کرکے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب لا یقول المملوک ربی وربتی، آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۲۳

[2] المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، دار الفکر بیروت، ۴/۳۱۱

تمام فوائد اور بزار و ابو یعلیٰ مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله و ذريتها على النّار[1] ترجمہ: بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ ﷻ نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کردیا۔

اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں

ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سالت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بيتي النار فاعطانيها[2] ترجمہ: میں نے اپنے رب ﷻ سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

اہل بیت عذاب سے بری ہیں:

طبرانی بسند رواتہ افادہ الهيتمي في الصواعق حيث قال جاء بسند رواته ثقات انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال لفاطمة فذكره ۱۲ منہ صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ان الله تعالى غير معذبك ولا ولدك[3] ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے

---

[1] المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، دار الفکر بیروت، ۱۵۲/۳

[2] کنز العمال بحواله ابن بشران في اماليه عن عمران بن حصين حديث ۳۴۱۴۹، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۹۵/۱۲

رہیثمی نے صواعق میں اس کا افادہ کیا جہاں انہوں نے کہا سند کے ساتھ مروی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا تو پھر اس حدیث کو ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

[3] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۶۸۵، المکتبة الفیصلیة، بیروت، ۲۶۳/۱۱

عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حضرت فاطمہ کی وجہ تسمیہ:

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انما سميت فاطمة لان الله فطمها وذريتها عن النار يوم القيمة[1] ترجمہ: فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ ﷻ نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا۔

اہل بیت آگ میں نہیں جاسکتے:

قرطبی آیہ کریمہ ولسوف يعطيك ربك فترضى کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ انہوں نے فرمایا: رضا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ان لا يدخل احد من اهل بيته النار[2] یعنی اللہ ﷻ نے حضور اقدس ﷺ سے راضی کردینے کا وعدہ فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔ نار دو قسم کی ہے، نار تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نار خلود کافر کے لئے ہے، اہل بیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ وحضرت بتول زہرا وحضرت سید مجتبیٰ وحضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ

---

[1] المواهب اللدنية، بحواله ابن عساكر، المقصد الثانی، الفصل الثانی، المكتب الاسلامی، بیروت، ۹۳/۲

تنزيه الشريعة بحواله ابن عساكر باب مناقب السبطين الفصل الاول، دار الكتب العلمية، بیروت، ۴۰۳/۱

[2] الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) تحت آیة ولسوف يعطيك ربك، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۹۵/۲۰

محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم ہاں نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالیٰ مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔

شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث مذکور: انما سمیت فاطمۃ هی فاما هی وابنا ها فالمنع مطلق واما من عداهم فالممنوع عنهم نار الخلود۔ واما ماروا ه ابو نعیم والخطیب ان علیا الرضا بن موسی الکاظم ابن جعفر الصادق سئل عن حدیث ان فاطمة احصنت فقال خاص بالحسن و الحسین وما نقله الاخبار یون عنه من توبیخه لاخیه زید حین خرج علی المامون وقوله اغرک قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان فاطمة احصنت الحدیث ان هذا لمن خرج من بطنها لا لی ولا لک فهذا من باب التواضع وعدم الاغترار بالمناقب وان کثرت کما کان الصحابة المقطوع لهم بالجنة علی غایة من الخوف والمراقبة والا فلفظ ذریة لا یخص بمن خرج من بطنها فی لسان العرب ومن ذریته داؤد وسلیمن الأیة وبینهم وبینه قرون کثیرة فلا یرید ذلک مثل علی الرضا مع فصاحته ومعرفته لغة العرب علی ان التقلید بالطائع یبطل خصوصیة ذریتها ومحبیها الا ان یقال لله تعذیب الطائع فالخصوصیة ان لا یعذ به اکراما لها والله اعلم[1] اھ مختصرا ورأیتنی کتبت علی ها مش قوله الا ان یقال ما نصه۔ اقول ولا

---

[1] شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الثانی، دارالمعرفۃ، بیروت ۲۰۳/۳

یجدی فان الوقوع ممنوع باجماع اهل السنة واما الامکان فثابت عند من یقول به الی خلاف ائمتنا الماتریدیة رضی الله تعالٰی عنهم فانهم یحیلونه وقد تکلمت فی مسئلة علی هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما یکفی ویشفی فانی اجدنی فیها ارکن وامیل الی قول ساداتنا الاشعریة رحمهم الله تعالٰی و رحمنا بهم جمیعا والله اعلم بالصواب فی کل باب۔ ترجمہ: بیشک فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا یہ نام ہے لیکن فاطمہ اور ان کے بیٹے تو ان پر مطلقاً جہنم کی آگ ممنوع ہے لیکن ان کے ماسوا کے لئے جہنم کا خلود ممنوع ہے۔ آپ پر اور ان پر اللہ تعالٰی کا سلام ہو۔ اور لیکن جو ابونعیم اور خطیب نے روایت کیا ہے کہ علی رضا ابن موسٰی کاظم ابن جعفر الصادق سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ فاطمہ نے اپنے حرم گاہ کو محفوظ رکھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا یہ حسن اور حسین کے لئے خاص ہے اور وہ جو مورخین نے ان سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے اپنے بھائی زید کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا جب اس نے مامون پر خروج کیا اور کہا کیا تجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان نے غرور میں مبتلا کیا ہے کہ فاطمہ نے اپنی حرم گاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ (الحدیث) اس پر انہوں نے فرمایا یہ میرے اور تیرے لئے خاص نہیں بلکہ جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بطن سے پیدا ہوا ہے ان سب کے لئے ہے، تو یہ تواضع اور مناقب کثیرہ کے باوجود غرور نہ کرنے کے باب سے ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جنت قطعی ہے اس کے باوجود وہ خوف و مراقبہ میں مبتلا تھے، ورنہ تو ذریت کا لفظ عربی زبان میں ایک پیٹ کی اولاد کے لئے خاص نہیں، جیسے آیہ کریمہ ومن ذریته داؤد سلیمن ہے، حالانکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور داؤد و سلیمٰن علیہما السلام کے درمیان کئی قرون کا فیصلہ ہے، لہٰذا علی رضا اپنی فصاحت اور عربی لغت کی معرفت کے باوجود یہ خاص مراد نہیں لے سکتے، علاوہ ازیں نافرمان کی تقلید حضرت زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد کی

خصوصیت کو باطل کر دیتی ہے، مگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نافرمان کی تعذیب کا اختیار ہے لیکن حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اکرام کے لئے اسے عذاب نہیں دیتا، واللہ تعالیٰ اعلم اھ مختصراً۔ میں نے زرقانی کے قول "الا ان یقال" پر حاشیہ لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) ان کا یہ بیان مفید نہیں ہے عذاب کا وقوع تو باجماع اہلسنت ممنوع ہے، باقی رہا امکان تو یہ اس قائل کے ہاں ثابت ہے جو ہمارے ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہے کیونکہ یہ ائمہ محال سمجھتے ہیں، میں نے اس مسئلہ پر کتاب مسلم الثبوت کی شرح بحرالعلوم فواتح الرحموت پر حاشیہ میں کافی اور شافی بحث کی ہے میں نے وہاں اپنے کو سادات اشعریہ رحمہم اللہ کے قول کی طرف مائل پایا، اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

اذا تقرر ذلک فمن علمت نسبته الی آل البیت النبوی والسر العلوی لا یخرجه عن ذلک عظیم جنایته ولا عدم دیانته وصیانته ومن ثم قال بعض المحققین ما مثال الشریف الزانی او الشارب او السارق مثلاً اذا اقمنا علیه الحد الا کامیر اوسلطان تلطخت رجلاه بقذر فغسله عنهما بعض خدمه ولقدیر فی هذا المثال وحقق ولیتامل قول الناس فی امثالهم الولد العاق لا یحرم المیراث نعم الکفران فرض وقوعه لاحد من اهل البیت والعیاذ باللہ تعالیٰ هو الذی یقطع النسبة بین من وقع منه وبین شرفه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انما قلت ان فرض لا ننی اکادان اجزم ان حقیقة الکفر لا تقع ممن علم اتصال نسبه الصحیح بتلک البضعة الکریمة حاشا هم اللہ من ذلک و قد احال بعضهم وقوع نحو الزنا واللواط ممن

علم شرفه فما ظنک بالکفر[1] ترجمہ: تو جب یہ ثابت ہوا تو جس کی نسبت اہلبیت نبی اور علوی حضرات کی طرف معلوم ہے تو اس کی بڑی جنایت اور عدم دیانت وصیانت اس کو اس نسبت سے خارج نہ کرے گی، اس بات کی بناء پر بعض محققین نے فرمایا زانی یا شرابی یا چور سید پر حد قائم کرنے کی مثال صرف یہی ہے جیسے امیر یا سلطان کا کوئی خادم اس کے پاؤں پر لگی نجاست کو صاف کرے، اس مثال کو غور سے سمجھا جائے اور لوگوں کی اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ نافرمان اولاد وراثت سے محروم نہیں ہوتی، ہاں اگر ان حضرات سے کفر کا وقوع فرض کیا جائے، والعیاذ باللہ تو اس سے وہ نسبت منقطع ہو جائے گی، میں نے صرف فرض کرنے کی بات اس لئے کی ہے کیونکہ مجھے جزم کی حد تک یقین ہے کہ جو صحیح النسب سید ہو اس سے حقیقی کفر کا وقوع نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بالاتر رکھے، بعض نے ان سے زنا اور لواطت جیسے افعال کو بھی محال کہا ہے بشرطیکہ ان کی نسبی شرافت یقینی ہو تو پھر کفر کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ (ت)

شیخ اکبر اور اہلبیت:

امام الطریقۃ لسان الحقیقۃ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں: لما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عبداً مخصا قد طهره اللہ و اهل بیته تطهیرا واذهب عنهم الرجس وهو کل ما یشینهم فهم المطهرون بل هم عین الطهارة فهذه الآیة تدل علی ان اللہ تعالیٰ قد شرک اهل البیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی قوله تعالیٰ لیغفر

[1] فتاویٰ حدیثیہ، طلب ما الحکمة فی خصوص اولاد فاطمه بالمشرف، المطبعة الجمالیة، مصر، ص ۱۲۲

لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر، و ای وسخ وقذر من الذنوب فطھر اللہ سبحانہ نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالمغفرۃ مما ھو ذنب بالنسبۃ الینا فدخل الشرفاء اولاد فاطمۃ کلھم رضی اللہ عنھم الی یوم القیمۃ فی حکم ھذہ الاٰیۃ من الغفران الی اٰخر ما افادوا جادو لمہ کلام طویل نفیس جلیل فعلیک بہ رزقنا اللہ العمل بما یحبہ ویرضاہ امین[1] ترجمہ: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالٰی کے خاص عبد ہیں کہ ان کو اور ان کے اہل بیت کو کامل طور پر پاک کر دیا ہے اور ناپاکی کو ان سے دور کر دیا ہے اور رجس ہر ایسی چیز ہے جو ان حضرات کو داغدار کرے تو وہ پاکیزہ لوگ بلکہ وہ عین طہارت ہیں، تو اللہ تعالٰی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اہل بیت کو طہارت میں شریک فرمایا ہے جس پر آیۂ کریمہ ہے "لیغفر لک اللہ" اللہ تعالٰی نے آپ کے لئے پہلے اور پچھلے آپ کے خطایا معاف کر دیے یعنی گناہوں کی میل وقذر سے آپ کو پاک رکھا ہے جو ہماری نسبت سے گناہ ہو سکتے ہیں تو تمام سادات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد اس حکم میں داخل ہے یہ، تک جو حضرت شیخ نے بہترین ذکندہ مند کلام فرمایا یہاں آپ کا جلیل نفیس طویل کلام ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس کی طرف راجع ہوں اللہ تعالٰی ہمیں اپنے پسندیدہ عمل کا حصہ عطا فرمائے، آمین ا ت

بدعقیدہ سید:

اگر کے بعض کٹر نیچری بیشار اشد غالی رافضی بہت سچے طمد جھوٹے صوفی بکھفت خاتم شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرین ضروریات دین ہیں سید کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

---

[1] الفتوحات المکیۃ، الباب التاسع والعشرون، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱/۱۹۶

اقول: کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت والناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں ست) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول و علیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار، کافر نجس ہے قال تعالٰی انما المشرکون نجس (القرآن الکریم ۲۸/۹) (اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک مشرک نرے ناپاک ہیں) اور سادات کرام طیب وطاہر قال اللہ تعالٰی ویطھرکم تطھیرا (القرآن الکریم ۳۳/۳۳) (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے) اور نجس وطاہر باہم متباین ہیں کہ ایک شی پر معاً ان کا صدق محال، جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اس کا سید صحیح النسب نہ ہونا ضرور ظاہر، اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ سے براہ دعویٰ سید بن بیٹھے:

غلہ تا ارزاں شود امسال سیدی شوم

(اس سال سیدوں کا تاکہ غلہ ارزاں میں آسانی ہو)

رافضی سید:

رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، آج ایک رذیل سارذیل دوسرے شہر میں جا کر رفض اختیار کرے کل میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یونہی مشہور چلا آتا ہو، اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت تامہ ہے، علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و فضائل اھل بیت الطاھرین میں فرماتے ہیں: ومن این تحقق

ذلک لقیام احتمال زوال بعض النساء و کذب بعض الاصول فی الانساب[1]

ترجمہ: یہ کیسے ثابت ہوا جبکہ بعض عورتوں کی غلط کاری اور نسب بنانے میں بعض مردوں کے جھوٹ کا احتمال ہے۔ت

یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا ﷲ ہزار ہزار حاشا ﷲ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر و کافری کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم ﷺ کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذاً باللہ دخول نار کے لائق، الحمدللہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

تین قیاس پر مشتمل

دلیل اول:

(۱) یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس۔ نتیجہ: یہ شخص نجس ہے۔

(۲) ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں، نتیجہ: کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

(۳) اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہی شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

قیاس اول کا صغریٰ مفروض اور کبریٰ منصوص اور دوم کا صغریٰ منصوص اور کبریٰ بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم:

قیاس مرکب، یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن، یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار۔

نتیجہ: یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی ﷺ کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحق نار نہیں۔

---

[1] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل البیت الطاہرین، محمد بن علی صبان مصری

نتیجہ: یہ شخص نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔

نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

پہلا کبریٰ منصوص قرآن، اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان، اور تیسرا عقلاً وفقہاً واضح البیان۔

والحمدللہ الکریم المنان والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا ومولانا سید الانس والجان خاتم النبیین بنص الفرقان وعلی الہٖ وصحبہ وتابعیہم باحسان وعلینا معہم یااللہ یارحمٰن اٰمین اٰمین یارؤف یاحنان سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ تمام تعریفیں احسان فرمانے والے اللہ کریم کے لئے تام وکامل صلوٰۃ وسلام ہمارے آقا ومولیٰ انسان وجن کے سردار، قرآنی نص سے خاتم النبیین اور آپ کی آل واصحاب اور تابعین اور ان کے ساتھ ہم پر، یا اللہ یارحمان، آمین آمین، اے شفقت ومہربانی فرمانے والے! تو پاک ہے اے اللہ! اور تیری ہی تعریفیں، گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر کوئی معبود برحق نہیں، تجھ سے بخشش کا طالب ہوں اور تیری طرف ہی رجوع، اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑے علم والا اور اسی جل مجدہ کا علم نہایت تام اور نہایت قطعی ہے۔ت

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ



تقریظ جناب مولانا شیخ احمد مکی مدرس مکہ معظمہ دام مجدہ

الحمد لله الذی جعلنا من ذوی العقول و منحنا بالرضا والقبول نسأله الصلوة والسلام كما ينبغی لجلال عظمة قدر نبینا و سیدنا محمد ﷺ خاتم الانبیاء وسید كل رسول اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له المنزه عن الكذب والاقول والصلوة والسلام علی سیدنا محمدخاتم انبیائه واشرف رسله المبعوث الی كافة الخلق والی الاسود والاحمر هو الشافع المشفع فی المحشر صلی الله تعالی علیه وعلی اله واصحابه المصابیح العزر وعلی الائمة المجتهدین الی یوم الیقین اما بعد فقد نورت جفنی باثمدهذا الجواب فیاطرب من جواب اصاب لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه بل هدایة مهداة الی الحق والصواب وكیف لا وهو للبحرالطمطام والحبر الفهام قدوة الفقهاء والمحدثین وزبدة الكملاء والمفسرین ریاض البلغاء المتكلمین ومركز الفصحاء الماهرین جامع المتون وشارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحافظ القاری الشیخ احمد رضا خان لا زالت شموس افاضته علی العلمین مشرقة وصمصام اجوبته لاعناق الملحدین قاطعة جزاه الله عنا وعن المسلمین خیرا لجزاء وجمع الله شمله مع الاوتاد والنجباء فلعمری ان هذا الجواب لا یقبله الا ذو قلب سلیم ولا یخوض فیه بالباطل الا الملحد الزندیق الرجیم كما قیل۔

الحمدلله ان الحق قد ظهرا
الا علی اكمه لا یعرف القمرا
من فاضل نال من اٰبائه الشرفا
اروی سحاب نداه الجن والبشرا

والحق ان من یضلل الله فلا هادی له ومن یهد ه فلا مضل له اللهم اجعلنا متصفین بالافعال كما جعلتنا واصفین بالاقوال وارضنا وارض عنا بجاه سیدنا محمد والاٰل واحفظنا عن زائغ الزائغین ومن همزات الشیاطین واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین نمقه ببنانه الراجی عفو ربه الحقی الباری احمد المكی الجشتی الصابری الامدادی المدرس بالمدرسة الاحمدیة الواقعة فی مكة المحمیة ۱۳۱۷ھ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ذوالعقول بنایا اور رضا و قبول کا تحفہ دیا، اس سے ہم اپنے نبی و سردار محمد ﷺ جو انبیاء کے پچھلے اور تمام رسولوں کے سردار کی پُر جلال عظمتِ قدر کے مناسب پر صلوٰۃ و سلام کا سوال کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں جو کذب اور بے جا باتوں سے پاک ہے، ہمارے سردار، اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسولوں کے خاتم و اشرف، جو تمام مخلوق کی طرف مبعوث و محشر کے روز شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت مقبول ہے سیدنا محمد پر صلوٰۃ و سلام اور ان کی آل و اصحاب پر جو قابلِ قدر چراغ ہیں اور ائمہ مجتہدین پر قیامت تک، امابعد میں نے اس جواب کے سرمۂ اثمد سے اپنی پلکوں کو منور کیا، کیا ہی خوشی ہے ایسے جواب باصواب سے کہ باطل اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا، بلکہ یہ نری ہدایت ہے جو حق و صواب تک پہنچانے والی ہے کیوں نہ ہو کہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر، انتہائی فہم والے ماہر فقہاء اور محدثین کے

مقتدا، کاملین ومفسرین کے نشان، مبلغ کلام والوں کے باغ، فصیح ماہرین کے مرکز، متون کے جامع، فنون کے شارح، پاکیزہ، متقی، نعمانِ وقت مولانا الحاج حافظ قاری الشیخ احمد رضا خاں کا یہ جواب ہے ان کے فیض کا سورج تمام جہانوں پر چمکتا رہے اور ان کے جوابات کی تلوار ملحدین کی گردن کو کاٹتی رہے، اللہ ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی مقبول خدمات کو اوتاد ونجباء کے ساتھ شمار فرمائے، مجھے اپنی عمر کی قسم اس جواب کو صرف سلیم قلب والے لوگ ہی قبول کریں گے اور اس میں باطل کی تلاش صرف ملحد وزندیق مردود کو ہی ہوگی، جیسے کسی نے کہا:

الحمد للہ بیشک حق ظاہر ہوا مگر اندھوں کے لئے نہیں جو چاند کو
نہیں پہچانتے، یہ ظہور ایسے فاضل سے ہوا جس نے اپنے آباء واجداد
سے شرف پایا، اس کی مجلس کے بادل نے جن وبشر کو سیراب کیا۔

یہ حق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں، اے اللہ! ہمیں افعال میں ایسے متصف فرما جیسے تو نے ہمیں اقوال میں واصف بنایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پاک کے وسیلہ سے ہمیں راضی بنا اور ہم سے راضی رہ، اور ہمیں گمراہوں کی گمراہی اور شیطانوں کی شیطنت سے محفوظ فرما، ہماری آخری التجا اللہ رب العالمین کی حمد ہے، احمد مکی چشتی صابری امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ نے ۱۳۱۷ھ میں اپنے دستخطوں سے مکہ مکرمہ میں جاری کیا۔ت

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

(سن تصنیف: ۱۳۲۰ھ / 1902ء)

تصنیف لطیف

از: امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا محدث حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی ﷺ

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجیے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

مسئلہ

از امرتسر، کڑہ کرم سنگھ، کوچہ محمد اشاہ، مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب واعظ ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۰ھ

بسمہ سبحانہ، مستفتی نے ظاہر کیا کہ ایک شخص نے درانحالیکہ مسلمان تھا ایک مسلمہ سے نکاح کیا، زوجین ایک عرصہ تک باہم مباشرت کرتے رہے، اولاد بھی ہوئی، اب کسی قدر عرصہ سے شخص مذکور مرزا قادیانی کے مریدوں میں منسلک ہو کر صبغ عقائد کفریہ مرزائیہ سے مصطبغ ہو کر علی رؤس الاشہاد ضروریاتِ دین سے انکار کرتا رہتا ہے، سو مطلوب عن الاظہار یہ ہے کہ شخص مذکور شرعاً مرتد ہو چکا اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علیحدہ ہو چکی اور منکوحہ مذکورہ کا کل مہر معجّل، مؤجّل مرتد مذکور کے ذمہ ہے، اولاد صغار اپنے والد مرتد کی ولایت سے نکل بھی یا نہ؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کر کے اجر حاصل کیجئے۔ت)

خلاصہ جوابات امرتسر:

(۱) شخص مذکور بباعث آنکہ ہم عقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاق علمائے دین کافر ہے، مرتد ہو چکا، منکوحہ زوجیت سے علیحدہ ہو چکی، کل مہر بذمہ مرتد واجب الادا ہو چکا، مرتد کو اپنی اولاد صغار پر ولایت نہیں۔

(ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ)

(۲) شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ بتاتا ہے اور اس کے مرید اس کو نبی مرسل جانتے ہیں، اور دعوی نبوت کا بعد رسول اللہ ﷺ کے بالاجماع کفر ہے، جب اس طائفے کا ارتداد ثابت ہوا، پس مسلمہ ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہو گئی ہے، عورت کو مہر ملنا ضروری ہے، اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق ہے، عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی۔

(۳) لا یشک فی ارتداد من نسب المسمریزم الذی ھو من اقسام السحر الی الانبیاء علیھم السلام واھان روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیھما السلام وادعی النبوۃ وغیرھا من الکفریات کالمرزا فنکاح المسلمۃ لا شک فی فسخہ لکن لھا المھر والاولاد الصغائر، ابو الحسن غلام مصطفی عفی عنہ۔

ترجمہ: بیشک جو شخص جادو کی قسم مسمریزم کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرے اور حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کی توہین کرے اور نبوت کا دعویٰ وغیرہ کفریات کا ارتکاب کرے جیسے مرزا قادیانی، تو اس کے مرتد ہونے میں کیا شک ہے، تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح بلا شک فسخ ہوجائے گا لیکن اس مسلمان عورت کو مہر و اولاد کا استحقاق ہے۔ (ابوالحسن غلام مصطفےٰ علی عنہ۔ت)

(۴) شک نہیں کہ مرزا کے معتقدات کا معتقد مرتد ہے، نکاح منفسخ ہوا، اولاد عورت کو دی جائے گی، عورت کامل مہر لے سکتی ہے۔ (ابومحمد یوسف غلام محی الدین عفی عنہ)

(۵) انچہ علمائے کرام از عرب وہند و پنجاب در تکفیر مرزا قادیانی و معتقدان وے فتویٰ دادہ اند ثابت و صحیح ست قادیانی خود را نبی و مرسل یزدانی قرار میدہد، و توہین و تحقیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و انکار معجزات شیوۂ اوست کہ از تحریراتش پر ظاہر ست (نقل عبارات ازالہ رسائل مرزا است)۔

(احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی)

علماء عرب و ہند و پنجاب نے مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی تکفیر کا جو فتویٰ دیا ہے وہ صحیح و ثابت ہے، مرزا قادیانی اپنے کو نبی و رسول یزدانی قرار دیتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تحقیر کرنا اور معجزات کا انکار کرنا اس کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے (یہ عبارات ازالہ اوہام میں منقول ہیں جو کہ مرزا کے رسائل میں سے ایک

رسالہ ہے) احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی (ت)

(۶) احقر العباد خدا بخش امام مسجد شیخ خیر الدین۔

(۷) شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہے (نقل عبارات کثیرہ ازالہ وغیرہ تحریرات مرزا) پس ایسا شخص کافر تو کیا میرا وجدان یہی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان نہیں، ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ مصنف تفسیر ثنائی امرتسری۔

(۸) قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریات دین سے انکار ہے نیز دعویٰ رسالت کا بھی چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ) میں اس نے صراحتاً لکھا ہے کہ میں رسول ہوں۔ لہٰذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے، مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اولاد صغار والد کے حق سے نکل جاتی ہے، پس مرزائی مرتد سے اولاد لے لینی چاہیے اور مہر معجل اور مؤجل لے کر عورت کو اس سے علیحدہ کرنا چاہیے۔ (ابوتراب محمد عبدالحق بازار صابونیاں)

(۹) مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منکر معجزات کو مسمریزم تحریر کیا ہے، مرزا کافر ہے، مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست وہ بھی کافر مرتد ہے۔

(صاحبزادہ صاحب سید ظہور الحسن قادری فاضلی سجادہ نشین حضرات سادات جیلانی بٹالہ شریف)

(۱۰) آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ اور ضروریات دین کا انکار بیشک کفر و ارتداد ہے ایسے شخص پر قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔ (نور احمد عفی عنہ)

از جناب مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب امرتسری
باسم سامی حضرت عالم اہلسنت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد و بدعت دافع جہالت و ضلالات

مفخر العلماء الحنفیہ قاطع اصول الفرقۃ الضالۃ النجدیہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب متعنا اللہ بعلمہ تحفۂ تحیات وتسلیمات مسنونہ رسانیدہ وبکشوف ضمیر مہر انجلا آنکہ چوں دریں بلا از مدت مدیدہ بہ ظہور دجال کذاب قادیانی فتور وفساد برخاستہ است بموجب حکم آزادگی بہ ہیچ صورتے در چنگ علما آں وہری رہزن دین اسلام نمی آید اکنوں ایں واقعہ درخانۂ یک شخص حنفی شد کہ زنے مسلمہ در عقد شخصے بود آں مرد مرزائی گردید زن مذکورہ از وے ایں کفریات شنیدہ گریز نمودہ بخانۂ پدر رسید لہٰذا برائے آں وبرائے سد آیندہ وتنبیہ مرزائیاں فتوی ہذا طبع کردہ آید امید کہ آں حضرت ہم بمہر ودستخط شریف خود مزین فرمایند کہ باعث افتخار باشد سفیر از ندوہ کدام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امرتسر از مدت دو ماہ شدہ است فتوائے ہذا نزد وے فرستادم مشار الیہ دستخط نمودہ وگفت اگر دریں فتوی دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود خاک بدہن، ازیں جہت مردماں بلدہ را بسیار بدظنی درحق ندوی شود زیادہ چہ نوشتہ آید جزاکم اللہ عن الاسلام والمسلمین، الملتمس بندہ کثیر المعاصی واعظ محمد عبد الغنی از امرتسر کٹرہ گربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ۔

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد وبدعات، جہالت وگمراہی کو دفع کرنے والے، حنفی علماء کا فخر، گمراہ نجدی فرقہ کے اصول کو مٹانے والے مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے علوم سے بہرہ ور فرمائے، سلام وتحیت مسنونہ پیش ہوں، دلی مراد واضح ہو کہ جب سے اس علاقہ میں قادیانی فتور وفساد برپا ہوا ہے قانونی آزادی کی وجہ سے اس بے دین اسلام کے ڈاکو پر علماء کی گرفت نہ ہو سکی ابھی ایک واقعہ حنفی شخص کے ہاں ہوا ہے کہ اس کے نکاح میں مسلمان عورت تھی وہ شخص مرزائی ہو گیا اس کی مذکورہ عورت نے اس کے کفریات سن کر اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے والد کے گھر چلی گئی، لہٰذا اس واقعہ اور آئندہ سد باب اور مرزائیوں کی تنبیہ کے لئے یہ فتویٰ طبع کرایا ہے

امید ہے کہ آپ بھی اپنی مہر اور دستخط سے اس کو مزین فرمائیں گے جو کہ باعث افتخار ہوگا۔ ندوہ کا ایک نمائندہ مولوی غلام محمد ہوشیار پوری دو ماہ سے امرتسر میں آیا ہوا ہے میں نے یہ فتویٰ اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ دستخط کر دے تو اس نے کہا اگر میں نے اس فتویٰ پر دستخط کئے تو ندوہ والے مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اس کے منہ میں خاک ہو، اس کی اس بات کی وجہ سے شہر کے لوگ ندوہ والوں سے نہایت بدظن ہو گئے ہیں۔ مزید کیا لکھوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء عطا فرمائے، الملتمس گنہگار بندہ واعظ محمد عبد الغنی از امرتسر کٹرہ گربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ۔ (ت)

الجواب

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ و صحبہ المکرمین عندہ رب انی اعوذبک من ھمزات الشیطین واعوذبک رب ان یحضرون۔ (تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام اس ذات پر جس کے بعد نبی نہیں ہے اور اس کی آل واصحاب پر جو عزت وکرامت والے ہیں، اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی کھلی بدگوئیوں سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں انکے حاضر ہونے سے۔ ت)

اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال و وبال ونکال سے بچائے، قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح ومثل مسیح کہنا تو شہرۂ آفاق ہے اور بحکم آنکہ ع

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

(شراب کے تمام عیب بیان کئے اب اس کے ہنر بھی بیان کر۔ ت)

فقیر کو بھی اس دعویٰ سے اتفاق ہے، مرزا کے مسیح ومثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ بلکہ مسیح دجال عبد الغیر و الشیطان، جیسے اس ادعائے کاذب کی

نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" مسمّٰی کیا۔ یہ رسالہ حامی سنن، ماحی فتن، ندوہ شکن، ندوی فگن، مکرمنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی صین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرمادیا، بحمد اللہ تعالیٰ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا، اور اللہ ﷻ قادر ہے کہ کبھی نہ لائے، اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں، مجیب معظم نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کئے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت ونجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں ان میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجوہ کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے۔

کفر اوّل: مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" ہے، اس میں لکھتا ہے: میں احمد ہوں جو آیت مُبَشِّرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔[1] آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ ﷻ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے ﷺ۔ ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحۃً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم: توضیح المرام طبع ثانی صفحہ ۹ پر لکھتا ہے کہ "میں محدث ہوں اور محدث بھی

1. توضیح المرام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر ص ۱۹

2. لا الٰہ الا اللہ لقد کذب عدو اللہ ایہا المسلمون (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، دشمن خدا نے جھوٹ بولا اے مسلمانو!) سیدالمحدثین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی۔ انھیں کے

ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔[1]

کفر سوم: دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹ پر لکھتا ہے "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"[2]

کفر چہارم: مجیب معظم نے نقل کیا، و نیز میگوید کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی، ان اقوال خبیثہ میں:

اوّلاً: کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ کہ حضور ﷺ۔

حدیث میں ہے اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منہم احد فانہ عمر بن الخطاب رواہ احمد والبخاری عن ابی ہریرۃ واحمد ومسلم والترمذی والنسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما. اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادق والہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے رضی اللہ عنہ (اسے احمد اور بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

فاروق اعظم نے نبوت سے کوئی حصہ نہ پایا، صرف ارشاد فرمایا: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب رواہ احمد والترمذی والحاکم عن عقبۃ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما. ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو عمر ہوتا۔ (اسے احمد و ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے اور طبرانی نے کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقۃً نہ محدث ہے نہ محدث، یہ ضرور ایک معنی پر نبی ہوگیا الا لعنۃ اللہ علی الکذبین (خبردار، جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ت) و نعیاذ باللہ رب العلمین۔

1. توضیح المرام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر ص ۱۹

2. دافع البلاء، مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ص ۱۱

ثانیا: نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثا: اللہ ﷻ پر افتراء کیا کہ اس نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا، اور اللہ ﷻ فرماتا ہے: ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون (القرآن الکریم ۱۰/۶۹) بیشک جو لوگ اللہ ﷻ پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔ اور فرماتا ہے: انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون (القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵) ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔

رابعا: اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ ﷻ کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالٰی نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا، اور اللہ ﷻ فرماتا ہے: فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون (القرآن الکریم ۲/۷۹) خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں، سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور وہ باجماع قطعی کفر صریح ہے، فقیر نے رسالہ **جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ** ۱۳۱۷ھ خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس (۱۱۰) حدیثوں اور تیس (۳۰) نصوں کو جلوہ دیا، اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا قطعا محال و باطل جاننا فرض اجل و جزء ایقان

ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔ ت) نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنی ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعا اجماعا کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں، الکفر جلی الکفران ہے، قول دوم و سوم میں شاید وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں یعنی خبردار یا خبر دہندہ اور فرستادہ مگر یہ محض ہوس ہے۔

اوّلا: صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی، فتاوی خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین وفتاوی ہندیہ وغیرہا میں ہے: واللفظ للعمادی لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر[1] یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا بزبان فارسی کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہو جائے گا۔

امام قاضی عیاض کتاب "الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی" ﷺ میں فرماتے ہیں: قال احمد بن ابی سلیمٰن صاحب سحنون رحمہما اللہ تعالٰی فی رجل قیل لہ لا وحق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ کذا وذکر کلاما قبیحا، فقیل لہ ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال لہ اشد من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمٰن للذی

---

[1] فتاوی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳

ساله اشهد علیه وانا شریکک یرید فی قتله و ثواب ذلک، قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل[1] یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام سحنون رحمہ اللہ تعالٰی سے ایک مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بد کلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام احمد بن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں تمہارا شریک ہوں، (یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں) امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوٰی مسموع نہیں ہوتا۔

مولانا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں: ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فانہ ارسل من عندا لحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود عندالقواعد الشرعیۃ[2] یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا، اس طرح اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلّط کیا ہے، اور ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے۔

---

[1] الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع الباب الاول، مطبع شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/ ۲۰۹

[2] شرح الشفاء لملا علی قاری مع نسیم الریاض الباب الاول دار الفکر بیروت ۴/ ۳۴۳

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: ھذا حقیقۃ معنی الارسال وھذا مما لا شک فی معنا ہ والکارہ مکابرۃ لکنہ لا یقبل من قائلہ وادعاؤہ انہ مرادہ لبعدہ غایۃ البعد وصرف اللفظ عن ظاھرہ لا یقبل کما لو قال انت طالق قال اردت محلولۃ غیر مربوطۃ لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا ا ہ ملتقطا[1] یعنی یہ لغوی معنی جس کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بے شک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے با ایں ہمہ قائل کا ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے، اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے (کہ لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ثانیًا: وہ یقینًا ان الفاظ کو اپنے لئے مدح و فضل جانتا ہے، نہ ایک ایسی بات کہ

دندان تو جملہ در دہانند | چشمان تو زیر ابروانند

(تیرے تمام دانت منہ میں ہیں، تیری آنکھیں ابرو کے نیچے ہیں۔ ت)

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر جنگلی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کریگا نہ اس میں اپنے لئے فضل و شرف جانے گا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو (۲) نتھنے رکھے، مرزا کے کان میں دو (۲) گھونگے بنائے، یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھووں کے نیچے ہے، کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا۔ اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا

---

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الاول دار الفکر بیروت ۴/ ۳۴۳

ہونا، ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہے، اللہ نے انہیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول کے معنی لغوی بنایا۔ مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:[1]

۱۔ کل یوم ھو فی شان بخواں | مرورا بیکار و بے فعلے مداں

(روزانہ اللہ تعالیٰ اپنی شان میں، پڑھ اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ۔)

۲۔ کمتریں کارش کہ ہر روز ست آں | کو سہ لشکر روانہ میکند

(اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ وہ تین لشکر روانہ فرماتا ہے۔)

۳۔ لشکرے زاصلاب سوئے امہات | بہر آں تا در رحم روید نبات

(ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طرف تاکہ عورتوں کے رحموں میں پیدائش ظاہر فرمائے۔)

۴۔ لشکرے ز ارحام سوئے خاکداں | تا ز نر و مادہ پر گردد جہاں

(ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف تاکہ نر و مادہ سے جہان کو پُر فرمائے۔)

۵۔ لشکرے از خاکداں سوئے اجل | تا ببیند ہر کسے حسن عمل

(ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے۔)

حق ﷻ فرماتا ہے: فارسلنا علیہم الطوفان والجراد و القمل والضفادع والدم۔ (القرآن الکریم، ۷/۱۳۳) ترجمہ: ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹڈیاں اور گھن (یا جوئیں) اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹڈی اور مینڈک اور جوؤں اور کتے اور سؤر سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبردار ہے اور ایک

[1] المثنوی المعنوی قصہ آنکس کہ در یارے بکوفت الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۷۶

دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت،

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے فرماتے ہیں:[1]

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم | با شما نامحرماں ما خامشیم

(ہم آپس میں سننے دیکھنے والے اور خوش ہیں تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں۔)

اللہ ﷻ فرماتا ہے: وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لاتفقہون تسبیحہم (القرآن الکریم ۱۷/۴۴) ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ او فسقۃ الجن والانس۔[2] رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ وصححہ خاتم الحفاظ۔ ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔ (طبرانی نے کبیر میں یعلی بن مرہ سے روایت کیا اور خاتم الحفاظ نے اسے صحیح کہا ہے) حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے: فمکث غیر بعید فقال احطت بمالم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین۔ (القرآن الکریم ۲۷/۲۲) ترجمہ: کچھ دیر ٹھہر کر ہد ہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ما من صباح ولا

[1] المثنوی المعنوی حکایت مارگیر کہ اژدہائے افسردہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم ص ۲۷

[2] المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/۲۶۲

الجامع الصغیر حدیث ۸۰۳۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت الجزء الثانی ص ۴۹۲

رواح الاوبقاع الارض ینادی بعضها بعضاً یا جارة هل مربک الیوم عبد صالح صلی علیک او ذکر الله ؟ فان قالت نعم رأت ان لها بذلک فضلاً[1] رواه الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیة عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ترجمہ: کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے! آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا، اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

تو خبر رکھنا، خبر دینا سب کچھ ثابت ہے۔ کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بت پرست کافر، ہر ریچھ بندر، ہر کتے سور کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہرگز نہیں، تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر وارتداد یقینی قطعی موجود۔

وبعبارة اخرٰی معنی کے چار ہی قسم ہے، لغوی، شرعی، عرفی، عام یا خاص، یہاں عرف عام تو بعینہٖ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل، اور مراد لغوی کا ارادہ یقیناً باطل، اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے شک وشوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں، مگر حاشا للہ! ایسا باطل ادعاء اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے

[1] المعجم الاوسط حدیث ۵۶۶ مکتبۃ المعارف الریاض ۱/ ۳۳۹

سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کرکے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوٰی کردے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو، کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا عمرو جنگل میں سور کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتا ہے، جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہیے کوئی مناسبت بھی ہے تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لا مشاحة فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی اعتراض نہیں) آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور، لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں، معہذا قادی کے معنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا۔ قاموس میں ہے: قدت قادیة جاء قوم قدا فحموا من البادیة والفرس قدیانا اسرع[1]۔ ترجمہ: قوم جلدی میں آئی، قدت قادیة کا ایک معنی قدت من البادیة یا قدت الفرس جنگل سے آیا، یا گھوڑے کو تیز کیا۔

قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک، اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا، کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے، حاشا وکلا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف، یوں اصطلاح خاص کا ادعاء مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کرلیں کہ ہم نے تو ایجاب وقبول نہ کیا تھا، اجازت

[1] القاموس المحیط باب الواو فصل القاف مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۷۹

لیتے وقت ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمۂ جزر و انکار ہے، لوگ بیع نامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھ تھا، ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الیٰ غیر ذٰلک من فسادات لا تحصی (ایسے بہت سے فسادات ہوں گے۔ت) تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا، کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل سنیں اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں لا الٰہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انہیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں و للہ الحمد جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کا رب جل وعلا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے، فرماتا ہے: قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (القرآن الکریم ۹/۶۶) ترجمہ: ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ رب العالمین۔

ثالثاً: کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی و عرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً: کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ کہ نوی، نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص، اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کا مدعی اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیو ں میں پچھلے۔ت) کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد و کافر ہوا، سچ فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے

ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی تیس (۳۰) دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی[1] حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اٰمنت اٰمنت صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم (ترجمہ: میں ایمان لایا میں ایمان لایا، اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ و سلام نازل فرمائے۔ت) اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیل مسیح ہے مگر نہ مسیح صدق بلکہ مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

کفر پنجم: دافع البلاء ص ۱۳ پر حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔[2]

کفر ششم: اسی رسالے کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے[3]

کفر ہفتم: اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔ یہ دونوں بھی باجماع قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں، فقیر نے اپنے فتوٰی مسمّٰی بہ رد الرفضہ میں شفاء شریف امام قاضی عیاض و روضہ امام نووی و ارشاد الساری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی و شرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام امام ابن حجر مکی و منح الروض علامہ قاری و طریقہ محمدیہ علامہ برکوی و حدیقہ ندیہ مولیٰ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع

[1] جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۴۵، مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/۲۹۶

[2] دافع البلاء، ضیاء الاسلام قادیان ص ۲۰

[3] دافع البلاء، ضیاء الاسلام قادیان ص ۲۰

مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا، جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے، ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے: النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ[1] ترجمہ: یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

کفر ہفتم: میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بہ تقدیم باء ہے یعنی بقّی درکنار کہ خود ان کے تو ال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں تو بعض بنیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی بنیوں کا دین ہی اڑ گیا، مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم: ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے: اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا[2] یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک، اذ ایدتک بروح القدس قف تکلم الناس فی المھد وکھلاج واذ علمتک الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ج واذ تخلق من الطین

۱؎ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العلم باب ما یستحب للعالم الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۱۲

۲؎ ازالہ اوہام، ریاض الہند امرتسر بھارت ص ۱۲

کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی ج واذ تخرج الموتی باذنی ج واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین (القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰) جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے مریم کے بیٹے! یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہوکر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیقی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہوجاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے، اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسمریزم بتایا یا جادو کہا، بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں، ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرمادیا تھا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا: انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر الایۃ۔ (القرآن الکریم ۳/ ۴۹) میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔ اور اس کے بعد فرمایا: ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین (القرآن الکریم ۳/ ۴۹) ترجمہ: بیشک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔ پھر مکرر فرمایا: جئتکم بایۃ من ربکم فاتقوا اللہ

واطیعون (القرآن الکریم ۳/۵۰) ترجمہ: میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

مگر جو حضرت عیسی علیہ السلام کے رب کی نہ مانے وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی کیوں مانے گا، یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی بکی کرتے ہیں ع

کس نہ گوید کہ دوغ من ترش ست

(کوئی نہیں کہتا کہ میرا جھوٹ ترش ہے۔ ت)

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر ہے کہ کراہت اگر اس بناء پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالی: تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض (القرآن الکریم ۲/۲۵۳) ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا: واتینا عیسی ابن مریم البینت و ایدنٰه بروح القدس (القرآن الکریم ۲/۲۵۳) ترجمہ: اور ہم نے عیسی بن مریم کو معجزے دیے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی۔

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلی کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے ہر طرح کفر وارتداد قطعی سے مفر نہیں، پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ القدوس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر ہفتم میں ہے کہ ازالہ صفحہ ۱۹۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت لکھا "بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے نور باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے"[1] انا للہ وانا الیہ راجعون، الا لعنۃ

[1] ازالہ اوہام ریاض الہند امرتسر بھارت ص ۱۹۱

اللہ علی اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالی علی انبیائه وبارک وسلم۔ (ہم اللہ کی ملکیت اور ہم اسی کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں، انبیاء اللہ کے دشمنوں پر اللہ تعالی کی لعنت، اللہ تعالی کی رحمتیں اس کے انبیاء علیہم السلام پر اور برکتیں اور سلام۔ ت)

ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفاء شریف و شروح شفاء و سیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی و روضہ امام نووی و وجیز امام کردری و اعلام امام حجر مکی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول لعن اللہ قائلہ وقابلہ (اسے کہنے والے اور قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت) نے اولوالعزمی ورسالت ونبوت درکنار اس عبداللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ صلوۃ اللہ وسلامہ وتحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کردیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوا اس کے کہ: ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلهم عذابا مهینا (القرآن الکریم ۳۳/۵۷) بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر دھم: ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے: ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی[1] اور وہ جھوٹے نکلے[2] یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی تکذیب ہے عام اقوام کفار لعنهم اللہ کا

[1] یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی بڑ میں ہمیشہ پیشگوئیاں اکثار رہتا ہے اور عنایت الٰہی روز دن جھوٹی پڑا کرتی ہیں تو یہاں یہ جتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں معاذ اللہ اگلے انبیاء میں بھی یہ ہوتا ہے۔ (۱۲ منہ غفرلہ)

[2] ازالہ اوہام ریاض الہند امرتسر بھارت ص ۶۲۹

مگر حضرت عزت عزجلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا: کذبت قوم نوح ن المرسلین (القرآن الکریم ۲۶/۱۰۵) کذبت عاد ن المرسلین (القرآن الکریم ۲۶/۱۲۳) کذبت ثمود المرسلین (القرآن الکریم ۲۶/۱۴۱) کذبت قوم لوط ن المرسلین (القرآن الکریم ۲۶/۱۶۰) کذب اصحٰب الایکۃ المرسلین (القرآن الکریم ۲۶/۱۷۶) (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا، عاد نے رسولوں کو جھٹلایا، ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا، لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ت)

ائمہ کرام فرماتے ہیں، جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کافر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا شریف میں ہیں: من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ و نبوۃ نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحۃ بزعمہ اولم یدعھا فھو کافر باجماع[1] ترجمہ: یعنی جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر انکی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچایا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات مکتبہ شرکۃ صحافیہ فی بلاد العثمانیہ ۲/۲۹۹

تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔

دیکھو قوم نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔ فلعن اللہ من کذب احدا من انبیائہ وصلی اللہ تعالٰی علی انبیائہ ورسلہ والمؤمنین بھم اجمعین، وجعلنا منھم وحشرنا فیھم وادخلنا معھم دار النعیم بجاھھم عندہ وبرحمتہ بھم ورحمتھم بنا انہ ارحم الرحمین والحمد للہ رب العلمین۔ (اللہ تعالٰی کے کسی نبی کو جھوٹا کہنے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت اور اللہ تعالٰی اپنے انبیاء و رسولوں پر اور ان کے وسیلے سے تمام مومنین پر رحمت فرمائے اور ہمیں ان میں بنائے، ان کے ساتھ حشر اور ان کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے، ان کی اپنے ہاں وجاہت اور ان پر اپنی رحمت اور انکی ہم پر رحمت کے سبب وہ برحق بڑا رحیم و رحمٰن ہے سب حمد یں اللہ تعالٰی کے لئے جو سب جہانوں کا رب ہے۔ت)

طبرانی معجم کبیر میں وبر حنفی رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انی اشھد عدد تراب الدنیا ان مسیلمۃ کذاب[1] ترجمہ: بیشک میں ذرہ ہائے خاک تمام دنیا کے برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس میں ادعائے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔

وانا اشھد معک یا رسول اللہ (یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ گواہی

[1] المعجم الکبیر حدیث ۴۱۲ از وبر بن مشہر الحنفی المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۲/۱۵۲

دیتا ہوں) اور محمد ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ کا ہیادنیٰ سگ ابعد و دانیہائے ریگ و ستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ، سمٰوٰت وارض وحاملانِ عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے وکفی باللہ شہیدا (القرآن الکریم ۴۸/۲۸) (اور اللہ کافی ہے گواہ۔ت) کہ ان اقوالِ مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد ناپاک ہے[1]

اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر، مرتد وہ مخذول اور اس کے اراکین کہ حرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بددینوں گمراہوں کو حق پر جانتے، خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے، سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسے کہ ندوہ کی روداد اول ودوم و رسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون وچرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ اراکین بھی کفار، مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جب کہ صریح کفر و کھلا ارتداد دیکھتے جانتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں سب مستحق نار۔ شفاء شریف میں ہے: نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم اوشک[2] یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔ شفاء شریف نیز فتاوی بزازیہ و درر وغرر وفتاوی خیریہ و درمختار و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[3] ترجمہ: جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔ اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادعائے اسلام، کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے، ہدایہ و درمختار وعالمگیری وغرر وملتقی الابحر ومجمع الانہر وغیرہا میں ہے: صاحب الھوی ان کان یکفر فھو بمنزلة المرتد[1] (بدعتی اگر کفر کرے تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ت) فتاوی ظہیریہ وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ وبرجندی شرح نقایہ وفتاوی ہندیہ میں ہے: ھؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین[2] یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول ومذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام وتوبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو جو اولاد ہو یقیناً ولدالزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر وسائر ہیں۔ فی الدرالمختار عن غنیة ذوی الاحکام مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا[3] درمختار میں غنیہ ذوالاحکام سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو وہ عمل، نکاح کو باطل کر دیتا ہے اس کی اولاد ولد الزنا ہے۔ اور عورت کا کل مہر اس کے ذمہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی دَین کو ساقط نہیں کرتا۔ فی التنویر وارث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ فیئ بعد قضاء دین ردتہ[4] ترجمہ: تنویر میں ہے قرض کی ادائیگی کے بعد اس کے اسلامی وقت کی کمائی کا وارث مسلمان ہے اور اس کے ارتدادی دور کی کمائی بیت المال میں جمع ہوگی۔ اور مجمل تو فی الحال

---

[1] یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلاشبہ وہ یقیناً کافر مرتد ہے ۱۲۔

[2] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ فصل فی بیان ماھو من المقالات مکتبہ شرکة صحافیہ فی البلاد والعثمانیہ ۲/۲۷۱

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

---

[1] درمختار فصل فی وصایا الذمی وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۳۲۲

[2] فتاوی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۴

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۹

[4] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۹

آپ ہی واجب الادا ہے، رہا مؤجل وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا، مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مرجائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرمادے کہ وہ دارالحرب سے ملحق ہوگیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہوجائے گا اگرچہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔ فی الدر ان حکم القاضی بلحاقه حل دینه [١] فی ردالمحتار لا نه باللحاق صار من اهل الحرب وهم اموات فی حق احکام الاسلام فصار کالموت، الا انه لا یستقر لحاقه الا بالقضاء لاحتمال العود' واذا تقرر موته تثبت الاحکام المتعلقة به کما ذکرتهم [٢] (درمختار میں ہے کہ اگر قاضی نے مرتد کو دارالحرب سے ملحق ہونے کا فیصلہ دے دیا تو اس کا دَین لوگوں کو حلال ہے، ردالمحتار میں ہے کیونکہ دارالحرب سے لاحق ہونے پر حربی ہوگیا اور حربی اسلام کے احکام میں مُردوں کی طرح ہوتے ہیں مگر اس کا لحوق قاضی کے فیصلہ پر دائمی قرار پائے گا کیونکہ قبل از یں اس کے واپس دارالاسلام آنے کا احتمال ہے، تو جب اس کی موت ثابت ہوگی تو موت سے متعلقہ تمام احکام نافذ ہوجائیں گے جیسے کہ نہر نے ذکر کیا۔ ت) اولاد صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی، حذرا علی دینهم الاتری انهم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقة المسلمة ان کانت فاسقة والولد یعقل یخشی علیه التخلق بسیرها الذمیمة فما ظنک بالاب المرتد والعیاذ باللہ تعالٰی قال فی ردالمحتار الفاجرة بمنزلة الکتابیة فان الولد یبقی عندها الی ان یعقل الادیان کما سیاتی خوفا علیه من تعلمه منها ما تفعله فکذا الفاجرة [٣] الخ وانت تعلم الولد لا یحضنه الاب الا بعد ما یبلغ سبعا او تسعا وذلک عمر العقل قطعا فیحرم الدفع الیه ویجب النزع منه وانما احوجنا الی هذا لان

[١] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۵

[٢] ردالمحتار باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۰۰

[٣] ردالمحتار باب الحضانۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۳۳

الملک لیس بید الاسلام والا [١] فالسلطان این یبقی المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری الی قولهم لا حضانة لمرتدة لا نها تضرب وتحبس کالیوم فانی تتفرغ للحضانة فاذا کان هذا فی المحبوس فما ظنک بالمقتول ولکن انا للہ وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ نابالغ بچوں کے دین کے خطرے کی وجہ سے، کیا آپ نے نہ دیکھا کہ فقہاء نے مسلمان شفیق ماں اگر فاسقہ ہو تو اس سے بچے کو الگ کرنے کی تصریح کی ہے بچے کے سمجھدار ہونے پر اس کی ماں کے بُرے اخلاق سے متاثر ہونے کے خوف کی وجہ سے، تو مرتد باپ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہوگا، والعیاذ باللہ تعالٰی، ردالمحتار میں فرمایا کہ فاجر عورت اہل کتاب عورت کے حکم میں ہے کہ اس کے پاس بچہ صرف اس وقت تک رہے گا جب تک دین سمجھنے نہ پائے جیسا کہ بیان ہوگا، اس خوف سے کہ کہیں بچہ اس کے اعمال سے متاثر نہ ہوجائے، تو فاجرہ عورت کا بھی یہی حکم ہے الخ، اور تجھے علم ہے کہ والد بچے کو سات یا نو سال کے بعد ہی اپنی پرورش میں لیتا ہے اور یہ سمجھ کی عمر ہے لہٰذا بچے کو اس کے سپرد کرنا حرام ہے اور اس سے الگ کرلینا ضروری ہے اور ہم نے یہ ضرورت اس لئے محسوس کی کہ یہ ملک مسلمان کے اختیار میں نہیں ورنہ اسلامی حکمران مرتد کو کب چھوڑے گا کہ مرتد کی پرورش کا مسئلہ زیر بحث آئے، آپ نے غور نہیں کیا کہ فقہاء کا ارشاد ہے کہ مرتدہ کو حق پرورش نہیں ہے کیونکہ وہ قید میں سزا پاتی ہوگی جیسا کہ آج ہے لہٰذا وہ پرورش کرنے کی فرصت کہاں پاسکتی ہے تو یہ حکم قیدی کے متعلق ہے تو مقتول مرتد کے متعلق تیرا کیا گمان ہوسکتا ہے، لیکن ہم اللہ تعالٰی کا مال اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ ت

حکمران کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہوجائیں گے اور

[١] فان سلطان الاسلام مامور بقتله لایجوز له ابقاؤه بعد ثلثة ایام ۱۲ منہ ترجمہ: کیونکہ اسلامی حکمران کو مرتد کے قتل کا حکم ہے تو اسے جائز نہیں کہ مرتد کو تین دن کے بعد باقی رکھے۔ ۱۲ منہ

اگر مرتد ہی مرگیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو باطل ہوجائیں گے۔ فی الدرالمختار یبطل منہ اتفاقا ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشھادۃ والارث ویتوقف منہ اتفاقا ما یعتمد المساواۃ وھو المفاوضۃ، اوولایۃ متعدیۃ وھوالتصرف علی ولدہ الصغیر، ان اسلم نفذ وان ھلک اولحق بدارالحرب وحکم بلحاقہ بطل[۱] اھ مختصرا، نسأل اللہ الثبات علی الایمان وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلیہ التکلان ولاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین، اٰمین واللہ تعالٰی اعلم. (درمختار میں ہے مرتد کے وہ تمام امور بالاتفاق باطل ہیں جن کا تعلق دین سے ہو اور وہ پانچ امور ہیں: نکاح، ذبیحہ، شکار، گواہی اور وراثت، اور وہ امور بالاتفاق موقوف قرار پائیں گے جو مساوات عمل مثلاً لین دین اور کسی پر ولایت اور یہ نابالغ اولاد کے بارے میں تصرفات ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو موقوف امور نافذ ہوجائیں گے، اور اگر وہ ارتداد میں مرگیا یا دارالحرب پہنچ گیا اور قاضی نے اس کے لحوق کا فیصلہ دے دیا تو وہ امور باطل ہوجائیں گے، اھ مختصراً، ہم اللہ تعالٰی سے ایمان پر ثابت قدمی کے لئے دعا گو ہیں، ہمیں اللہ تعالٰی کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے اور اسی پر ہی بھروسا ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، آمین. واللہ تعالٰی اعلم۔ ت)

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ





---

[۱] ردالمحتار، باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹



قہر الدیّان علی مرتد بقادیان

(سنِ تصنیف: ۱۹۰۵ / ۱۳۲۳ھ)

تصنیفِ لطیف

از: امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

مصطفیٰ (ﷺ) خیر الوریٰ ہو — سرور ہر دوسرا ہو
سب سے اوّل سب سے آخر — ابتداء ہو انتہاء ہو
تھے وسیلے سب نبی تم — اصل مقصود ہدیٰ ہو
سب بشارت کی اذاں تھے — تم اذاں کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے — تم مؤخر مبتداء ہو
قرب حق کی منزلیں تھے — تم سفر کا منتہیٰ ہو
حق درودیں تم پہ بھیجے — تم مدام اس کو سرا ہو

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے
جب نبی (ﷺ) مشکل کشا ہو

الحمد لله وكفى، سمع الله لمن دعا، ليس وراء الله منتهى، ان ربى لطيف لما يشاء، صلوات العلى الاعلى، وتسليماته المنزهة عن الانتهاء، وبركاته التى تنمى وتنمى، على خاتم النبيين جميعا، فمن تنبأ بعده تامًا اوناقصا فقد كفر وغوى، الله اكبر على من عاث وعتا، ومرد وعصى، وفى هوة هواه هوى، اللهم اجرنا من ان نذل ونخزى، او نزلّ ونشقى، ربنا وانصرنا بنصرك على من طغى وبغى،و ضل واضل عن سبيل الاهتداء، صل على المولى واله وصحبه ابدا ابدا، واشهد ان لا اله الّا الله وحده لا شريك له احدا صمدا، وان محمدا عبده ورسوله بالحق ودين الهدى، صلى الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه دائما سرمدا۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، دعا کرنے والے کیلئے کفایت فرماتا اور سنتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی منتہیٰ نہیں بیشک میرا رب جس پر چاہے لطف فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صلوتیں، تسلیمات اور برکتیں جو بڑھتی ہیں اور انتہا سے پاک ہیں تمام انبیاء کے خاتم پر، تو جو آپ کے بعد تام یا ناقص نبوت کا مدعی ہوا تو وہ کافر ہوا اور گمراہ، اللہ تعالیٰ ہر سرکش، باغی، کھلے نافرمان اور اپنی خواہش کے گڑھے میں گرنے والے پر غالب و بلند ہے، اے باری تعالیٰ! ہمیں ذلت، رسوائی، پھسلنے اور بدبختی سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! ہماری اپنی خاص مدد فرما ہر باغی اور سرکش اور جو بھی گمراہ ہوا اور گمراہ کرتا ہو سیدھے طریقے سے ان سب کے خلاف۔ اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا پر اور ان کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک احد صمد ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور برحق رسول ہیں اور اس کا دین ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر دائمی۔ ت

اللہ اکبر علی من عتا وتکبر

(اللہ تعالیٰ ہر سرکش اور متکبر پر غالب و بلند ہے۔ت)

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد ۔۔۔ مہلتے بایست تا خوں شیر شد

(اس مثنوی کو ایک مدت تاخیر ہوئی خون کے دودھ بننے کے لئے مدت چاہیے۔ت)

اللہ ﷻ اپنے دین کا ناصر، اپنے بندوں کا کفیل، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، رسالہ ماہواری ردّ قادیانی کی ابتداء حکمتِ الٰہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلان محض اس کے مرید ہوآئے، مسلمانوں نے حسب حکم شرع شریف ان سے میل جول، ارتباط، سلام، کلام یک لخت ترک کردیا۔ دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب الادنی دون العذاب الاکبر (القرآن الکریم ۳۲/۲۱) (ترجمہ: بڑے عذاب سے قبل دنیوی چھوٹا عذاب چکھا) مسلمانوں پر بٹنے میں اپنی چتی میں کوئی کمی نہ کی، بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے، بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں، آخر بحکم آنکہ ع

دست بگیرد سر شمشیر تیز

(تیز تلوار کا سرا ہاتھ میں پکڑا۔ت)

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عمائدِ شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود وہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملانوں کو بلالیں اور اس میں علمائے اہلسنت کی شان میں کوئی دقیقہ بد زبانی واکاذیب بہتانی وکلمات شیطانی کا اٹھا نہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ بعونہ تعالیٰ خود مرزا کے حق میں کالباحث عن حتفہ بظلفہ (اس کی

طرح جو اپنی موت اپنے کھر سے کرید کر نکالے۔ت) سے کم نہ تھی۔

سست بازو بجہل میفگند ۔۔۔ پنجہ با مرد آہنیں چنگال

(ہر نادان و جاہل کو چھیڑا، آہنی پنجے والے مرد سے پنجہ آزمائی کی۔ت)

مگر از انجا کہ عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم (القرآن الکریم ۲/۲۱۶) قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھو کچھ بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوں گی۔ت)

ع خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

(اللہ تعالیٰ ایسا شر لاتا ہے جس میں ہماری خیر ہو۔ت)

یہ ایک غیبی تحریک خیر ہوگئی جس نے اس ارادہ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی، اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ابکارِ افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے ہوسناک اقوال ادعائے رسالت ونبوت وافضلیت من الانبیاء وغیرہا کفر وضلال کا خاکہ اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھادیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ ورسول وانبیائے سابقین وائمۂ دین سب کو گالیاں سناتا رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالۂ صفحہ مذکور ہوئی، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی، "ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" نام رکھا گیا، اس میں دعوتِ مناظرہ، شرائط مناظرہ، طریق مناظرہ، مبادی مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلک منیر میں متعدد سلاسل لئے، سلسلہ دشنام ہائے قادیانی بر حضرت ربانی ورسولان رحمانی ومحبوبان یزدانی، سلسلہ کفریات وضلالات قادیانی، سلسلہ تناقضات وتہافتات قادیانی، سلسلہ دجالی وتلبیسات قادیانی، سلسلہ جہالات وہفوات قادیانی، سلسلہ تاصیلات، سلسلہ سوالات اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی

مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل الٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہذا ہر رسالے کے جداگانہ رد سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن واولیٰ۔

اب بعونہ تعالیٰ اسی ہدایت نوری سے ابتدائے رسالہ ہے اور مولیٰ تعالیٰ مدد فرمانے والا ہے، اس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل ومضامین میں حسب حاجت اندراج گزین مناسب، کہ جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے بہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے جو نیا کلام ان سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔ اعتراضات کے تازیانے نے جن کا شمار خدا جانے اول تا آخر ایک سلسلہ میں منضود اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اس کی علامت "ت" لکھ کر جدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہ تعالیٰ ﷻ امید مدد وموافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوف خدا اور روز جزا سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہ تعالیٰ امید ہدایت ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اللہ ھو القریب المجیب۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم خاتم النبیین والہ وصحبہ اجمعین ط

اس میں قادیانی کو دعوت مناظرہ اور اس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے۔

اللہ ﷻ مسلمانوں کو دین حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتح ونصرت بخشے، آمین!

ردیکل کھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء فقیر غفرلہ میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان "اطلاع ضروری" نظر سے گزرا جس میں اولاً علمائے اہلسنت

نصرھم اللہ تعالیٰ پر سخت زبان درازی وافتراء پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا اور آخر میں عمائد شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہو جائے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم فاضل، کیا کلام وخطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراول، اس کی پچھاڑی معلوم از اول، مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفع فتنہ لازم، لہٰذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایت نوری دو عدد پر منقسم، آئندہ حسب حاجت اس کے شمار کا اللہ عالم (پہلے عدد میں) ان گالیوں کا جواب متین جو علمائے اہلسنت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشا للہ ہرگز نہیں بلکہ ان دل کے مریضوں اور ان کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے، ان کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ شستہ دہنو! تمہاری گندی گالی تو آج کی نئی نرالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء وائمہ کو سڑی گالیاں دینے کا دھنی ہے، استغفر اللہ! علماء وائمہ کی کیا گنتی، وہ کون سی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اس نے اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں بلکہ خود اللہ واحد قہار کی شان میں اظہار کی ہے، یہ اطلاع ضروری کی پہلی بات کا جواب ہوا۔

(دوسرے عدد) میں بعونہ تعالیٰ قادیانی مرزا کو دعوت مناظرہ ہے، اس میں شرائط مناظرہ مندرج ہیں اور نیز اس کا طریق مذکور ہے جو نہایت متین ومہذب اور احتمال فتنہ سے یکسر دور ہے اس میں قادیانی کی طرح فریق مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی اور اس کی تنگی کھول دی گئی ہے، اس میں بحولہ تعالیٰ شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب ومتانت سے خلافِ ضال کے کاشف اور مناظرہ

حسنہ کے بادی بھی ہیں۔

ایک مدعی وحی کو لازم کہ اپنے وحی کنندوں کو جو رات دن اس پر اترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے اور اپنی جال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کے لئے ملا لے۔ ہاں ہاں قادیانی کو تیار ہو رہنا چاہیے اس سخت وقت کے لئے جب واحد قہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹی مسیحی جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہٖ کھل جائے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز لقد عز نصر من قال وقولہ الحق ان جندنا لھم الغلبون ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا والحمد للہ رب العلمین۔ (اور یہ اللہ تعالیٰ پر گراں نہیں، اس ذات کی مدد غالب جس نے فرمایا اور اس کا فرمان برحق ہے کہ ہمارا تیار کردہ لشکر ہی ان پر غالب رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز راہ نہ دے گا، الحمد للہ رب العلمین۔ت) یہ دوسرا عدد بحولہ تعالیٰ اس کے متصل ہی آتا ہے، اب بعونہ تعالیٰ پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ (اور مجھے صرف اللہ تعالیٰ سے توفیق ہے اور اسی پر بھروسا ہے اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔ت)

عدد اوّل

اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں حتیٰ کے خود اللہ ﷻ پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں

مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارا مالک و مولیٰ تمہیں کفر و کافرین کے شر سے بچائے، قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختۂ مشق رسول اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنایا ہے اور واقعی اسے اس کی ضرورت بھی تھی، وہ مثیل عیسیٰ بلکہ نزول عیسیٰ یا دوسرے لفظوں میں عیسیٰ کا اتار بنتا ہے، عیسیٰ کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا

ہے اور حقیقت دیکھئے تو مسیح صادق کی جمیع اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اس پاک مبارک رسول کو منزہ پاتا ہے لہٰذا ضرور ہوا کہ ان کے معجزات ان کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شنیع خصلتوں، ذمیم حالتوں کی ان پر بوچھاڑ کرے جب تو اتار بننا ٹھیک اترے۔ میں یہاں اس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو لہٰذا اس کی خروار سے مشتے نمونہ پیش نظر ہو۔

فصل اوّل

رسول اللہ عیسیٰ بن مریم اور انکی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کی گالیاں

تازیانہ ۱تا۳:

(۱) اعجاز احمدی ص۱۳ پر صاف لکھ دیا کہ: "یہود عیسیٰ کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہاں عیسیٰ کے ساتھ قرآن عظیم پر بھی جڑ دی کہ وہ ایسی باطل بات بتا رہا ہے جس کے ابطال پر متعدد دلائل قائم ہیں"۔

ت۴:

(۲) ایضاً ص۲۴: "کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے"۔

ا یہ خود ان کا اپنا عقیدہ ہے بلکہ ہر انجیل کے سر لکھا ہے، خود اسے اپنے یہاں حدیث سے ثابت مانتا ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ آگے آتا ہے۔

ت۵و۶:

(۳) ایضاً ص ۲۴: ''ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پر ہیں۔'' یہ بھی صراحۃً نبوت عیسیٰ سے انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی ساختہ کشتی ص ۵ پر کہتا ہے: ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔''

ت۷:

نیز پیشگوئی لیکھرام آخر دافع الوساوس ص ۷ پر کہتا ہے: ''کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔''

ت۸:

ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ پر کہا: ''کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔''

ت۹:

اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یوں لکھتا ہے ص ۶: ''اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہواسے نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔'' تو مطلب یہ ہوا کہ اس کے لئے تو بھاری عزت ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ خواری و ذلت ہے جس سے بڑھ کر کوئی رسوائی نہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔

ت۱۰تا۱۲:

(۴) دافع البلاء ٹائٹل پیج ص ۳: ''ہم مسیح کو بیشک راستباز آدمی

جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا''۔ رسول اللہ اور وہ بھی ان پانچ مرسلین اولوالعزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں یعنی ابراہیم ونوح وموسیٰ وعیسیٰ و محمد علیہم السلام اس کی صرف اتنی قدر ہے کہ ایک راستباز آدمی تھا جو ان کی خاک پاک کے ادنیٰ غلاموں کا بھی پورا وصف نہیں تو بات کیا، وہی کہ عیسیٰ کی نبوت باطل ہے فقط ایک نیک شخص تھا وہ بھی نہ ایسا کہ دوسرے کو نجات ملنے کا واقعی سبب ہو سکے بلکہ حقیقی نجات دہندہ نبی ﷺ تھے، اور اب قادیانی ہے کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ ''حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب آیا مگر بروز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان''۔

ت۱۳:

(۵) پھر یہاں تک تو عیسیٰ کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہل زمانہ سے اچھا ہونا یقینی تھا کہ بیشک اور البتہ کے ساتھ کہا نوٹ میں چل کر وہ یقین بھی زائل ہو گیا، اسی صفحہ پر کہا ''یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راستباز اپنی راستبازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں۔'' اے سبحٰن اللہ!

ایماں یقین شعار باید ۔۔۔ حسنِ ظن تو چکار آید

(یعنی ایمان انسان کا شعار ہونا چاہیے صرف اچھا گمان تیرے کیا کام آئے گا۔ت)

ت۱۴:

(۶) پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی ناقص وہ تمام ہو گئی، اسی کے

ص ۴ پر کہا ”عیسیٰ کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے“۔

ت ۱۵ تا ۱۷:

(۷) عیسیٰ کی راستبازی پر شراب خوری اور انواع انواع بد اطواری کے داغ بھی لگ گئے، ایضاً ص ۴۔ مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یعنی یحییٰ) شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا گیا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

ت ۱۸ تا ۲۰:

(۸) اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ میں یوں لکھا: ”آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے“۔

ت ۲۱ تا ۳۶:

اسی رسالہ میں ۴ سے ص ۸ تک مناظرہ کی آڑ لے کر خوب ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ ﷻ کے سچے مسیح عیسیٰ بن مریم کو نادان اسرائیلی، شریر، مکار، بدعقل، زنانے خیال والا، فحش گو، بدزبان، کٹیل، جھوٹا، چور، علمی عملی قوت میں بہت کچا، خلل دماغ والا، گندی گالیاں دینے والا، بدقسمت، نرا فریبی، پیرو شیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے۔

ت ۳۷:

(۲۶) صاف لکھ دیا ص ۶ ”حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا“

ت ۳۸:

(۲۷) ”اس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو آپ کا نہیں اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔“

ت ۳۹ و ۴۰:

(۲۸) انتہا یہ کہ ص ۷ پر لکھا: آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدائے قہار کا علم کہ رسول اللہ کو بحیلہ و بے حیلہ یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور آسمان نہیں پھٹتا۔ ان شدید ملعون گالیوں کے آگے ان چھچھے دار شرافتوں کا کیا ذکر جو پچھ ہند صاحب نے علماء اہلسنت کو دیں ان کا بیر

تو نانی دادی تک کی دے چکا۔ الا لعنة الله علی الظلمین۔

ت ۴۱ تا ۴۴:

(۲۹) وہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشان سارے جہان کے لئے۔ قادیانی نے اس کے لئے دادیاں بھی گنا دیں، اور ایک جگہ اس کا دادا بھی لکھا ہے اور اس کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں، ظاہر ہے کہ دادا، دادی، حقیقی بہنیں، سگے بھائی اسی کے ہو سکتے ہیں جس کے لئے باپ ہو، جس کے نطفے سے وہ بنا ہو، پھر بے باپ کے پیدا ہونا کہاں رہا؟ یہ قرآن عظیم کی تکذیب اور طیبہ طاہرہ مریم کو سخت گالی ہے۔

ت ۴۵:

کشتی ساختہ ص ۱۶ پر لکھا: "مسیح تو مسیح ہیں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ مسیح کی دونوں ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں"، اور خود ہی اس کے نوٹ میں لکھا "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔"

ت ۴۶:

دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں یوسف بڑھئی کو سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا اور اس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتماد کیا۔ ہاں ہاں یقین جانو آسمانی قہر سے واحد قہار سے سخت لعنت پائے گا اور جو ایک پادری کی بے معنی ذٹل سے قرآن کو رد کرتا ہے۔

ت ۴۷:

(۳۰) نیز اسی دافع البلاء کے ص ۱۵ پر لکھا "خدا ایسے شخص (یعنی عیسیٰ) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا۔" یہ ان گالیوں کے لحاظ سے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دنیا تباہ کر دی مگر اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ فصل سوم میں مذکور ہوں گی۔

ت ۴۸:

(۳۱) اربعین نمبر ۲ ص ۱۳ پر لکھا "کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ۔ ان مرسلین اولوالعزم کا کامل ہادی ہونا بالائے طاق، پورے مہدی بھی نہ ہوئے، اور کامل کون ہیں، جناب قادیانی۔" دیکھو اسی کا ص ۱۲ و ۱۳۔

ت ۴۹ و ۵۰:

(۳۲) مواہب الرحمن پر صاف لکھ دیا کہ عیسیٰ یہودی تھا لو قدر الله رجوع عیسی الذی ھو من الیھود لرجع العزة الیٰ تلک الیوم (اگر اللہ تعالیٰ نے یہودی عیسیٰ کا دوبارہ آنا مقدر کیا تو عزت اس دن لوٹ آئے گی۔)

ت ۵۱:

ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا، کیا مرزا کہ پارسیوں کی اولاد ہے مجوسی ہے۔

ت ۵۴:

(۴۳) حد یہ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کردی۔ مسلمانو! وہ اتنا احمق نہیں کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسیٰ کافر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفرق کر کے لکھے، یہ تو دشنام سوم میں سن چکے کہ عیسیٰ کی سخت رسوائیاں ہوئیں، اور کشتی ساختہ ص ۱۸ پر کہتا ہے "جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے، کون خدا پر ایمان لایا صرف وہی جو ایسے ہیں" دیکھو کیسا صاف بتادیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اسے خدا رسوا کرے لیکن عیسیٰ کو رسوا کیا تو ضرور اسے خدا پر ایمان نہ تھا اور کیا کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ الا لعنة الله علی الکفرین۔

قصد تھا کہ فصل اول یہیں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی "ازالۃ الاوہام" ملی، اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابلِ تماشا ہیں۔

ت ۵۳ تا ۵۷:

(۴۴) یہ جو مثیل مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح کے معجزے مثلاً مردے جلانا اس سے طلب کیے تو صاف جواب دیتا ہے ص ۴ "احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں، احیاء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے"۔ دیکھو وہ ظاہر باہر قاہر معجزہ جسے قرآن عظیم نے جا بجا کمال تعظیم کے ساتھ بیان فرمایا اور آیۃ اللہ ٹھہرایا، قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اس کی تحقیر کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں، پھر اس کے متصل کہتا ہے

ص ۴، "ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا"۔

دیکھو "کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا" کہہ کر ان کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصے سے اور بھی پانی پھیر دیا اور آخر میں لکھا ص ۴ و ۵ "زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔"

غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزات مسیح و تصریحات قرآن عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر مہدی و رسول و نبی ہونے کا ادعا، مسلمان تو مکذب قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے، قطعاً کافر مرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے الا لعنة الله علی الکفرین (خبردار! کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے، رسول اللہ پر محض افتراء اور قرآنِ عظیم کی صاف تکذیب ہے، قرآنِ عظیم تو مسیح صادق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ: انی قد جئتکم بایٰة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن الله وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لاٰیة لکم ان کنتم مؤمنین (القرآن الکریم ۳/۴۹) ترجمہ: بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندکی سی صورت

بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ خدا کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا اور مردے زندہ کرتا ہوں، اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اٹھار کھتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

پھر مکرر فرمایا: وجئتکم بایۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون (القرآن الکریم ۳:۵۰) ترجمہ: میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے کہ انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو! قرآن سچا یا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا، کیوں مسلمانو! جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا۔

ت ۵۸، ۵۹:

(۳۵) اسی بکر فکر قادیانی کے ازالہ شیطانی میں آخر ص ۱۶۱ سے آخر ۱۶۲ تک تو توٹ میں پیٹ بھر کر رسول اللہ وکلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں اور آیات اللہ وکلام اللہ سے وہ مسخریاں کیں جن کی حد ونہایت نہیں، صاف لکھ دیا کہ جیسے عجائب انہوں نے دکھائے عام لوگ کر لیتے تھے، اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

ت ۶۰:

(۳۶) بلکہ آجکل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں۔

ت ۶۱، ۶۲:

(۳۷) وہ معجزے نہ تھے، کل کا زور تھا عیسیٰ نے اپنے باپ بڑھئی

کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آ گئی تھیں۔

ت ۶۳:

(۳۸) عیسیٰ کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے۔

ت ۶۴:

(۳۹) وہ جھوٹی جھلک تھی۔

ت ۶۵:

(۴۰) سب کھیل تھا لہو ولعب تھا۔

ت ۶۶:

(۴۱) سامری جادوگر کے گوسالے کے مانند تھا۔

ت ۶۷:

(۴۲) بہت مکروہ وقابل نفرت کام تھے۔

ت ۶۸:

(۴۳) اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

ت ۶۹:

(۴۴) عیسیٰ روحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکما تھا۔

ت ۷۰:

وہ ناپاک عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں ص ۱۵۱: انبیاء کے معجزات دو قسم ہیں، ایک محض سماوی جس میں انسان کی تدبیر وعقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر، دوسرے عقلی جو خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے جیسے سلیمان کا معجزہ صرح ممرد

من قواریر (القرآن الکریم ۲۷:۴۴) (شیشے جڑا صحن ہے۔ت)

بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے، مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے۔ سو کچھ تعجب نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ یا پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ[1] یوسف کے ساتھ بائیس (۲۲) برس تک نجاری کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا[2] سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو، ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں، حال کے زمانہ میں اکثر صناع ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں۔ دم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں[3] ماسوا اس کے یہ قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں، سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرندہ بنا کر پرواز کرتا دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا ہے[4] سلب

---

1. اس کا باپ، دیکھئے مسیح اور مریم دونوں کو تہمت لگائی ہے۔
2. اس کا دادا، دیکھئے دونوں مسیح اور مریم کو گالی ہے۔
3. یہاں تک تو مسیح کا معجزہ کل دبانے سے تھا اب دوسرا پہلو بدلتا ہے کہ مسمریزم تھا۔
4. یہاں تک مسیح علیہ السلام کے پرندہ بنانے پر اعتراض تھا اب اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرنے پر تمسخر کرتا ہے۔

امراض عمل الترب (مسمریزم) کی شاخ ہے، ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی، محی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی، کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں، اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کر چکے ہیں، ممکن ہے کہ عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہو جائے جو اس دخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فرد میں بشر ہے، مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں، چنانچہ اس کا تجربہ اس زمانے میں ہو رہا ہے، مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق و بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے، اس وقت تو کوئی

تالاب بھی نہ تھا، یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے[1] اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر تھی، بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ ﷻ کے سچے رسول کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کون سی ناگفتنی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اظہار کی، ان کے معجزوں کو کیسا صاف صاف کھیل اور لہو ولعب وشعبدہ وسحر ٹھہرایا، ابرائے اکمہ وابرص کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزۂ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، بڑھئی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر، اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتادیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپ جبریل کی خاک سُم اٹھائی وہ اسی کو نظر آئی دوسرے نے اطلاع نہ پائی، قال اللہ تعالیٰ: قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها و کذلک سوّلت لی نفسی (القرآن الکریم ۲۰/۹۶) ترجمہ: سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپ رسول کی خاک قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا نفس امارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہوا۔ مگر مسیح کا کرتب ایک دست ذل تھا جس سے دنیا جہان کو خبر تھی، مسیح پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرۂ آفاق تھیں، تو اللہ کا رسول یقینا اس کافر جادوگر سے بہت کم رہا، اور حرج یہ ہے کہ مسیح کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہوا، اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں، معجزات کے انکار، قرآن کی تکذیبیں اور پھر اسلام باقی ہے

ع چوں وضوئے محکم بی بی تمیزہ

(جیسے تمیزہ بی بی کا وضوئے محکم ہو۔ ت)

---

[1] یہ تیسرا پہلو ہے کہ حضرت مسیح اس مٹی کے پرند میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جس میں روح القدس کا اثر تھا اس کے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے اسپ روح القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی بولنے لگا۔

اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو اتنے بڑے دعوے کرکے اٹھے اسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھر اتنے بڑے مکذب قرآن ودشمن انبیاء وعدو الرحمن کو امام وقت مسیح ومہدی مان رہے ہیں۔ ع

گر مسیح ایں ست لعنت بر مسیح

(اگر یہ مسیح ہے تو ایسی مسیحیت پر لعنت۔ ت)

اور ان سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شدید پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے میں جناب مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا خطا پر جانتا ہوں، ہاں شاید ایسوں کے نزدیک کافر[1] وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے، کلام اللہ کی تصدیق وتکریم کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار (القرآن الکریم ۴۰/۳۵) ترجمہ: اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

تنبیہ: ان عبارات ازالہ سے بحمد اللہ تعالیٰ اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہوگیا جو عبارات ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں۔

اوّلاً: ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجاز احمدی ودافع البلاء وکشتی نوح واربعین ومواہب الرحمن وغیرہ میں ابلی وکھلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے

---

[1] ایسوں کو شاید اتنی بھی خبر نہیں کہ جو کافر ضروریات دین کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ ترجمہ: جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہے۔ (ت۔ درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶) جب مکذب قرآن وسب وشتم انبیاء کرام بھی کفر نہ ٹھہرے تو خدا جانے آریہ وہنود ونصاریٰ نے اس سے بڑھ کر کیا جرم کیا ہے کہ وہ کافر ٹھہرائے جائیں، یا شاید ایسوں کے دھرم میں تمام دنیا مسلمان ہے کافر کوئی تھا ہے نہ ہو، یہ بھی معجزات مسیح کی طرح قرآن کے بے اصل کرنا مسلم خلاف کافر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقابلہ میں ہیں، مثل مشہور ہے، دلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دے رہے گی۔

ثانیاً: کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بد مذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثاً: مرزا کو ادعا ہے کہ اگر چہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعت محمدیہ سے باہر ہو نہیں آ سکتا، ہم تو قرآن عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ: لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (القرآن الکریم،۶/۱۰۸) ترجمہ: کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جانے بوجھے دشمنی کی راہ سے اللہ ﷻ کی جناب میں گستاخی کریں گے۔

مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن کے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

رابعاً: مرزا کو ادعا ہے کہ وہ مصطفیٰ ﷺ کے قدم بقدم چل رہا ہے، التبلیغ ص ۲۸۳ پر لکھتا ہے: من ایات صدقی انہ تعالیٰ وفقنی باتباع رسولہ واقتداء نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فما رأیت اثرا من اثار النبی الا اقفوتہ۔ (میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رسول کی اتباع اور نبی کی اقتداء پر توفیق دی میں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اس پر قدم رکھا۔ت)

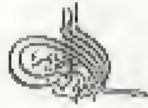
بتائے تو کہ مصطفیٰ ﷺ نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامساً: مرزا کے ازالہ نے مرزائیوں کی اس بکر فکر کا کامل ازالہ کر دیا، ازالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں، ان میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی، ضمیمہ انجام ص ۶ "نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب

طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

ازالہ میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لا کر بے پر کی اڑاتے اور اپنا معجزہ ٹھہراتے، رہی ولادت بے زنا وہ اس نے اس بائبل محرف کے بھروسے پر لکھی، برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزاما پیش کی اگر چہ مرزا کی عملی کارروائی صراحۃً اس کی مکذب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کر دی کہ قرآن عظیم اسی بائبل محرف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے، ازالہ ص ۳۹۸ "آیت ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی تمہیں علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو، اصل حقیقت منکشف ہو، ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل"۔ تو ثابت ہوا کہ یہ توریت و انجیل بلکہ تمام بائبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکم قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اس سے لکھا ہرگز الزامانہ تھا بلکہ اس کے طور پر قرآن سے ثابت، اور خود اس کا عقیدہ تھا، اور اللہ تعالیٰ دجالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے والحمد للہ رب العلمین۔

(یہ رسالہ مکمل دستیاب ہے)



اَلْمُبِیْن خَتْمُ النَّبِیّٖن

(سن تصنیف: 1908ء / ۱۳۲۶ھ)

تصنیف لطیف

از: امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ

امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لئے

اصالتِ کل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومتِ کل، ولایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

مسئلہ (۸۸ تا ۹۴)

از بہار شریف محلہ قلعہ مدرسہ فیض رسول مرسلہ مولوی ابو طاہر نبی بخش صاحب ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامدا و مصلیا و مسلما

اما بعد بست و پنجم ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ شب سہ شنبہ کو مولوی مبارک حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ بہار کے جلسہ تعلیم دادہ وعظ فرماتے تھے کہ خاتم النبیین میں ''النبیین'' پر الف لام عہد خارجی کا ہے، جب دوسرے روز مسجد چوک میں مولوی ابراہیم صاحب نے (جو بالفعل مدرسہ فیض رسول میں پڑھتے ہیں) اثنائے وعظ میں آیۂ کریمہ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) تلاوت کرکے بیان کیا کہ النبیین میں جو لفظ النبیین مضاف الیہ واقع ہوا ہے اس لفظ پر الف لام استغراق کا ہے بایں معنی کہ سوائے حضور نور ﷺ کے کوئی نبی نہ آپ کے زمانہ میں ہوا اور نہ بعد آپ کے قیامت تک کوئی نبی ہو نبوت آپ پر ختم ہوگئی۔ آپ کل نبیوں کے خاتم ہیں، بعد وعظ مولوی ابراہیم صاحب کے راحت حسین طالب علم مدرسہ اسلامیہ بہار کے مجاور درگاہ نے باعانت بعض معاون روپوش بڑے دعوے کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مذکور کی تردید کی اور صاف لفظوں میں کہا کہ لفظ ''النبیین'' پر الف لام استغراق کا نہیں ہے بلکہ عہد خارجی کا ہے، چونکہ یہ مسئلہ عقائد ہے لہذا اس کے متعلق چند مسائل نمبروار لکھ کر اہل حق سے گزارش ہے کہ بنظر احقاق حق ہر مسئلہ کا جواب باصواب بحوالہ کتب تحریر فرمادیں تاکہ اہل اسلام گمراہی و بدعقیدگی سے بچیں:

(۱) راحت حسین مذکور کا کہنا کہ "النبیین" پر الف لام عہد خارجی کا ہے استغراق کا نہیں۔ یہ قول صحیح اور موافق مذہب منصور اہل سنّت وجماعت کے ہے یا موافق فرقہ ضالہ زیدیہ کے؟

(۲) نفی استغراق سے آیۂ کریمہ کا کیا مفہوم ہوگا؟

(۳) برتقدیر صحت نفی استغراق اس آیت سے اہل سنّت کا عقیدہ کہ حضور پر نور ﷺ کل انبیاء کے خاتم ہیں، ثابت ہوتا ہے کہ نہیں اور اہلسنّت اس آیت کو مثبت خاتمیت کاملہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟

(۴) اگر آیت مثبت کلیت نہیں ہوگی تو پھر کس آیت سے کلیت ثابت ہوگی اور جب دوسری آیت مثبت کلیت نہیں تو اہلسنّت کے اس عقیدے کا ثبوت دلیل قطعی سے ہرگز نہ ہوگا۔

(۵) جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پر نور ﷺ کل انبیاء کے خاتم نہیں ہیں، اس کے پیچھے اہلسنّت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) اس باطل عقیدے کے لوگوں کی تعظیم وتوقیر کرنی اور ان کو سلام کرنا جائز ہوگا یا ممنوع؟

(۷) کیا سنّی حنفی کو جائز ہے کہ جو شخص حضور پُر نور ﷺ کو کل انبیاء کا خاتم نہ سمجھے اس سے دینی علوم پڑھیں یا اپنی اولاد کو علم دین پڑھنے کے واسطے ان کے پاس بھیجیں۔

(فقط المستفتی محمد عبداللہ)

دلائل خارجیا[1]

دلیل اوّل: توضیح ص۱۰۰ میں ہے: الاصل ای الراجح ھو العھدا الخارجی لانہ حقیقۃ التعیین و کمال التمییز[2] اصل یعنی راجح عہد خارجی ہی کا ہے اس لئے عہد

[1] چونکہ خاتم النبیین میں الف ، معہد خارجی کے قائل ہیں لہٰذا خارجیہ لکھے گئے ہیں۔۱۲

[2] التوضیح والتلویح قولہ ومنہا الجمع المعرف باللام نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۳۲

خارجی حقیقت تعیین اور کمال تمیز ہے۔ پس جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔

دلیل دوم: نور الانوار صفحہ ۸۱ پر ہے: یسقط اعتبار الجمعیۃ اذا دخلت علی الجمع[1] جب لام تعریف جمع پر داخل ہو تو اعتبار جمعیت ساقط ہو جاتا ہے۔ پس نبیین کو صیغۂ جمع ہے، جب اس پر الف لام تعریف داخل ہُوا تو نبیین سے معنی جمعیت ساقط ہوگیا اور جب معنی جمعیت ساقط ہوگیا تو الف لام استغراق کا ماننا صحیح نہیں ہوسکتا۔

دلیل سوم: یہ امر مسلّم ہے کہ مضاف، مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے، پس جب فرد واحد اس کل کے طرف مضاف ہو جس میں وہ داخل ہے، تو وہ کل من حیث ھو کل ہونے کے کل باقی نہ رہے گا، بلکہ کلیت اس کی ٹوٹ جائے گی، اور جب کلیت اس کی باقی نہ رہی تو بعضیت ثابت ہوگئی اور یہی معنی ہے عہد کا، اور اگر اس فرد مضاف کو ہم اس کل کے شمول میں رکھیں تو تقدم الشیئ علی نفسہ لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ وجود مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے وجود مضاف پر، پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ النبیین میں الف لام عہد خارجی کا ماننا چاہیے۔

الجواب

حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلاتاویل وبلاتخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے، آیۂ کریمہ: وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔ت) وحدیث متواتر لانبی بعدی[2] (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) سے تمام امت مرحومہ

[1] نور الانوار بحث التعریف باللام والاضافۃ مکتبہ علمی دہلی ص ۸۱

[2] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۱

نے سلفاً وخلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس ﷺ بالتخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ فتاوی یتیمۃ الدہر واشباہ والنظائر وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے: اذالم یعرف الرجل ان محمداً ﷺ اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات[1] فتاوی ہندیہ باب احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ پشاور، ۲/۲۶۳ جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔ (ت) شفاء شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے: کذالک (یکفر) من ادعی نبوۃ احد مع نبینا ﷺ اوبعدہ (الی قولہ) فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ ﷺ اخبر انہ خاتم النبیین ولانبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالٰی انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی حمل ان ھذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا و سمعا[2] یعنی جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی ﷺ نے خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا ورسول کو مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

[1] الاشباہ والنظائر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۲۹۶

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتأولین شرکت صحافیہ فی البلد العثمانیہ ترکی ۲/۲۷۰،۲۷۱

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں: ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لایمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص[1] یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں: تجویز نبی مع نبینا ﷺ اوبعدہ یستلزم تکذیب القران اذ قدنص علی انہ خاتم النبیین واخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علی ظاھرہ وھذہ احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنابھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالٰی[2] ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا بعد کسی کو

[1] الاقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی المکتبۃ الادبیۃ مصر، ص ۱۱۴

[2] المعتقد المنتقد بحوالہ المطالب الوفیہ شرح الفرائد السنیہ، تجویز نبی بعدہ کفر، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۱۱۵

نبوت ظلی جائز ماننا تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم تصریح فرما چکا ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں، اور حدیث میں فرمایا: میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عموم واستغراق بلا تاویل وتخصیص، اور یہاں مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب ''المعتمد فی المعتقد'' میں فرماتے ہیں: بحمد اللہ تعالی ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں ست کہ آں را بکشف وبیان حاجت افتد، خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے ﷺ نبی دیگر نباشد ومنکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او ﷺ معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودے وے اور ہر چہ ازاں خبر داد صدق دانستے وبہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش، درست شدہ ایں نیز درست شد کہ وے ﷺ باز پسیں پیغمبراں ست در زمان او وتا قیامت بعد از وے ﷺ نبی نباشد وہر کہ دریں بہ شک ست دراں نیز بہ شک ست ونہ آں کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآں کس نیز کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ[1] بحمد اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ اہل اسلام کے ہاں اتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص اس کا منکر ہے تو وہ تو اصلاً آپ کی نبوت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس کو حق جانتا جس طرح آپ کی رسالت ونبوت تواتر سے ثابت ہے اسی طرح یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ حضور تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے ہیں

[1] المعتمد فی المعتقد

وراب تا قیامت آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس کو اس بارے میں شک ہے اسے پہلی بات کے بارے میں شک ہوگا، صرف وہی شخص کافر نہیں جو یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی تھا یا ہے یا ہوگا بلکہ وہ بھی کافر ہے جو آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن تصور کرے، خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان درست ہونے کی شرط ہی یہ ہے (ت) بالجملہ آیۂ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) مثل حدیث متواتر لا نبی بعدی[1] قطعاً عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص نہ ہونے پر اجماع امت خیر الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قیل وقال اصلاً مسموع نہیں، جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ ''خاتم النبیین'' سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج وتابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں'' اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ تقدم (تحذیر الناس نانوتوی ۳) تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں خاتم بمعنی آخر لینا خیال جہال ہے بلکہ خاتم النبیین بمعنی نبی بالذات ہے''۔ اور اسی مضمون ملعون کو دجال اول (مواہب الرحمن قادیانی ۲) نے یوں ادا کیا کہ ''خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین ہے'' ایک اور مرتد نے لکھا ''خاتم النبیین (مناظرہ احمدیہ ۲) ہونا حضرت رسالت ﷺ کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہرگز منافی خاتم النبیین کے نہیں جموع محلے باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں''، چند اور خبیثوں نے لکھا کہ ''الف لام (مرالمومنین سہوانی ۲) خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور بر تقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف

[1] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۱

ہے کہ اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں" ان شیاطین سے بڑھ کر اور بعض ابلیسیوں نے کہا کہ" اہل اسلام (تحریر ای دنیق جاری ۲۰) کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے" الی غیر ذلک من الکفریات الملعونۃ والارتدادات المشحونۃ بنجاسات ابلیس و قاذورات التدلیس لعن اللہ قائلہا وقاتل اللہ قابلہا. دیگر کفریات ملعونہ اور ارتدادات جو ابلیس کی نجاستوں اور جھوٹ کی پلیدیوں کو متضمن ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے قائل پر لعنت ہو اور اسے قبول کرنے والے کو اللہ تعالیٰ برباد فرمائے (ت)

یہ سب تاویل رکیک میں یا عموم واستغراق "النبیین" میں تشویش وتشکیک سب کفر صریح وارتداد قبیح، اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر وعموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بنا پر سلفاً وخلفاً ائمہ مذاہب نے نبی ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث وتفسیر وعقائد وفقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں، فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" میں اس مطلب ایمانی پر صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس ۱۲۰ حدیثیں اور تکفیر منکر کہ ارشادات ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے تیس ۳۰ نصوص ذکر کئے۔ وللہ الحمد۔ تو یہاں عموم واستغراق کا انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اظہار نہیں کرے گا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن، قرآن کا منکر، مردود وملعون، مذبذب وخاسر، والعیاذ باللہ العزیز الغفار، ایسی تشکیکیں تو وہ اشقیاء رب العلمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراق عرفی کے یا عام مخصوص منہ البعض یا علمین سے مراد عالمین زمانہ کقولہ تعالیٰ

"وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ" (القرآن الکریم ۲/۴۷) ترجمہ: اور میں نے تم کو جہان والوں پر فضیلت دی۔ اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں خدا کا پروردگار جمیع عالم ہونا یقینی کہاں مگر الحمد للہ مسلمان نہ ان ملعون ناپاک وساوس کو رب العالمین میں سنیں نہ ان خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں، اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (القرآن الکریم ۱۱/۱۸) (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا (القرآن الکریم ۳۳/۵۷) (بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ت)

یہ طائفہ طائفہ خارجیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پرنور خاتم الانبیاء و مرسلین ﷺ کے خاتم ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرتا ہے حضور اقدس ﷺ کے روز بعثت سے جب یا اب یا کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت، اگرچہ ایک ہی، اگرچہ غیر تشریعی، اگرچہ کسی اور طبقہ زمین، یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع غیر انسانی میں واقع ماننا، یا بلاوصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی وامکان وقوعی جائز جاننا، یہ بھی سہی مگر جائز ومحتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائف ملعونہ مذکورہ خواہ ان کے کبراء یا نظراء کی تکفیر سے باز رہتا ہے تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ خود بھی قطعاً یقیناً اجماعاً ضرورۃً مثل طوائف مذکورہ قادیانیہ وقاسمیہ وامیریہ ونذیریہ وامثالہم لعنہم اللہ تعالیٰ کافر ومرتد ملعون ابد ہے، قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ (القرآن الکریم ۹/۳۰) (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) کہ ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی ان میں شک وشبہ اور احتمال خلاف، ماننا بھی کفر ہے یونہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا یا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے، بحر الکلام امام نسفی وغیرہ میں ہے: من قال بعد نبینا نبی

یکفر لا نہ انکر النص و کذلک لو شک فیہ۱(جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی کے بعد نبی آسکتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قطعی کا انکار کیا، اسی طرح وہ شخص جس نے اس کے بارے میں شک کیا۔ درمختار و بزازیہ و مجمع الانہر وغیرہا کتب میں ہے: من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۲ (جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ت)

ان لعلی اقوال مجس تر از ابوال کے رد میں اواخر صدی گزشتہ میں بکثرت رسائل و مسائل علمائے عرب و عجم طبع ہو چکے اور وہ ناپاک فتنے غار ذلت میں گر کر قعر جہنم کو پہنچے والحمد للہ رب العالمین۔ اس طائفہ جدیدہ کو اگر طوائف طریدہ کی حمایت سوجھے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکر جرار اسے بھی اس کی سزائے کردار کو پہنچانے کو موجود ہے۔ قال تعالٰی "الم نہلک الاولین۝ ثم نُتبِعُهُمُ الاخرین۝ کذلک نفعل بالمجرمین۝ ویل یومئذ للمکذبین۝" (القرآن الکریم ۷۷/ ۱۶تا۱۹) اللہ تعالٰی نے فرمایا: (کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا، پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے، مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں، اس دن کو جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ت)

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز و احتمال نبوت یا عدم تکفیر منکران ختم نبوت، معلوم نہ بھی ہو، نہ اس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آیہ کریمہ میں الف و لام استغراق سے انکار اور ارادہ بعض پر اصرار کیا اسے حکم کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحۃً آیہ کریمہ کا اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر و مبطل ہے جو خود حضور پُرنور ﷺ نے ارشاد فرمائی اور جس پر تمام امت مرحومہ نے اجماع کیا اور بنقل متواتر ضروریات دین سے ہو کر ہم تک آئی،

۱ غمز الاحکام

۲ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی احکام الجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷

مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں ائمہ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمت خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم خمر کا ثبوت صرف قرآن عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیث متواترہ بھی موجود، اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین خصوص نصوص کے محتاج نہیں رہتے، امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں: اذا جحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص اولا فان جحدہ یکون کفرا اھ ملتقطا۱ (جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریات دین اسلام میں سے ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار کفر ہے۔ اھ ملتقطات۔) بعینہٖ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول ﷺ سے ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک، کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہو سکنا کچھ اس آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہر و باہر، متوافر و متظافر، متکاثر و متواتر حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ تعالٰی مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر، مجمع علیہ، قطعی ضروری کا انکار، اس پر کفر ثابت کرے گا اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نفس مسئلہ کا انکار نہیں؛ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ میں ہے: لو قال حرمۃ الخمر لا تثبت بالقران کفر ای لانہ عارض نص القران وانکر تفسیر اھل الفرقان۲ (اگر کسی نے کہا شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآنی کے ساتھ معارضہ کیا اور اہل فرقان کی تفسیر کا انکار کیا۔ت) فتاوی تتمہ میں ہے: من انکر

۱ الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۵۹

۲ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر ملا علی قاری فصل فی الکفر صریحا و کنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۰

حرمة الخمر فی القران کفر[1] (جس نے قرآن کے حوالے سے حرمتِ شراب کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔ت) اعلام امام مکی میں ہمارے علماء سے کلماتِ کفر بالاتفاق میں نقل کیا: او قال لم تثبت حرمة الخمر فی القرآن[2] (یا اس نے کہا قرآن میں حرمتِ شراب کا ثبوت نہیں ہے۔ت) پھر خود فرمایا: کفر زاعم انه لانص فی القران علی تحریم الخمر ظاهر، لانه مستلزم لتکذیب القران الناص فی غیر ما اٰیة علی تحریم الخمر فان قلت غایة ما فیه انه کذب وهو لا یقتضی الکفر قلت ممنوع لانه کذب یستلزم انکار النص المجمع علیه المعلوم من الدین بالضرورة۔[3] (جس نے کہا تحریمِ شراب پر قرآن میں کوئی نص نہیں اس کا کافر ہونا نہایت ہی واضح ہے کیونکہ اس کا یہ قول قرآن کی تکذیب کر رہا ہے قرآن نے متعدد جگہ پر شراب کے حرام ہونے پر تصریح کی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو صرف اتنا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جھوٹ ہو کفر کا تقاضا نہیں کرتا، میں کہوں گا یہ بات درست نہیں کیونکہ اس کا یہ قول اس نص قرآن کے انکار کو مستلزم ہے۔ جس سے ایک حکم ثابت ہو رہا ہے جو متحقق طور پر ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ت)

تو اگر چہ یہ طائفہ آیۂ کریمہ میں استغراق کے انکار سے ختم تمام نبوت پر دلائل قطعیہ سے مسلمانوں کا ہاتھ خالی نہیں کر سکتا مگر اپنا ہاتھ ایمان سے خالی کر گیا، ہاں اگر ارباب طائفہ صراحۃً ایمان لائیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کبھی کسی جگہ کسی طرح کی کوئی نبوت کسی کو نہیں مل سکتی، حضور کے خاتم النبیین و آخر الانبیاء والمرسلین

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۹۰

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۳۷۱

[3] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۳۷۲

ہونے میں اصلاً کوئی تخصیص تاویل تقیید تحویل نہیں اور ان تمام مطالب کو نصوص قطعیہ و اجماع یقینی و ضروریاتِ دین سے ثابت یقیناً مانیں اور ان تمام طوائف ملعونہ مذکورہ اور ان کے اکابر کو صاف صاف کافر مرتد کہیں، صرف بزعم خود اپنی نحوی و منطقی جہالتوں، بدعقلوں، کج فہمیوں کے باعث آیۂ کریمہ میں لام عہد ہی اور استغراق نامستقیم سمجھیں تو اگر چہ بوجہ انکار تفسیر متواتر اجماعی قطعی اسلوب فقہی اس پر اب بھی لزوم کفر ہے مگر از انجا کہ اس نے اعتقاد صحیح کی تصریح اور کبرائے منکرین کی تکفیر صریح کر دی اس کی تکفیر سے زبان روکنا ہی مسلک تحقیق و احتیاط ہوگا، امام مکی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں: ومن ثم یتجه انه لو قال الخمر حرام ولیس فی القران نص علی تحریمه لم یکفر لانه الان محض کذب و هو لا کفر به اھـ[1] اسی وجہ سے یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے شراب تو حرام ہے لیکن قرآن میں اس کی تحریم پر نص نہیں تو وہ کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اب وہ محض جھوٹ بول رہا ہے اور اس سے وہ کافر نہ ہوگا (اھ)۔ت۔ اقول و باللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ت) اس تقدیر اخیر پر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ یہ طائفہ خائفہ یا وہ معین، مرتدین و بازیچہ کنندۂ کلام رب العالمین، ومکذب تفسیر حضور سید المرسلین ومخالف اجماع جمیع مسلمین وسخت بد عقل و گمراہ و بد دین ہے۔

اوّل تو ظاہر ہی ہے کہ نفی استغراق و تجویز عہد میں یہ ان کفار کا ہمزبان ہوا بلکہ ان خبیثوں نے تو بطور احتمال ہی کہا تھا "جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو" اور اس نے بزعم خود عہد کے لئے ہونا واجب بنا اور استغراق کو باطل و مردود جانا۔

دوم اس لئے کہ قرآن عظیم میں حضرات انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک بہت وجوہ مختلفہ سے وارد: (۱) فرداً فرداً خواہ بتصریح اسماء، یہ صرف چھبیس ۲۶ کے لئے

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۳۷۲

ہے: (۱) آدم (۲) ادریس (۳) نوح (۴) ہود (۵) صالح (۶) ابراہیم (۷) اسحٰق (۸) اسمٰعیل (۹) لوط (۱۰) یعقوب (۱۱) یوسف (۱۲) ایوب (۱۳) شعیب (۱۴) موسیٰ (۱۵) ہارون (۱۶) الیاس (۱۷) الیسع (۱۸) ذوالکفل (۱۹) داؤد (۲۰) سلیمان (۲۱) عزیر (۲۲) یونس (۲۳) زکریا (۲۴) یحییٰ (۲۵) عیسیٰ (۲۶) محمد ﷺ وبارک وسلم یا بر سبیل ابہام مثل قال لهم نبيهم (القرآن الکریم ۲/۲۴۸) (شمویل) (انکوان کے نبی (شمویل) نے کہا و اذ قال لفته (القرآن الکریم ۱۸/۶۰ تا ۶۵) (یوشع) فوجدا عبدا من عبادنا خضر عليهم الصلوة والسلام اور جس وقت انہوں نے نوجوان (یوشع) سے کہا تو پایا حضرت موسیٰ اور یوشع نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ حضرت خضر علیہم الصلوۃ والسلام ہے)

(۲) یا بر سبیل عموم واستغراق اور یہی اول واکثر ہے، مثل قول تعالیٰ: قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا (الى قوله تعالى) وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (القرآن الکریم ۲/۱۳۶) یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا (الی قول تعالیٰ) اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔

وقال الله تعالى: وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (القرآن الکریم ۲/۱۷۷) ہاں اصل نیکی یہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر۔

وقال الله تعالى: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (القرآن الکریم ۲/۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

وقال الله تعالى: كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (القرآن الکریم ۲/۲۸۵)

سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔

وقال الله تعالى: لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (القرآن الکریم ۲/۲۸۵)

ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

وقال الله تعالى: وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (القرآن الکریم ۳/۸۴)

جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان پر فرق نہیں کرتے۔

وقال الله تعالى: اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ (القرآن الکریم ۴/۶۹) اسے ان کے ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین۔

وقال الله تعالى: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (القرآن الکریم ۴/۱۵۲) اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا۔

وقال الله تعالى: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (القرآن الکریم ۶۴/۸)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

وقال الله تعالى: لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ (القرآن الکریم ۵/۱۲)

ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔

وقال الله تعالى: يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ (القرآن الکریم ۵/۱۰۹)

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔

وقال اللہ تعالیٰ : وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (القرآن الکریم ۶/۴۸)

اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے۔

وقال اللہ تعالیٰ : فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (القرآن الکریم ۷/۶)

تو بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے۔

وقال اللہ تعالیٰ: عن المؤمنین : لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (القرآن الکریم ۷/۴۳)

اور اللہ تعالیٰ نے مومنین سے فرمایا: بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے۔

وقال اللہ تعالیٰ: عن الکافرین : قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ (القرآن الکریم ۷/۵۳)

اور اللہ نے کفار سے فرمایا، بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں۔

وقال اللہ تعالیٰ : ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (القرآن الکریم ۱۰/۱۰۳)

پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے۔

وقال اللہ تعالیٰ : وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا (القرآن الکریم ۱۸/۱۰۶)

اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی۔

وقال اللہ تعالیٰ : اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ (القرآن الکریم ۱۹/۵۸)

یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے۔

وقال اللہ تعالیٰ : اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ (القرآن الکریم ۲۷/۱۰)

بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔

وقال اللہ تعالیٰ : وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (القرآن الکریم ۳۳/۷)

اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے۔

وقال اللہ تعالیٰ : هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (القرآن الکریم ۳۶/۵۲)

یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا۔

وقال اللہ تعالیٰ : وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ (القرآن الکریم ۳۷/۱۷۱)

اور بے شک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے۔

وقال اللہ تعالیٰ : وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (القرآن الکریم ۳۷/۱۸۱)

اور سلام ہے پیغمبروں پر۔

وقال اللہ تعالیٰ : وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ (القرآن الکریم ۳۹/۶۹)

اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے۔

وقال اللہ تعالیٰ : اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (القرآن الکریم ۴۰/۵۱)

بیشک ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی۔

وقال اللہ تعالیٰ : اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ (القرآن الکریم ۵۷/۱۹)

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔

وقال اللہ تعالیٰ : اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (القرآن الکریم ۵۷/۲۱)

تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے۔

وقال اللہ تعالیٰ : لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ (القرآن الکریم ۵۷/۲۵)

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔

وقال اللہ تعالیٰ : كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (القرآن الکریم ۵۸/۲۱)

اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول۔

وقال اللہ تعالٰی : وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ (القرآن الکریم ۷۷/۱۱-۱۲)

اور جب رسولوں کا وقت آئے کس دن کے لئے ٹھہرائے گئے تھے۔

الی غیر ذلک من آیات کثیرۃ. اسی طرح دیگر کثیر آیات ہیں۔ت

(۳) ملحوظ بوصف قبلیت یعنی انبیائے سابقین علٰی نبینا علیہم الصلاۃ والسلام مثل قولہ تعالٰی:
وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی (القرآن الکریم ۱۲/۱۰۹) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔

وقال تعالٰی : وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا اِنَّھُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ (القرآن الکریم ۲۵/۲۰)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے۔

وقال تعالٰی : سُنَّۃَ اللہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَکَانَ اَمْرُ اللہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا o نِالَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللہِ (القرآن الکریم ۳۳/۳۸-۳۹)

اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے۔

وقال تعالٰی : وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ (القرآن الکریم ۳۹/۶۵)

اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔

وقال تعالٰی : مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ (القرآن الکریم ۴۱/۴۳)

تم سے نہ فرمایا جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا۔

وقال تعالٰی : کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (القرآن الکریم ۴۲/۳)

یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اور اللہ عزت وحکمت والا۔

وقال تعالٰی : وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا (القرآن الکریم ۴۳/۴۵) وغیر ذلک۔

اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے۔ وغیرذلک۔

(۴) یا بر سبیل معنی جنسی شامل فرد وجمع بے لحاظ خاص خصوص وشمول مثل قولہ تعالٰی:
مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ (القرآن الکریم ۲/۹۸) جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا۔

وقولہ تعالٰی : اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (القرآن الکریم ۳/۲۱) وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں انھیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی۔

وقولہ تعالٰی : وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا (القرآن الکریم ۳/۸۰) اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو۔

وقولہ تعالٰی : وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (القرآن الکریم ۴/۱۳۶) اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

وقولہ تعالٰی : اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللہِ وَرُسُلِہٖ (القرآن الکریم ۴/۱۵۰) الٰی قولہ تعالٰی : اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وغیرھا (القرآن الکریم ۴/۱۵۱) وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں (الٰی قولہ تعالٰی) یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر وغیرہا۔

(۵) یا خاص خاص جماعت خواہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجوہ

بیان سے نفس کلام میں مذکور اور اس سے مستفاد ہو،

مثل قولہ تعالٰی: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ (القرآن الکریم ۲/۸۷) اور بیشک ہم نے موسٰی کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔

وقال تعالٰی فی بنی اسرائیل: وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ (القرآن الکریم ۵/۳۲) اور اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا: اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے۔

وقال تعالٰی فی التوراۃ: یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا (القرآن الکریم ۵/۴۴) اور اللہ تعالٰی نے توراۃ میں فرمایا: اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی۔

وقال تعالٰی ما ذکر نوحا ثم رسولا اخر: ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا (القرآن الکریم ۲۳/۴۴) اور اللہ تعالٰی نے نوح علیہ السلام پر ایک اور رسول کے ذکر کے بعد فرمایا پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک پیچھے دوسرا۔

ثم قال ثم ارسلنا موسٰی، (القرآن الکریم ۲۳/۴۵) پھر فرمایا: پھر ہم نے موسٰی کو بھیجا۔

وقال تعالٰی: اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ (القرآن الکریم ۴/۱۶۳) بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

فالمراد من بین ھود و موسٰی علیھم الصلوۃ والسلام، وقال تعالٰی: فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صٰعِقَۃً مِّثْلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ، اِذْ جَآءَتْھُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ (القرآن الکریم ۴۱/۱۳،۱۴) ان سے ہود اور موسٰی کے درمیان والے نبی علیہم الصلوۃ والسلام مراد ہیں اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی

کڑک عاد و ثمود پر آئی تھی جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے۔

وقال تعالٰی: بعد ذکر نوح وابراھیم: ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ بِرُسُلِنَا (القرآن الکریم ۵۷/۲۷) اور اللہ تعالٰی نے نوح اور ابراہیم کے ذکر کے بعد فرمایا: پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے (ت)

(۶) یا بوجہ عہد حضوری مثل قولہ تعالٰی: قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ (القرآن الکریم ۳۶/۲۰) بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو (ت)

(۷) یا ذکری مثل قولہ تعالٰی فی قوم نوح وھود و صالح ولوط وشعیب بعد ما ذکر ھم علیھم الصلوۃ والسلام، تِلْکَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِھَا وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ (القرآن الکریم ۷/۱۰۱) نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم الصلوۃ والسلام کی قوم کا ذکر کرنے کے بعد یہ بستیاں ہیں جنکے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں اور بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے (ت)

یا علمی مثل قولہ تعالٰی: وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ اِذْ جَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ (القرآن الکریم ۳۶/۱۳) (اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی جب ان کے پاس فرستادے آئے۔

وقال تعالٰی: سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ (القرآن الکریم ۳/۱۸۱) وغیر ذلک۔ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا۔ ت) وغیر ذلک

اب اولاً:

اب اگر آیہ کریمہ ولٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (اور ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) میں لام عہد خارجی کے لئے ہو

جیسا کہ یہ طائفہ خارجیہ گمان کرتا ہے اور وہ یہاں نہیں مگر ذکری، اور ذکر کو دیکھ کر کیا اتنے وجوہ مختلفہ پر ہے اور ان میں صرف ایک وجہ وہ ہے جو بداہۃً کلام کریم میں مراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یعنی وجہ سوم کہ جب انبیاء موصوف بوصف قبلیت ومقید بقید سبقت لے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضور اقدس ﷺ سے پہلے ہیں تو اب حضور کو ان کا خاتم ان کا آخر ان سے زمانے میں متاخر کہنا محض لغو وفضول وکلام مہمل ومعطل ومعقول ہوگا جس کا حاصل حمل اولے بدیہی مثل زید زید سے زائد نہ ہوگا کہ جب ان کو حضور سے اگلا کہہ دیا حضور کا ان سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا اسے بالخصوص مقصود بالافادہ رکھنا قرآن عظیم تو قرآن عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق نہیں، نہ کہ وہ بھی مقام مدح میں کہ ؎

چشمان تو زیر ابرو اند
دندان تو جملہ در دہانند

(تمہاری آنکھیں زیر ابرو ہیں اور تمام دانت منہ کے اندر ہیں)

سے بھی بدتر حالت میں ہے کہ شعر نے کسی اتنا دو کی عبث تکرار نہ کی اور بات جو کہی وہ بھی واقع تعریف کی تھی، احسن تقویم (القرآن الکریم ۹۵/۴) (اچھی صورت۔ت) سے بعض اوضاع کا بیان ہے اسے مقام مدح میں یوں مہمل جانا گیا ہے، کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے بخلاف اس معنی کے کہ اس میں صراحۃً عبث موجود اور معنی مدح بھی مفقود، اور پھر عموم واشتراک بھی نقد وقت کے ہر شے اپنے اگلے سے پچھلی ہوتی ہے، غرض یہ وجہ تو یوں مندفع ہو جائے گی کہ اصلاً محلِ ارادہ وصالح ارادہ نہیں، اور اس طائفہ خارجیہ کے طور پر وجہ دوم کو بھی نامحتمل مان لیجئے پھر بھی اول و چہارم و پنجم سب محتمل رہیں گی اور پنجم میں خود وجوہ کثیر ہے، کہیں من بعد موسیٰ، کہیں من بعد نوح، کہیں انبیائے بنی اسرائیل، کہیں

من بعد ہود و موسیٰ، کہیں صرف انبیائے عاد وثمود، کہیں انبیائے قوم نوح وعاد وثمود، کہیں من بعد ابراہیم قوم لوط ومدین وغیر ذلک، بہرحال ذکر وجوہ کثیرہ مختلفہ پر آیا ہے اور یہاں کوئی قرینہ وبینہ نہیں کہ ان میں ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر عہد کہاں رہا، سرے سے عہد ہی کا معنی ہی کہ تعیین ہے منہدم ہو گیا کہ اختلاف وتنوع مطلقاً منافی تعیین نہ کہ اتنا کثیر، پھر عہدیت کیونکر ممکن۔

ثانیاً:

جب کہ اتنی وجوہ کثیرہ محتمل اور قرآن عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی، حدیث کا بیان صحیح تو وہی عموم واستغراق ہے کہ لا نبی بعدی[1] (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) کما سیاتی، اس تقدیر پر جب اشارہ ذکر استغراق کی طرف ٹھہرا عہد واستغراق کا حاصل ایک ہوگیا اور وہی احاطہ تامہ کہ معتقد اہل اسلام تھا ظاہر ہوا مگر یہ اس طائفے کو منظور نہیں، لاجرم آیت کہ بر تقدیر عہدیت مجمل تھی بے بیان رہی اور وہی منقطع ہو کر متشابہات سے ہوگی، اب رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کہنا محض اقرار لفظ بے فہم معنی رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں، کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پرنور ﷺ میں کتنے ہی انبیاء مانے، حضور کے بعد ہر قرن وطبقہ وشہر وقریہ میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے خود اپنے آپ کو رسول اللہ کہے، اپنے استاذوں کو مرسلین اولوالعزم بتائے، آیہ کریمہ اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کہ آیت کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے حجت قائم ہو سکے، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا، حاشا وکلا۔

ثالثاً:

میں تکثر وتزاحم معانی پر کیوں بنا کروں، سوائے استغراق کوئی معنی لے لیجئے سب

[1] صحیح البخاری باب ما ذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۱

پر یہی آتش درکاسہ رہے گی کہ پچھلی جھوٹی کاذب ملعونہ نبوتوں کا در آیت بند نہ کر سکے گی۔ معنی اول یعنی افراد مخصوصہ معینہ مراد لئے تو نبی ﷺ انہیں معدود انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم ٹھہرے جن کا نام یا ذکر معین علی وجہ الابہام قرآن مجید میں آ گیا ہے جن کا شمار تیس چالیس نبی تک بھی نہ پہنچے گا، یونہی بر تقدیر معنی پنجم یعنی جماعات خاصہ خاص اپنی جماعت کے خاتم ٹھہریں گے، باقی جماعات صادقہ سابقہ کے لئے بھی خاتمیت ثابت نہ ہوگی، چہ جائے جماعات کاذبہ آئندہ اور معنی سوم میں صاف تخصیص انبیائے سابقین کی ہو جائے گی کہ جو نبی پہلے گزر چکے ان کے خاتم ہیں تو پچھلوں کی کیا بندش ہوئی بلکہ پیچھے اور آئے تو وہ انکے بھی خاتم ہوں گے، رہے معنی چہارم جنسی اس میں جمیع مراد لینا اس طائفہ کو منظور نہیں ورنہ وہی ختم الشیء بنفسہ لازم آئے، لاجرم مطلقاً کسی ایک فرد کے اختتام سے بھی خاتمیت صادق مانے گا کہ صدق علی الجنس کے لئے ایک فرد پر صدق کافی ہے تو یہ سب معانی سے اخس وارذل ہوا اور حاصل وہی ٹھہرا کہ آیت بہر نہج فقط ایک دو یا چند یا کل گزشتہ پیغمبروں کی نسبت صرف اتنا تاریخی واقعہ بتاتی ہے کہ ان کا زمانہ ان کے زمانے سے پیچھے تھا، اس سے زیادہ آئندہ نبوتوں کا دروازہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی، نہ ان سے اصلاً بحث کرتی ہے، طوائف ملعونہ مہدویہ وقادیانیہ وامیریہ ونذیریہ وناناتویہ واشباہہم لعنہم اللہ تعالیٰ کا یہی تو مقصود تھا، وہ اس طائفہ خارجیہ نے جی کھول کر اصابہ کرلیا، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷) (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) اصل بات یہ ہے کہ معانی قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریات دین سے ہوں جب ان پر نصوص قطعیہ پیش نہ کئے جائیں تو مسلمانوں کو احمق بنانا اور معتقدات اسلام کو تخیلات (دیکھو تحذیر الناس) عوام ٹھہرا دینا ایسے خبثاء کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ ان کے جمع طرق وادراک تواتر پر دسترس، وہاں ایک حرف میں کام نکل

جاتا ہے کہ یہ باب عقائد ہے اس میں بخاری ومسلم (دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی) کی بھی صحیح احادیث مردود ہیں، ہاں ایسی جگہ ان بیچارے اندھوں کی کچھ کور دبتی ہے تو قرآن عظیم سے کہ بغرض تلبیس عوام برائے (دیکھو تحذیر الناس) برائے نام اسلام کا ادعا ہو کر، قرآن پر صراحۃً انکار کا ٹٹو خرد لنگ ہے، لہٰذا وہاں تحریف معنوی کے چال چلتے اور کلام اللہ کو الٹے بدلتے ہیں کہ جب آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کر دیں پھر گونہ وہی شیطانی کا راستہ کھل جائے گا واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (القرآن الکریم ۶۱/۸) (اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے اگر چہ برا مانیں کافر۔ ت)

سوم یعنی اس طائفہ کا مکذب تفسیر حضور سید المرسلین ﷺ ہونا وہ ہر ادنیٰ خادم حدیث پر روشن، یہاں اجمالی دو حرف ذکر کریں، صحیح مسلم شریف ومسند امام احمد وسنن ابوداؤد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ وغیرہا میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔[1] بے شک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا اور خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ امام احمد مسند وطبرانی معجم کبیر اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: یکون فی امتی کذابون و دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربع نسوۃ و انی خاتم النبیین لانبی بعدی۔[2] میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے

[1] جامع الترمذی ابواب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون امین کمپنی دہلی ۲/۴۵
[2] المعجم الکبیر للطبرانی ترجمہ حذیفہ رضی اللہ عنہ حدیث ۳۰۲۶ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳/۱۷۰

ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ بے شک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ترمذی وتفسیر ابن حاتم وتفسیر ابن مردویہ میں جابر سے ہے رسول اللہ فرماتے ہیں: مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل ابتنی داراً فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنۃ فکان من دخلھا ونظر الیھا قال ما احسنھا الا موضع اللبنۃ فانا موضع اللبنۃ فختم بی الانبیاء۔[1] میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کر دیے گئے۔ صحیح مسلم ومسند احمد میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: مثلی و مثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمھا الا لبنۃ واحدۃ فجئت انا فاتممت تلک اللبنۃ۔[2] ترجمہ: میری اور سابقہ انبیاء کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی۔ مسند احمد وصحیح ترمذی میں باافادۂ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنھا واکملھا واجملھا وترک فیھا موضع لبنۃ لم یضعھا فجعل الناس یطوفون بالبنیان ویعجبون منہ ویقولون لو تم موضع ھذہ اللبنۃ فانا فی النبیین

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸
صحیح بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۰۱
[2] مسند امام احمد حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ دارالفکر بیروت ۳/ ۹

موضع تلک اللبنۃ۔[1] ترجمہ: پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت وکامل وخوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی وہ نہ رکھی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی وخوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی وتفسیر ابن مردویہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کرکے ارشاد فرمایا: فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔[2] ترجمہ: تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔

چہارم کا بیان اوپر گزرا، پنجم سے اس طائفہ کی گمراہی بھی واضح ہو چکی کہ تفسیر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا رد کرنیوالا اجماع قطعی امت مرحومہ کا خلاف کرنے والا سوائے گمراہ بددین کے کون ہوگا۔ نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵) (ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ت)

رہی بدعقلی وہ اس کے ان شبہات واہیات، خرافات، مزخرفات کی ایک ایک ادا سے ٹپک رہی ہے جو اس نے اثبات ادعائے باطل "عہد خارجی" کے لئے پیش کئے اہل علم کے سامنے ایسے مہملات کیا قابل التفات، مگر حفظ عوام وازالۂ اوہام کے لئے چند حروف مجمل کا ذکر مناسب واللہ الھادی وولی الایادی (اور اللہ تعالٰی ہی ہدایت دینے والا اور طاقتوں کا مالک ہے۔ت)

شبہ اولٰی میں اس طائفہ نے عبارت توضیح کی طرف محض غلط نسبت کی حالانکہ

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۱
[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸

توضیح میں اس عبارت کا نشان نہیں بلکہ وہ اس کے حاشیہ تلویح کی ہے،

اوّلاً : اقول اگر یہ مدعیان عقل اسی اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کو سمجھتے اور قرآن عظیم میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجود ذکر کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ یہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (القرآن الکریم ۳۳/۴۰) (اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء میں سے آخری ہیں۔ت) میں لام عہد خارجی کے لئے ہونا محال ہے کہ بوجہ تنوع وجود ذکر و عدم اولویت و ترجیح جس کا بیان مشرحاً گزرا، کمال تمیز جدا رہے سے کسی وجہ معین کا امتیاز ہی نہ رہا تو یہی عبارت شاہد ہے کہ یہاں "عہد خارجی" ناممکن کاش کر کیلئے بھی کچھ عقل ہوتی تو اس کی جگہ توضیح ہی کی کول عبارت العهد هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة[1] (عہد اصلی ہے پھر استغراق اور پھر جنس۔ت) کی نقل ہوتی کہ خود نفس عبارت تو ان کی جہالت وسفاہت پر شہادت نہ دیتی اگرچہ اس سے دو ہی سطر پہلے اسی توضیح میں متن تنقیح کی عبارت ولا بعض الافراد لعدم الاولوية[2] ترجمہ: اور نہ بعض افراد کیونکہ اولیٰ نہیں۔ اس کی صغرائی کو بس ہوتی مگر یہ کیونکر کھلتا کہ طائفہ حائفہ کو دوست دشمن میں تمیز نہیں صریح مضر کو نافع سمجھتا ہے لہٰذا نام تو لیا توضیح کا اور براہ بدقسمتی عبارت نقل کر دی تلویح کی، جس میں صاف صریح ان عقلا کی تسفیہ اور ان کے وہم کا سد کی تنقیح تھی۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

ثانیاً : توضیح کا مطلب سمجھنا تو بڑی بات، خود اپنا ہی لکھا نہ سمجھا کہ جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔ ہم اوپر واضح کر آئے کہ عہد خارجی مزعوم طائفہ خارجیہ سے معنی درست نہیں ہو سکتے، آیہ کریمہ قطعاً آئندہ نبوتوں کا دروازہ بند فرماتی ہے،

---

[1] توضیح علی التنقیح الفاظ العام الجمع معرف باللام

[2] توضیح علی التنقیح الفاظ العام الجمع معرف باللام

رسول اللہ ﷺ نے یہی معنی اس کے بیان فرمائے، تمام امت نے سلفاً وخلفاً اس کی یہی معنی سمجھے اور اس عہد خارجی پر آیت کو اس سے کچھ مس نہیں رہتا تو واجب ہے کہ استغراق مراد ہو، اسی تلویح میں اسی عبارت منقولہ طائفہ کے متصل ہے: ثم الاستغراق الی ان قال فالاستغراق هو المفهوم من الاطلاق حيث لا عهد في الخارج خصوصا في الجمع الی قوله هذا ما عليه المحققون[1] (پھر استغراق (تا) اطلاق سے استغراق مفہوم ہوتا ہے جہاں عہد خارجی نہ ہو خصوصاً جمع میں (تا) محققین کی یہی رائے ہے۔ت)

ثالثاً : بہت اچھا اگر فرض کریں کہ لام عہد خارجی کے لئے ہے تو اس سے قطعاً یقیناً استغراق ہی ثابت ہوگا کہ وجوہ خمسہ سے اول وسوم وپنجم کا بطلان تو دلائل قاہرہ سے اوپر ثابت ہو لیا اور واضح ہو چکا کہ خود حق سے کلام الٰہی کا اولاً واصالۃً خطاب تھا یعنی حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ، انہوں نے ہرگز اس آیت سے صرف بعض افراد معینہ یا کسی جماعت خاصہ کو نہ سمجھا اب نہ رہیں مگر وجہ دوم و چہارم یعنی وہ جو قرآن عظیم میں بروجہ اکثر وہ فرد ذکر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بروجہ عموم واستغراق تام ہے اسی وجہ معہود کی طرف لام النبیین مشیر ہے تو اس عہد کا حاصل بحمد الله تعالی وہی استغراق کامل جو مسلمانوں کا عقیدہ ایمانیہ ہے یا ذکر جنسی کی طرف اشارہ ہے اور ختم کا حاصل نفی معیت وبعدیت ہے جیسے اولویت بمعنی نفی معیت وقبلیت تعریفات علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف میں ہے: الاول فرد لا يكون غيره من جنسه سابقا عليه ولا مقارنا له[2] اوّل فرد ہے کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس اس سے پیچھے نہیں اور نہ اس کے ساتھ متصل ہے۔ حدیث شریف میں ہے: انت الاول

---

[1] توضیح علی التنقیح الفاظ العام الجمع معرف باللام

[2] التعریفات باب الالف انتشارات ناصر خسرو ایران ص ۱۷

فلیس قبلک شئی وانت الأخر فلیس بعد شئی [1] رواہ مسلم فی صحیحہ و الترمذی واحمد وابن ابی شیبۃ وغیرھم عن ابی ھریرۃ ﷛ عن النبی ﷺ وللبیھقی فی الاسماء والصفات عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی ﷺ انہ کان یدعو بھؤلاء الکلمات اللھم انت الاول فلا شئی قبلک وانت الأخر فلا شئی بعدک [2] (تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں، اور تو آخر ہیں ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ اسے مسلم نے اپنی صحیح میں، ترمذی، امام احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابوہریرہ ﷛ سے انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے، امام بیہقی نے الاسماء الصفات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے کہ آپ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے: اے اللہ! تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ ت) تو خاتم النبیین کا حاصل ہمارے حضور پُر نور ﷺ کے ساتھ اور بعد جنس نبی کی نفی ہوئی اور جنس کی نفی عرفاً ولغۃً وشرعاً جملہ افراد ہی سے ہوتی ہے ولہٰذا لائے نفی جنس صیغ عموم سے ہے جیسے لا رجل فی الدار ولھذا الا اللہ الا اللہ ہر غیر خدا سے نفی الوہیت کرتا ہے، یوں بھی استغراق ہی ثابت ہوا ..... وللہ الحمد۔

فقیر احمد رضا قادری عفرلہ



[1] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب الدعاء عند النوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۸
مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۲۹۳۴۲ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰/ ۲۵۱
[2] الاسماء والصفات للبیہقی مع فرقان القرآن باب ذکر اسماء التی تتبع اثبات الباری عزوجل داراحیاء التراث العربی بیروت ص ۱۰



الجبل الثانوي على كلية التهانوي

(سن تصنیف: 1918ء / ۱۳۳۷ھ)

تصنیف لطیف

از: امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ

امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا محقق قادری برکاتی حنفی بریلوی علیہ الرحمہ

زہے عزت و اعتلائے محمد ﷺ
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد ﷺ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد ﷺ

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

مسئلہ: ۱۰

ماقولكم دام طولكم في رجل يسمى اشرف على كتب اليه بعض محبيه انه رأى في المنام انه يقرأ الكلمة الطيبة لكن يذكر فيها اسمكم (اى اسم اشرف على) مكان محمد (ﷺ) ثم تذكر انه اخطأ فاعاد فلم يخرج من لسانه الا "اشرف على" رسول الله مكان محمد رسول الله (ﷺ) هو دار ان هذا غير صحيح لكن لاينطلق اللسان الا بهذا من غير اختيار قال فلما تكرر هذا رايتكم تجاهي فخررت على الارض و صحت صياحا شديدا وخلت ان لم يبق في باطني قوة ثم استيقظت ببدان الغيبة عن الحس واثر عدم الطاقت كما هو، لكن لم يكن في المنام ولا في اليقظة الا تصوركم،

تمہاری (اللہ تعالیٰ تمہیں طویل عمر عطا فرمائے) اشرف علی نامی شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس کی طرف اس کے کسی چاہنے والے نے لکھا کہ اس نے خواب میں کلمہ طیبہ پڑھا لیکن حضور ﷺ کے اسم گرامی محمد کی جگہ تیرا نام (اشرفعلی) پڑھا اس کے بعد خیال آیا یہ تو غلط ہے دوبارہ کلمہ پڑھا تو زبان سے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جگہ "اشرفعلی رسول اللہ" نکلتا ہے میں نے غور کیا یہ تو صحیح نہیں لیکن زبان سے بے اختیار یہی نکلتا ہے، جب بار بار ایسا ہوا تو میں نے تمہیں سامنے دیکھا میں زمین پر گر پڑا اور سخت چیخ و پکار کی اور مجھے خیال آتا ہے کہ میرے اندر باطنی قوت ختم ہوگئی ہے پھر میں جاگا مگر حس کا غائب ہونا اور ناطاقتی پہلے کی طرح ہی تھی مگر نیند اور بیداری میں صرف تمہارا ہی تصور تھا، بیداری کی

تاملت في اليقظة ماوقع من الغلط في الكلمة الطيبة فاردت ان ادفع هذا الخيال عن القلب فجلست ثم اضطجعت على الجنب الاخر لتدارك الغلط الواقع في الكلمة الشريفة اردت الصلوة النبي ﷺ فلا اقول الا اللهم صل على سيدنا ونبينا ومولانا اشرف علي، مع انى الأن يقظان غيروسنان ولكن خارج عن الاختيار ليس لي على اللسان اقتدار حتى بقيت هكذا طول النهار وبكيت من الغد بالاكثار وسوى هذه وجوه كثيرة اوجبت لي محبتكم (اه ماكتب الرجل) فكتب اليه اشرف علي ان في هذه الواقعة تسلية لكم ان الذي ترجعون اليه هو متبع السنة اه، وقد طبع هذا كله واشاعه اشرف علي نفسه في جريدة شهريه تسمى "الامداد مبتهجا"

حالت میں میں نے غور کیا کہ کلمہ طیبہ میں غلطی ہوگئی تو میں نے اس خیال کو دل سے نکالنے کی کوشش کی میں بیٹھ گیا پھر میں دوسری کروٹ لیٹ گیا، کلمہ طیبہ میں واقع غلطی کے تدارک کے لئے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں "اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی" حالانکہ میں اب بیداری میں تھا نہ کہ حالت غفلت ونیند میں، لیکن یہ معاملہ بے اختیاری میں تھا، زبان پر میرا کنٹرول ختم ہو چکا تھا حتی کہ یہی عمل سارا دن رہا، دوسرے روز بہت رویا ہوں، ان وجوہ کے علاوہ دیگر کئی وجوہ نے بھی مجھے آپ کی محبت عطا کی ہے کہاں تک عرض کروں، اس شخص کا مکتوب ختم ہوا۔

اشرفعلی نے اس کے جواب میں لکھا اس واقعہ میں تمہارے لئے اس بات کی تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ سنت کا متبع ہے اھ اور یہ تمام واقعہ

به على رؤس الاشهاد . بل داعيا مريديه الى مثله من الغلاة في تعظيمه وايثار فضله . فان هذا هومقصد الجريدة ان يحسبوها في ارشادهم رشيده. فما حكم الشريعة الغراء فيهما و اشرف على هذا هوالذي كتب في رسيلة له لا تزيد على ثلاث وريقات في ابطال نسبة علم الغيب الى محمد ﷺ، انه ان اريدبه كل العلوم بحيث لايشذ منها شيء فبطلانه ظاهر عقلا و نقلا و ان اريد البعض فاي خصوصية فيه له فان مثل هذا حاصل لزيد و عمرو بل لكل صبى و مجنون بل لكل بهيمة و حيوان و قد حكم عليه بقوله هذا اكابر علماء الحرمين المكرمين انه كفر و ارتد و من شک في كفر فقد كفر كما هو مفصل في "حسام الحرمين"

اشرف علی نے خود اپنے ماہنامہ رسالہ **"الامداد"** میں اعلانیہ شائع کیا خوشیاں مناتے ہوئے بلکہ مریدین کو اپنی تعظیم اور بزرگی کی ترجیح میں غلو کی طرف بلاتے ہوئے، اس لئے کہ رسالہ کا مقصود ہی یہ ہے کہ مریدین اسے اپنی ہدایت میں راہ راست پر جانیں تو شریعت مبارکہ کا ان دونوں اشخاص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور یہ وہی اشرف علی ہے جس نے اپنے ایک رسالہ (جو تین چھوٹے چھوٹے اوراق پر مشتمل ہے) میں نبی اکرم ﷺ کی طرف علم غیب کی نسبت کو باطل قرار دیتے ہوئے کہا ہے اگر اس علم غیب سے مراد اس طرح کے تمام علوم ہیں کہ اس سے کوئی شی خارج نہیں تو اس کا باطل ہونا عقلاً ونقلاً باطل ہے اور اگر مراد بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں آپ ﷺ کی کیا خصوصیت ہے کیونکہ یہ تو زید، عمرو بلکہ ہر بچے، پاگل بلکہ ہر چوپائے اور حیوان کو حاصل ہے۔ اس کی اس عبارت پر علماء حرمین شریفین نے

افیدونا اجزل اللہ تعالیٰ ثوابکم. آمین

یہ حکم جاری کیا کہ یہ شخص کافر مرتد ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، جیسا کہ "حسام الحرمین" میں تفصیلاً موجود ہے ہمیں اس کے جواب سے مطلع فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے، آمین!

الجواب

اللھم لک الحمد : صل علیٰ نبیک نبی الحمد والہٖ و صحبہ الحمد رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیاطین. و اعوذبک رب ان یحضرون. ائمۃ الدین لم یقبلوا زلل اللسان فی الکفر والا لاجترأ کل خبیث القلب ان یجاھر بسب اللہ وسب رسولہ ﷺ و یقول زلت لسانی قال الامام القاضی عیاض فی الشفاء الشریف "لا یعذراحد فی الکفر بدعوی زلل اللسان اھ[1] و فیہ ایضاً

اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے۔ اپنے نبی محمد پر، ان کی آل واصحاب جو دین کے ستون ہیں پر رحمتوں کا نزول فرما۔ اے میرے رب! میں شیطان کے حملوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ مجھ پر وہ حملہ آور ہوں۔ ائمہ دین کسی کفر میں زباں کا پھسل جانا قبول نہیں کرتے، ورنہ یہ ہوتا کہ جو خبیث القلب ہو وہ اعلانیہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کو سب وشتم کر کے کہہ دے میری زبان پھسل گئی۔ امام قاضی عیاض شفاء شریف میں فرماتے ہیں کسی آدمی

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (ﷺ) فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ترکی ۲/۲۳۳

عن ابی محمد بن ابی زید "لایعذراحد بدعوی زلل لسان فی مثل ھذا[1]" اھ وفیہ ایضا افتی ابوالحسن القابسی فیمن شتم النبی ﷺ فی سکرہ یقتل لانہ یظن بہ انہ یعتقد ھذا و یفعلہ فی صحوہ"[2] اھ ثم الزلل انکان انما یکون بحرف اوحرفین لا ان تزل اللسان طول النھار وھذا غیر مقبول ولا معقول قال فی جامع الفصولین الفصل الثامن والثلثین ابتلی بمصیبات متنوعہ فقال اخذت مالی وولدی و اخذت کذاوکذا فما ذاتفعل ایضا وماذا بقی لم تفعلہ وما اشبھہ من الالفاظ کفر کذا حکی عن

کے کفر کے ارتکاب پر اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ میری زباں پھسل گئی اھ اس میں یہ بھی ہے امام ابومحمد بن ابی زید نے فرمایا ایسی صورت میں کسی کا یہ عذر قبول نہیں کہ زبان قابو میں نہ رہی اھ اس میں یہ بھی ہے امام ابوالحسن القابسی نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ جاری فرمایا جس نے نشہ کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا، کیونکہ اس سے متعلق خیال یہی ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے اور وہ حالت ہوش میں بھی ایسا کہا کرتا ہے اھ پھر زبان کا پھسلنا ہو تو ایک حرف یا دو حرفوں میں ہو، یہ تو نہیں ہوگا کہ سارا دن زبان قابو میں نہ رہے، ایسا ہونا غیر مقبول وغیر معقول ہے، جامع الفصولین کی اڑتیسویں فصل میں ہے ایک شخص مختلف مصائب میں مبتلا ہوا

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (ﷺ) فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ترکی ۲/۲۳۳

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (ﷺ) فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ترکی ۲/۲۳۳

عبدالکریم فقیل له ارایت لوان المریض قاله وجری علی لسانه بلاقصد لشدة مرضه قال الحرف الواحد یجری و نحوه قدیجری علی اللسان بلا قصد اشار الی انه یحکم بکفره ولا یصدق[1] اه فان لم یصدق فی نصف سطر کیف یصدق فیما کرره متا ما و یقظة طول النهار بل هو قطعاً مسرف کذاب الم تران الله تعالی جعل الجسد تحت ارادة القلب قال نبینا الحق المبین ﷺ "الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الاوهی القلب"[2] فما فسد قوله ولسانه الا وقد فسد فیه قلبه وجنانه وهذا یدعی ان لسانه فی فیه حیوان مستقل

اور وہ کہتا ہے (اے اللہ!) تو نے میرا مال، میری اولاد اور یہ یہ چھین لیا اس کے بعد اور کیا کرے گا، اور باقی رہ ہی کیا گیا جو تو نے نہیں کیا، اور اس کی مثل دیگر الفاظ کہے تو یہ کفر ہے۔ اسی طرح شیخ عبدالکریم سے منقول ہے کہ ان سے سوال ہوا کہ ایک مریض کی زبان سے شدت مرض کی وجہ سے بلاقصد ایسا کوئی کلمہ جاری ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ایک اگر کوئی حرف بھی جاری ہوجائے خواہ بلاقصد ہو تو اس پر کفر کا حکم ہی جاری کیا جائے گا اور زبان بہکنے کا عذر سچا نہ سمجھا جائے گا اھ جب نصف سطر میں اس کی بات نہیں مانی جائے گی تو وہاں کیسے تصدیق جائز ہوگی جب خواب میں اور سارا دن بیداری میں ایسا بکتا رہا، بلکہ یہ شخص تو یقیناً ظالم، زیادتی کرنے والا اور کذاب وجھوٹا ہے، کیا تمہارے علم میں

[1] جامع فصولین فصل ۳۸ فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۰

[2] صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبراء لدینه

بارادته غیر تابع للقلب کفرس جموح شدیدة الجموح تحت راکب ضعیف قوی الضعف یرید الیمین والفرس لاتنعطف الا للشمال حتی کلما اراد ردها للیمین لم تاخذ الاذات الشمال حتی تنازع القلب واللسان طول النهار فلم یکن الغلبة الا للسان هذا غیر معقول ولامسموع فلاشک انه محکوم علیه بالکفر حکما غیر مدفوع وهل سمعتم باحد یدعی الاسلام و یقول طول النهار فلان رسول الله مکان محمد رسول الله او یقول لابیه یاکلب ابن الکلب یاخنزیر ابن الخنزیر و یکرره من الصباح الی المساء ثم یقول انما کنت اقول یا ابت یاسیدی فینازعنی اللسان و یذهب من الاب والسیدالی الکلب والخنزیر حاش لله ماکان هذا

نہیں اللہ تعالیٰ نے جسم کو ارادۂ دل کے تابع بنا رکھا ہے، حق واضح فرمانے والے ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: سنو جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست رہے تو تمام جسم درست رہتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے سن لو وہ دل ہے۔ زبان کا قول اس وقت ہی فاسد ہوگا جب اس سے پہلے دل فاسد ہوگا۔ مذکور شخص کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کے منہ میں زبان ایسا حیوان ہے جو اپنے ارادہ میں مستقل ہے دل کے تابع نہیں جیسے کوئی سخت سرکش گھوڑا نہایت ہی کمزور سوار کے تحت ہو وہ اس گھوڑے کو دائیں طرف لے جانا چاہے مگر وہ بے پرواہو کر بائیں طرف چل پڑے جب بھی اسے وہ دائیں جانب لانے کی کوشش کرے وہ بائیں ہی کو جائے حتی کہ سارا دن دل اور زبان میں جھگڑا رہا اور زبان کو غلبہ حاصل ہوگیا یہ بات و دعویٰ نہایت غیر معقول ہے اور ہرگز قابل سماعت و توجہ نہیں، اس پر

ولایکون ولن یقبله احدالا مجنون هذا حکم ذالک القائل اماماکتب الیه اشرفعلی فی الجواب فاستحسان منه لذ لک الکفر و استحسان الکفر کفر بلا ارتیاب وما هوالالمارای فیه من تعظیم نفسه و وصفه بانه رسول اللہ ذی القوة، والصلاة الیه استقلالا بدل النبی ﷺ و مدحه بالنبوة فابتهج واجاز کل ذلک وجعله تسلیة لذلک الهالک ارأیت لرسیه وامه وایاه احد طول النهار ثم قال انما کنت ارید بمدحک فلم یطع اللسان فی الخطاب وبقیت تسبک واباک وامک من الصباح حتی توارت بالحجاب هل کان اشرفعلی اواحد من اراذل الناس ولو خصافا اوزبالا اوارذل منهم یقبل هذه المعاذیر، و یقول له ان فی هذا التسلیة لکم ان الذی

بلاشبہ کفر کا ایسا حکم ہی صادر ہوگا جوئل نہیں سکتا، کیا تم نے کبھی یہ سنا کوئی شخص اسلام کا دعوی کرتا ہو اور سارا دن محمد رسول اللہ کی بجائے فلاں رسول اللہ کہتا رہے یا اپنے والد کو اسے کتے، کتے کے بیٹے یا خنزیر بن خنزیر کہتا رہے اور صبح تا شام اس کی زبان پر یہی جاری رہے، پھر کہے میں تو یہ کہنا چاہتا تھا اے میرے ابا جان، اے میرے سردار، مجھ سے میری زبان جھگڑ پڑی اور اس نے اب اور سردار کی جگہ کلب اور خنزیر کہہ دیا۔ اللہ کی قسم یہ بات ہی غلط ہے، ایسی بات کو دیوانے کے علاوہ کوئی قبول نہیں کرے گا، یہ تو اس قائل کا حکم ہے، رہا معاملہ اشرف علی کا جو اس نے جواب میں لکھا تو اس میں اس کے کفر کی تعریف کی ہے اور بلاشبہ کفر کو اچھا کہنا اور سمجھنا بھی کفر ہوتا ہے کیونکہ مجیب نے اس میں اپنی ذات کی تعظیم و وصف کو سمجھا ہے کہ وہ اللہ کا رسول صاحب قوت ہے اور حضور ﷺ کے بجائے اس پر درود

تحبونه وتسبونه انه لمن ضئضئی الخنازیر، کلابل یحرق غیظا و یموت غنظا اویفعل به ما قدر علیه حتی القتل ان وجد سبیلا الیه فالمستسلیة، ههنا لیس الا لاستخفافه بحمدﷺ و بمرتبة النبوة والرسالة و ختم النبوة الاعظم. واستحسان تسبتها الیٰ نفسه الامارة بالسوء کثیرا. لقد استکبروا فی انفسهم وعتوعتواً کبیراً[1] فلاریب ان اشرف علی و مریده المذکور کلاهما کافر بالرب الغیور، غرتهما الامانی و غرهما بالله الغرور بل اشرف علی اشد کفرا واعظم وزرا فان المرید زعم ان مایقوله غلط صریح و باطل قبیح وهذا لم یقبح القول ولاوبخ قائله بل استحسنه وجعله تسلیة له. ولکن لاغروفان من

وسلام اور نبوت کے ساتھ مدح کی گئی ہے وہ اس پر خوش ہوا ہے اور ہر ایک کو اس نے اس کی اجازت دی ہے اور اس تباہ و برباد ہونے والے کے لئے اسے تسلی قرار دیا۔ تم ہی بتاؤ اگر اس تھانوی کو یا اس کی ماں کو یا اس کے والد کو سارا دن گالی دیتا اور پھر کہتا میں تو تمہاری مدح و تعریف کرنا چاہ رہا تھا لیکن زبان نہ مانی وہ صبح سے تجھے، تیرے والد اور تیری ماں کو گالی دیتی رہی تھی حتیٰ کہ شام ہوگئی، کیا اشرف علی یا کوئی سب سے کمینہ اگرچہ وہ موچی، ماشکی یا اور گھٹیا آدمی ہو ان عذروں کو قبول کرے گا اور اسے کہے گا تمہارے لئے اس میں تسلی ہے کہ جس سے تم محبت کرتے ہو اور تم اسے گالی دیتے ہو وہ اصل خنزیر ہے وہ ہرگز نہیں قبول کرے گا بلکہ وہ غیظ میں جل جائے گا غیرت سے مر جائے گا یا وہ کچھ کر گزرے گا جو اس کے بس میں ہو حتیٰ کہ اگر اسے طاقت ہو تو وہ اسے قتل کر دے گا

[1] القرآن الکریم ۲۱/۲۵

سب رسول اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلک السبة الفاحشة المأثورة فی السؤال عنه، المحکوم علیه لاجلها بالکفر والارتداد من اسیادنا علماء الحرمین الکریمین فبای کفر یتعجب منه واذ کان عنده مثل علم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالغیب حاصل لکل صبی ومجنون و بھیمة ولاشک اللہ اعلم عنده من ھؤلاء الاخساء الذمیمة فکان بزعمه اعلم واکرم من محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحق له ان یدعی النبوة والرسالة لنفسه لا لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ولکن واللہ ان رب محمد لبالمرصاد ولمن شاقه عذاب النار واللہ اعلم بما یوعون و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون واللہ سبحنه

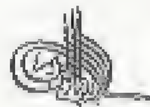
تو یہاں تسلی دینا فقط رسول اللہ ﷺ کی توہین اور مرتبہ نبوت ورسالت اور خاتم الانبیاء ﷺ کی بے ادبی اور تحقیر پر ہے اور اپنے نفس امارہ جو بکثرت اسے برائی کا حکم دیتا ہے کی طرف نبوت ورسالت کی نسبت کرنے کو پسند کیا۔ بیشک ان لوگوں نے تکبر کیا اور اللہ کے بہت بڑے باغی قرار پائے، بلاشبہ اشرف علی اور اس کا مذکور مرید دونوں رب غیور کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں انہیں ان کی خواہشات نے فریب دیا اور شیطان دھوکہ باز نے انہیں اللہ سے دھوکے میں ڈالا، بلکہ اشرف علی کفر اور جھوٹ کے اعتبار سے اشد واعظم ہے کیونکہ مرید نے خیال کیا جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ واضح طور پر غلط اور نہایت ہی قبیح و بدتر ہے لیکن یہ اشرف علی نہ تو اس قول کو برا کہہ رہا ہے اور نہ اس کے قائل کو جھڑک رہا ہے بلکہ اسے اچھا جان رہا ہے اور اس کو اس کے لئے تسلی قرار دے رہا ہے مگر اس پر کچھ

وتعالیٰ اعلم۔

تعجب نہیں جس نے واضح طور پر نبی اکرم ﷺ کو وہ سب وشتم کیا ہے جس کا تذکرہ سوال میں ہے جس پر علماء حرمین کریمین نے اسے کافر اور مرتد قرار دیا تو اس سے کس کفر کا تعجب کیا جائے جبکہ اس کے نزدیک تو حضور ﷺ کی طرح علم غیب ہر بچے، مجنون اور چوپائے کو حاصل ہے حالانکہ بلاشبہ اس کا اپنا علم ان برے خسیسوں سے زیادہ ہوا، تو گویا اس کا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ سے اعلم واکرم ہے لہذا اس نے حضور ﷺ کے بجائے اپنے لئے نبوت ورسالت کا دعویٰ حق جتنا، اللہ تعالیٰ ایسے متکبر سرکش لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے، اللہ کی قسم رب محمد بھی ان کی گھات میں ہے اور جس نے آپ ﷺ کی مخالفت کی اس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو یہ ذہن میں رکھتے ہیں، عنقریب جان لیں گے ظالم یہ کہاں پلٹ جانے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ





الجراز الدیانی
علی المرتد القادیانی

(سن تصنیف: 1921ء / ۱۳۴۰ھ)

تصنیف لطیف

از: امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی علیہ الرحمہ

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلّی کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۷۹۔۸۰

از رچیلی بھیت مسئولہ شاہ میر خاں قادری رضوی ۳ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

اعلیٰ حضرت مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالت اشد ضرورت ارسالِ خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) آیت کریمہ: والذین یدعون من دون اللّٰہ لایخلقون شیئا وھم یخلقون ○ اموات غیر احیاء ط وما یشعرون ایان یبعثون ○ (القرآن الکریم ۱۶/۲۰، ۲۱)(اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جبکہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ ان کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحب بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارقام فرماتے ہیں۔ (متفق از مشارق انوار حدیث ۱۱۵): لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسٰجِدَ[1] (ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبی یہود حضرت موسیٰ و نبی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

پوچھی جاتی تھیں۔

حسب ارشاد باری تعالیٰ عزاسمہ، فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (القرآن الکریم ۴/۵۹) (پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ ورسول کے حضور رجوع کرو۔ت)

آیاتِ الٰہیہ، احادیثِ نبویہ ثبوتِ مماتِ عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر ان کو زندہ مان لیا جائے؟

میں ہوں حضور کا ادنیٰ خادم

شاہ میر خاں قادری رضوی عفرلہ رہنا ساکن پیلی بھیت

۳ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

الجواب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

(۱) قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال وجواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست وپا زدن ہو۔

قادیانی صدہا وجہ سے منکر ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات و وفاتِ سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں، جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۲ میں آئے گا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے انکارِ نزول کیونکر منتج ہوگیا؟ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی موت

محض ایک آن کو تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی و جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ[1] ترجمہ: انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) معاذ اللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ ان کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؟ وعدہ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (القرآن الکریم ۲۱/۹۵) (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ت)

ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ الصلوۃ والسلام۔ قال اللہ تعالیٰ: فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط (القرآن الکریم ۲/۲۵۹) (تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا۔ت)

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ: ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا (القرآن الکریم ۲/۲۶۰) (پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ہوئے۔ت)

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرینِ بعث اسے محال جانتے ہیں اور دوبارۂ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام قادیانی بھی اس قادر مطلق عزجلالہ کو معاذ اللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یوں کفر بکتا ہے: خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا ہے۔

مشرک وقادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزوجل فرماتا ہے: اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ

---

[1] مسند ابو یعلی مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۴۱۲ موسسہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۷۹

بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (القرآن الکریم ۵۰/۱۵) (تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں۔ت)

جب صادق ومصدوق ﷺ نے ان کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن وداخل زیر قدرت وجائز ہے تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وہ تحکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعد استیفائے اجل کے لئے ہے، اس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے صدہا اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ (القرآن الکریم ۲/۲۴۳) (اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ت) قتادہ نے کہا: اَمَاتَهُمْ عُقُوْبَةً ثُمَّ بُعِثُوْا لِيَسْتَوْفُوْا مُدَّةَ اٰجَالِهِمْ وَلَوْ جَاءَتْ اٰجَالُهُمْ مَا بُعِثُوْا۔ (معا)[۱] (اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کردیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہوجاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔ت)

(۴) اس وقت حیات و وفات حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہ اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفات مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مثل بچہ، عیسیٰ رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے

[۱] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین الآیۃ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۲/۳۶۷

پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آپ تو نہ اتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا اسے نزول عیسیٰ فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم بنا دیا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ: يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (القرآن الکریم ۴/۱۱۵) (مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ت) کا حکم صاف ہے۔

(۵) مسیح سے مثیل مسیح مراد لینا تحریف نصوص ہے کہ عادت یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں۔ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (القرآن الکریم ۵/۱۳) (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔ت) ایسی تاویل گھڑنی نصوص شریعت سے استہزاء اور احکام وارشادات کو درہم برہم کردینا ہے، جس جگہ جس شئی کا ذکر آیا، کہہ سکتے ہیں وہ شئی خود مراد نہیں اس کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیہ ملاعنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز وروزہ فرض ہے نہ شراب وزنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

(۶) بالفرض باطل اینہم بر علم پھر اس سے قادیان کا مرتد رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل ودین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خرد، ہزارہا کفریات سے نمونے، رسائل "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" و"قہر الدیان علی مرتد بقادیان" و "نور الفرقان و باب العقائد والکلام" وغیرہا میں ملاحظہ

ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات ووفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے مشہور اوصاف جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے، یہ تھے کہ اللہ عزوجل نے ان کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے: قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا○ قَالَ کَذٰلِکِ ۚ قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا. (القرآن الکریم ۱۹/۲۰، ۲۱) (بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔ ت) انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا: فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا، الآیۃ۔ (القرآن الکریم ۱۹/۲۴) تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہادی ہے۔ علی قراءۃ من تحتھا بالفتح فیھما وتفسیرہ بالمسیح علیہ الصلوۃ والسلام (معناً)[1] ترجمہ: اس قراءت پر جس میں مَنْ کی میم مفتوح اور تَحْتَھَا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام سے کی گئی ہے۔

انہوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ یکلم الناس فی المھد

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی فناداھا من تحتھا الخ مطبوعہ مصر ۱۶/۵۲

وکھلا (القرآن الکریم ۳/۴۶) (لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔ ت)

انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی، قال انی عبداللہ اتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا (القرآن الکریم ۱۹/۳۰) ترجمہ: بچے نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں۔ وجعلنی مبٰرکا این ما کنت (القرآن الکریم ۱۹/۳۱) (اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ ت) برخلاف کفر طاغیہ، قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے قدم ہی نے دنیا کو تباہ کردیا۔

انہیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا، علم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا○ الا من ارتضٰی من رسول۔ (القرآن الکریم ۷۲/۲۶، ۲۷) (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ت) جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھریوں میں چھپ کر، اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ رکھتے اگرچہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب ان پر آئینہ تھا۔ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم (القرآن الکریم ۳/۴۹) (اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ ت)

انہیں توراۃ مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا، ومصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ولاُحل لکم بعض الذی حُرّم علیکم (القرآن الکریم ۳/۵۰) (اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ ت)

انہیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے، وتبرئ

الاکمه والابرص باذنی (القرآن الکریم ۵/۱۱۰) (اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا ہے)

انہیں قدرت دی کہ مردے زندہ کرتے، واذ تخرج الموتیٰ باذنی (القرآن الکریم ۵/۱۱۰) واُحی الموتیٰ باذن الله (القرآن الکریم ۳/۴۹) (اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے)

ان پر اپنے وصفِ خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اُڑتا چلا جاتا، واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیراً باذنی (القرآن الکریم ۵/۱۱۰) (اور جب تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا ہے)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہو گیا؟

اخیر کی چار یعنی مادر زاد اندھے اور ابرص کو شفا دینا، مردے جلانا، مٹی کی صورت میں پھونک سے جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو مثیل مسیح بنتا ہے ان میں سے کچھ کر دکھا اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ تخت مجھوٹا ملعون ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم، لہٰذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآن عظیم کو پس پشت پھینک کر رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لو نشاء لقلنا مثل هذا (القرآن الکریم ۸/۳۱) ترجمہ: اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام کہتے۔ ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے، الا لعنة الله علی الکفرین.

قادیانی خذله الله کے ازالۂ اوہام ص ۳،۴،۵ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں، یہاں دو چار حرف بطور نمونہ منقول: ملعون ازالہ ص ۳: احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں۔ ملعون ازالہ ص ۴: کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔ ملعون ازالہ ص ۱۵۱[1] شعبدہ بازی اور دراصل بے سود، عوام کو فریفتہ کرنے والے مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز کرتی ہیں، بمبئی کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں، یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں، سلب امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلب امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے، یہ قدر کے لائق نہیں، یہ عاجز اس کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) سے اچھا کرتے، مگر ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات، جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی، مسیح کے معجزات اس تالاب کی وجہ سے بے رونق بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا، بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھو، ان ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور

[1] ازالۂ اوہام مشمولہ ریاض الہند ص ۱۳۱-۱۳۲

وہ کونسی تکذیب ہے جو آیات قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس (۳۳) کفر ہیں۔

بہرحال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یوں کہ وہ نبی مرسل اولوالعزم صاحب معجزات وآیات بینات، اور یہ مردود ومطرود ومرتد ومورد آفات، اور خود اس کے نزدیک یوں کہ معاذاللہ وہ شعبدہ باز بھانمتی مسمریزمی تھے، روحانی تاثیروں میں ضعیف نکمے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی، الا لعنة اللہ علی الظّٰلمین (خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعم ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلا[1] ص ۴: مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا، کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحییٰ کا نام حصور رکھا مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷: آپ (یعنی عیسیٰ) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اپنے بال اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ص ۶: حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا، ص ۷: آپ کے ہاتھ میں سوا مکروفریب کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے، تین دادیاں اور نانیاں

[1] دافع البلاء مطبع ضیاء الاسلام قادیان ص ۲، ۳، ۴۔

آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا، یہ پچاس کفر ہوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک تخیلہ باطلہ مناظرہ خود ہی چلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ ﷻ کے سچے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو نادان، شریر، مکار، بدعقل، زنانے خیالی والا، فحش گو، بدزبان، کٹیل، جھوٹا، چور، علمی عملی قوت میں بہت کچا، خلل دماغ والا، گندی گالیاں دینے والا، بدقسمت، نرا فریبی، پیرو شیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے اور اس کے تین کفر اور پر گزرے کہ اللہ مسیح کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح فتنہ تھا، مسیح کے فتنے نے تباہ کر دیا۔ یہ سب ستر کفر ہوئے اور ہزاروں ستر کی گنتی کیا، غرض تیس سے اوپر اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی بدچلن، بدمعاش، فریبی، مکار، زنانے خیال والا، کٹیل بھی جھوٹا، چور، گندی گالیوں والا، ابلیس کا چیلہ، کنجریوں کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قبیح کا جو اس کا موہوم ومزعوم ہے، الا لعنة اللہ علی الظّٰلمین۔

مسلمانو! یہ سات فائدے محفوظ رکھئے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ قادیانیوں کا مسئلہ وفات وحیات مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضییع وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا ہے!

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک وبے اصل وپادر ہوا شبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے، ایسی مہمل عیاریوں کیا دیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ دُرشت۔ پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اسے کا فرمان

کرتو بہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کر کے اپنے دوست سائل سنی المذہب سے جواب شبہات گزارش کرتے ہیں، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

شبہ اوّل: آیہ کریمہ والذین یدعون من دُون اللّٰہ الایۃ۔

اقول اوّلاً: یہ شبہ مرتدان حال نے کافران ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیہ کریمہ انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم انتم لہا واردون (القرآن الکریم ۹۸/۲۱) نازل ہوئی کہ بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسٰی اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں، اس پر رب ﷻ نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے۔ اِنَّ الذین سبقت لہم منّا الحسنیٰ اولٰئک عنہا مُبعدون o لا یسمعون حسیسہا۔ (القرآن الکریم ۱۰۲،۱۰۱/۲۱) ترجمہ: بیشک وہ جن کے لئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔ ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: لمّا نزلت انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم انتم لہا واردون فقال المشرکون الملٰئکۃ وعیسیٰ وعزیرٌ یُعبدون من دون اللّٰہ فنزلت ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولٰئک عنہا مُبعدون[1] جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (الآیۃ) تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالیٰ

[1] المستدرک کتاب التفسیر تفسیر سورۃ انبیاء دارالفکر بیروت ۲/۳۸۵

کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی ان الذین سبقت (الآیۃ) بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

ثانیاً: یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یقیناً مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جدا کیا، ان کے احکام ان سے جدا رکھے، ان کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا، اُن کا مردار، قال اللّٰہ تعالیٰ: لم یکن الذین کفروا من اہل الکتٰب والمشرکین منفکّین حتّٰی تاتیہم البیّنۃ (القرآن الکریم ۱/۹۸) (کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔ت) وقال اللّٰہ تعالیٰ: ان الذین کفروا من اہل الکتٰب والمشرکین فی نار جہنّم خٰلدین فیہا اولٰئک ہم شرّ البریّۃ (القرآن الکریم ۶/۹۸) ترجمہ: بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ وقال اللّٰہ تعالیٰ: ما یودّ الذین کفروا من اہل الکتٰب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم (القرآن الکریم ۱۰۵/۲) (وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ت) وقال اللّٰہ تعالیٰ: لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودّۃ للذین اٰمنو الذین قالوا انا نصاریٰ (القرآن الکریم ۸۲/۵) ترجمہ: ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔ وقال اللّٰہ تعالیٰ: الیوم احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لہم والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم (القرآن الکریم ۵/۵)

(آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ت) ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن (القرآن الکریم ۲/۲۲۱) (اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ت)

جب قرآن عظیم یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں نصاریٰ کو داخل نہیں فرماتا اس اَلَّذِیْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟

ثالثًا: سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم قُرّاء سبعہ کی قرآت تَدْعُوْنَ بہ تاء خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اَصْنَام (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بُت ہیں۔ت)

رابعًا: خود آیہ کریمہ طرح طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عمومًا اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصًا مراد نہیں، جہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ (القرآن الکریم ۱۶/۲۱) (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت) اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہٰذا ارشاد ہوا غَیْرُ اَحْیَآءٍ یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نرے جماد ہیں، یہ بتوں ہی پر صادق ہے، تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے: حیث کان بعض الاموات ممّا یعتریہ الحیاۃ سابقا او لا حقا کا جساد الحیوان والنطف التی ینشئھا اللہ تعالٰی حیوانا احترز عن ذٰلک فقیل غیر احیآءٍ ای لا یعتریھا الحیوۃ اصلا فھی اموات علی الاطلاق[1] ترجمہ: بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم، اور بعض وہ ہیں جنہیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالٰی مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا غیر احیاء

[1] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیۃ ۱۶/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۰۶

یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہٰذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں۔

خامسًا: رب عزوجل فرماتا ہے: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ط بل احیاء عند ربھم یرزقون ۵ فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ (القرآن الکریم ۳/۱۶۹) ترجمہ: خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔ اور فرماتا ہے: ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ (القرآن الکریم ۲/۱۵۴) ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام اور انبیاء معاذاللہ مردے کہے سمجھے جائیں، یقینًا قطعًا ایمانًا وہ اَحْیَاءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ (زندہ ہیں مردہ نہیں۔ت) ہیں نہ کہ عیاذًا باللہ اموات غَیْرُ اَحْیَاءٍ (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت) جس وعدۂ الٰہیہ کی تصدیق کے لئے ان کو عروض موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعًا شہداء کو بھی لازم ہے۔ کلّ نفس ذائقۃ الموت (القرآن الکریم ۳/۱۸۵) (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ت)

پھر جب یہ اَحْیَآءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ ہیں وہ یقینًا ان سے لاکھوں درجے زائد اَحْیَاءٌ غَیْرُ اموات ہیں نہ کہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ۔

سادسًا: آیہ کریمہ میں وَهُمْ قَدْ خُلِقُوْا بصیغہ ماضی نہیں بلکہ وَهُمْ یُخْلَقُوْنَ (القرآن الکریم ۱۶/۲۰) بصیغہ مضارع ہے کہ دلیل تجدد و استمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقینًا بُت ہیں۔

سابعًا: آیہ کریمہ میں ان سے کسی چیز کی خلق کا سلب کلی فرمایا کہ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ت) اور قرآن عظیم نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بعض اشیاء کی

خلق ثابت فرمائی، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ ۔ (القرآن الکریم ۵/۱۱۰) (اور جب تو مٹی سے پرند کی صورت بناتا ۔ت) اور ایجاب جزئی نقیض سلب کلی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر صادق نہیں، نامناسب سے قطع نظر ہو تو اَمْوَاتٌ قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، بر تقدیر ثانی یقیناً انس وجن وملک سے کوئی مردہ نہیں ہو سکتا کہ ان کیلئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اول قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسیٰ وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام وفات پائیں گے اور روز قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی، ورنہ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے: (اَمْوَاتٌ) حالاً او مالاً غَیْرُ احیاءٍ بالذَّاتِ لیتناول کُلَّ معبودٍ[1] (مردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو ۔ت) تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے: فالمراد مالا حیوۃ له سواءٌ کان له حیوۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسی والملئکة علیهم السلام او لیس من شانه الحیوة کالاصنام[2] (ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بت، یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسیٰ وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام۔ منکرین دیکھیں کہ ان کا شبہ ہر پہلو پر مردود ہے وللہ الحمد۔

شبہۂ دوم: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى[3] ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہود ونصاری پر لعنت

[1] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیۃ ۱۶/۲۱ مصطفی البابی مصر ۱/۲۷۰

[2] عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت ۲۱/۱۶ دار صادر بیروت ۵/۳۲۲

[3] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

فرمائے۔ اقول وَالْمِرْزَائِيَّةُ لَعَنَهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو)

اوّلاً: اَنْبِيَآئِهِمْ میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ موسیٰ سے یحییٰ علیہما الصلوۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود ونصاری سب نے مسجد کر لیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے۔ جس طرح وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (القرآن الکریم ۴/۱۵۵) (انہوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا ۔ت) میں اضافت ولام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے، قال اللہ تعالیٰ: ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون (القرآن الکریم ۲/۸۷) (انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو ۔ت) اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا داخل کر لینا ادعائے باطل ومردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصاری کے بھی انبیاء تھے، یہود ونصاری کا ان میں بعض قبور کریمہ کو (مسجد بنالینا) صدق حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتبہ یقین کی ہوں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کرکے کہ نصاری کے انبیاء کہاں ہیں، ان کے تو صرف ایک عیسیٰ نبی تھے ان کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ: او المراد بالاتخاذ اعم من ان یکون ابتداعا او اتباعا فالیھود ابتدعت والنصاری اتبعت ولا ریب ان النصاری تعظم قبور کثیر من الانبیاء الذین تعظمھم الیھود[1] ترجمہ: انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداءً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصاری بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں۔

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصلوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۲۲

ثانیاً: امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصرٰی اپنے صالحین کی قبروں کو، وہٰذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں دربارۂ قبور انبیاء تنہا یہود کا نام ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[1] ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالٰی یہودیوں کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔ اور صحیح بخاری حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا میں جہاں تنہا نصارٰی کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولئک قوم اذا مات فیھم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علٰی قبرہ مسجداً وصَوَّرُوْا فیہ تلک الصُّوَر[2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نصارٰی وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے۔ اور صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ عنہ میں یہود و نصارٰی دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ: سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیآئھم وصالحیھم مساجد[3] ترجمہ: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیتے تھے۔ ہمیشہ جمع طرق سے معنی حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

ثالثاً: اقول چالاکی بھی تھکنے! یہ فقط قبر عیسٰی ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲
[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲
[3] صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۰۱

ہے، قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح، اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے، اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام ص ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، یہ اس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے، بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے، قال اللہ تعالٰی: کذبت قوم نوح ن المرسلین (القرآن الکریم ۲۶/۱۰۵) (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ت) تو اس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں[1] تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر، اور اگر دو لاکھ ۲۴ چوبیس ہزار ہیں[2] تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر اندارج کفر

[1] کما رواہ احمد وابن حبان والحاکم والبیھقی وغیرھم عن ابی ذر و ھؤلاء وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما ۱۲ منہ غفرلہ (م) (جیسا کہ احمد، ابن حبان، حاکم، بیہقی وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے نیز انہوں نے اور ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۱۲ منہ غفرلہ۔ ت)

[2] کما فی روایۃ علی ما فی شرح عقائد النسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیھا ۱۲ منہ غفرلہ (م) (جیسا کہ دوسری روایت میں ہے جس کو علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں ذکر فرمایا، خاتم الحفاظ نے فرمایا میں اس پر واقف نہیں ہوا ۱۲ منہ)

[3] مسند احمد بن حنبل حدیث ابو امامۃ الباہلی دارالفکر بیروت ۵/۲۶۶

[4] شرح عقائد النسفی دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰

میں اور ترقی معکوس کر کے اسفل سافلین پہنچنا چاہا کہ معاذاللہ معاذاللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کا جھوٹ ثابت کریں، اس حدیث کے یہ معنے گھڑے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کرلیا، یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصاریٰ ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے اسے مسجد کرلینا تو دوسرا درجہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفیٰ ﷺ (کے دشمنوں) نے (خاک بدہن ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے چھکے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصاریٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کرلیا جس کا مصطفیٰ ﷺ نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذمے معاذاللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنی گھڑے اور: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والأخرۃ واعدلہم عذابا مھینا (القرآن الکریم ۳۳/۵۷) (بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ت) کی گہرائی میں پڑے الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین، کیوں، حدیث سے موت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کا مزا چکھا؟ کذلک العذاب ولعذاب الأخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ○ (القرآن الکریم ۶۸/۳۳) (مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ ت) (واللہ تعالیٰ اعلم)

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

محمد کا نبی حنفی قادری ... عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان ... آل رسول

حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد حامد رضا خان قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

○ حالاتِ زندگی
○ ردِّ قادیانیت

حالات زندگی

ولادت باسعادت:

رئیس العلماء تاج الاذکیاء حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ حامد رضا خاں کی ولادت شریف ماہ ربیع الاول میں مرکز اہلسنت بریلی شریف کی سرزمین پر ہوئی۔ آپ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر ہیں۔

تحصیل علم، بیعت و خلافت:

حجۃ الاسلام نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سے پڑھے اور انیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کو شرف بیعت وخلافت نور العارفین سیدی ابوالحسین احمد نوری نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہے۔ اور والد ماجد امام اہلسنت علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی۔

فضائل:

آپ امام اہلسنت اور حضرت نور العارفین کے فیوض وبرکات کے مجمع البحرین تھے جو چرخ دنیائے ولایت وفقاہت پر نیر تاباں کی طرح نور بار ہوئے۔ آپ کا چہرہ اقدس مہبط انوار ربانی تھا۔ ہزاروں غیر مسلم صرف آپ کی زیارت سے ہی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ فصاحت وبلاغت میں ایسا ملکہ تھا کہ حاضری حرمین شریفین کے موقع پر حضرت شیخ سید الحسن دباغ اور سید مکی ترکی نے ان الفاظ میں خراج تحسین فرمایا کہ:

> ''ہم نے ہندوستان کے اطراف واکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح وبلیغ نہیں دیکھا''

استقامت و اعلاء کلمۂ حق:

آپ اپنے دور کے بے نظیر مدرس، ولی کامل، فقیہ اکبر تھے۔ مصروفیات سے اگر چند لمحات کی فرصت بھی میسر آتی تو ذکر الٰہی اور درود شریف میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے جسم اقدس پر ایک پھوڑا ہو گیا جس کا آپریشن ناگزیر تھا۔ ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو یہ کہہ کر منع فرمایا کہ "نشہ والا ٹیکہ میں نہیں لگواؤں گا۔" اللہ اکبر! استقامت کا یہ عالم تھا کہ آپریشن کے دو تین گھنٹہ کے دورانیے میں حضرت درود شریف کا ورد کرتے رہے اور ایک سسکی بھی آپ کے لبوں سے نہ نکلی آپ کی استقامت کو دیکھ کر ڈاکٹر بھی ششدر رہ گئے۔

شدھی تحریک نے سرزمین ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ بپا کیا اس کا مشن یہ تھا کہ یہاں کے مسلمانوں کو ہندو بنا دیا جائے اور اس مقصد کے لیے سرمایہ دار ہندوؤں اور تمام اسلام مخالف قوتوں نے جانی اور مالی طور پر ان کی مدد بھی کی۔ لیکن حجۃ الاسلام نے ایسے عالم میں اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر جگہ جگہ دورے کر کے امت مسلمہ کو بیدار فرمایا اور اس انداز سے جدوجہد فرمائی کہ یہ تحریک اپنے مقصد میں ناکام ہو گئی۔ غرض قادیانی، رافضی، وہابی فتنہ ہو یا ہندوؤں اور عیسائیوں کا اسلام پر حملہ آپ نے سب کی سرکوبی فرمائی۔

خلفاء و تلامذہ:

حضرت حجۃ الاسلام کے خلفاء اور تلامذہ کی فہرست طویل ہے ان میں سے چند مشاہیر یہ ہیں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائلپوری، حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین صاحب، شیر بیشۂ اہلسنّت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب، مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں صاحب، حضرت حماد رضا خاں، شیخ الحدیث حضرت مولانا احسان علی صاحب فیض پوری، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، علامہ مولانا حضرت مفتی تقدس علی خاں،

شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اولاد امجاد:

حضرت حجۃ الاسلام کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب (۲) حضرت علامہ حماد رضا خاں صاحب۔

وصال:

وہ لوگ بہت ہی ذی شان ہوتے ہیں جن کی سانسیں ذکر الٰہی میں ہی منقطع ہوتی ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام بھی ایسی ایک منفرد ہستی کے حامل تھے جن کی ساری زندگی یاد الٰہی میں صرف ہوئی، جن کے دیدار سے ہی ہزاروں لاکھوں غیر مسلم دولت ایمانی سے مالا مال ہوئے۔ اور جب ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء کو اس دنیا سے پردہ فرمایا تو حالت نماز دوران تشہد رب کی کبریائی اور رسالت حبیب ﷺ کی گواہی دیتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ بقول امام حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی ۔۔۔ جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

آپ کے مرید خلیفہ خاص حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد لائلپوری صاحب قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور امام اہلسنّت کے قرب میں تدفین ہوئی جہاں آج بھی آپ کی قبر اقدس مرجع خلائق ہے۔ باری تعالیٰ ہمیں بھی حجۃ الاسلام کا فیضان نصیب کرے۔

تصانیف

۱۔ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

۲۔ حاشیہ کنز المصلی مصنفہ مولانا سید پرورش علی سہسوانی

۳۔ انجی انوار رضا

۴۔ ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ

ردِّ قادیانیت

حجۃ الاسلام کی خدمت اقدس میں یعقوب علی خان نامی پولیس کلرک نے ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو سرساوہ ضلع سہارنپور یوپی سے ''حیات مسیح'' سے متعلق سوال کیا اور ساتھ ہی نزول عیسیٰ علیہ السلام وخروج دجال سے متعلق بھی دریافت کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو اس کا مفصل تحریری جواب مکمل فرما کر اس کا تاریخی نام ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' تجویز فرمایا۔ اس مدلل جواب میں آپ نے پانچ مقدمات و پانچ تنبیہات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ۳۳ احادیث مبارکہ سے استدلال فرمایا جبکہ رفع عیسیٰ پر قرآن مجید احادیث مبارکہ واقوال مفسرین بمعہ حوالہ جات کے پیش فرمائے ساتھ ہی دلائل عقلیہ سے بھی ان ابحاث کو خوب بسط سے ثابت فرمایا۔

اس رسالے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد وجد امام اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی کی تین اہم کتب کا تذکرہ بھی فرمایا۔

اس رسالے کے مطالعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے علم ومطالعہ میں قادیانی دجال کی اکثر کتب تھیں اور آپ اس فتنے سے بخوبی واقف تھے آپ نے اس کے تمام دلائل کو تار عنکبوت کی طرح بکھیر کر رکھ دیا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالۂ مبارکہ ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب'' ۱۳۲۰ھ میں اپنے لخت جگر

کے اس رسالے کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں ''فقیر کو بھی اس دعوی سے اتفاق ہے مرزا کہ مسیح ومثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں لاواللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ بلکہ مسیح دجالِ قادیانی علیہ اللعن والنکال، پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولدالاعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان محمد (حفظہ اللہ تعالیٰ) نے لکھا اور بنام تاریخی ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' مسمّٰی کیا۔

یہ رسالہ فتاوی حامدیہ سے لیا گیا ہے۔ ترجمہ میں لفظ فاروقی سے مراد مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب ہیں۔

محمد امین قادری حنفی



الصّارمُ الرّبّانی علیٰ اسرافِ القادیانی

(سنِ تصنیف: 1898ء / ۱۳۱۵ھ)

تصنیفِ لطیف

حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد حامد رضا خان قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نعت

حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان قادری حنفی بریلوی علیہ الرحمہ

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل،
ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبار مدینہ

جدھر دیکھیے باغ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا
ہمیں اک نہیں ریزہ خوار مدینہ

بنا آسماں منزل ابن مریم
گئے لامکاں تاجدار مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسن افتخار مدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

مسئلہ: از سرساوہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علی خان کلرک پولیس ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ قبلہ وکعبہ ام مدظلہ بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت کہ اس قصبہ سرساوہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے۔ پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہوں گا اور درصورت تاخیر کے کل مسلمانوں کا ایمان جاتا رہے گا اور وہ اپنی راہ پر لے آوے گا زیادہ آداب۔

تحریر یہ ہے

ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں اب میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے پس اس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری ذی حیات جسمانی آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ آسمان سے رجوع کریں گے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدا تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنا دے گا تو پہلے تو کوئی آیت بشروط متذکرہ بالا ہونی چاہیے اور بعد اس کے کوئی حدیث تا کہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت

ہوا کہیں لفظ حیات ہو خواہ کسی صیغے سے ہو یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں اور متوفیک وفلما توفیتنی دو آیات پیش کرتے ہیں اور ان دونوں آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا ﷺ وابن عباس سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں۔ اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوں اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمایئے اور دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں ہے تو وجہ فقط بینوا و توجروا۔

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء الحمد للہ الذی خلق عبدہ وابن امتہ عیسٰی بن مریم رسول اللہ بکلمۃ منہ وجعلہ فی البدء مبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد وفی الختم ناصراً لملتہ اماماً من امتہ نائباً عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہ وعلٰی سائر ابنائہ وکل محبوب لدیہ وعلینا بہم الی یوم الدین آمین آمین یارب العلمین، قال الفقیر محمد المدعو بحامد رضا القادری البریلوی غفر اللہ تعالٰی لہ واوردہ من مناہل المنی کل مورد روی. اللہم ہدایۃ الحق والصواب

الجواب:

برادران مسلمین حفظکم اللہ تعالٰی عن شرور المفسدین حفظ ناموس و حفظ جان و حفظ جسم و حفظ مال میں سب مومن و کافر ہمیشہ ساعی و سرگرم رہتے ہیں اللہ عزوجل کو یاد کرکے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظ دین میں بھی صرف کیجئے کہ یہ سب سے اہم ہے یعنی گوش ہوش سے یہ چند کلمے سن لیجئے اور انہیں میزان عقل وانصاف میں تول کر حق و ناحق کی تمیز کیجئے فضل الٰہی عزوجل سے امید واثق ہے کہ دم کے دم میں صبح حق تجلی فرمائے گی اور شب ضلالت کی ظلمت دھواں ہو کر اڑ جائے گی۔ مخالف اگر بر سر انصاف آئے فھو المراد ورنہ آپ تو بعنایت الٰہی راہ حق پر ثابت قدم ہو جائیں گے وباللہ التوفیق۔ میں پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہوں جن سے بعونہ تعالٰی حق واضح ہو اور صواب لائح واللہ المعین وبہ نستعین۔

مقدمۂ اولیٰ:

مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید و حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا تبیانا لکل شیء جس میں ہر چیز کا روشن بیان تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرما دیا وما یعقلہا الا العلمون اس کی سمجھ نہیں مگر علم والوں کو۔ اسی لیے فرماتا ہے فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔ اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں۔ نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرما دیا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔ اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے۔ ان دو آیتوں کے اتصال

سے رب العلمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الٰہی کا منتظم فرما دیا کہ اے جاہلو تم کلام علماء کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے۔ غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن وللہ الحجۃ البالغۃ والحمد للہ رب العلمین امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی نے کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ میں اس معنی کو جابجا بتفصیل تام بیان فرمایا از انجملہ فرماتے ہیں۔ لولا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل بشریعتہ ما اجمل فی القرآن لبقی القرآن علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتہدین لولم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقیت السنۃ علی اجمالہا وہکذا الی عصرنا ہذا پس اگر رسول اللہ ﷺ اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یوں ہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے اس زمانے تک کہ اگر کلام ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے۔ تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزۃ کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے اسی لیے قرآن عظیم کی نسبت ارشاد فرمایا یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے۔ جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہ ضلالت میں گرتے ہیں اسی لیے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم ؓ فرماتے ہیں سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ

حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔ رواہ الدارمی ونصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ وابن عبدالبر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصول السنۃ والدار قطنی والاصبہانی فی الحجۃ وابن النجار اسی لیے امام سفیان بن عیینہ ؒ فرماتے ہیں الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کر دینے والی ہے علاوہ ائمہ مجتہدین کے۔ تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا گرے گا۔ اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادیٔ ضلالت میں پیاسا مرے گا تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیے جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بد دین دین خدا کا بدخواہ ہے پہلا فرقہ قرآن عظیم کی پہلی آیت فسئلوا اہل الذکر کا مخالف منکر ہے اور دوسرا طائفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت لتبین للناس ما نزل الیہم کا منکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے فرقہ مخذولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہے رواہ ابوداؤد عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کما حرم اللہ سن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل۔ خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت

پر پڑا کہے یہی قرآن لیے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی رواہ الائمۃ احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن المقدام بن معد یکرب و نحوہ عندھم ما خلا الدارمی وعند البیھقی فی الدلائل عن ابی رافع وعند ابی داؤد عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور بزور زبان صرف قرآن عظیم پر دارومدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الٰہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا۔ اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ان کا ٹھکانہ نہیں، حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں اسی لیے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے گھڑتے لگا لینے کی گنجائش ہو۔ مسلمانو تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں اینچ وآنچ نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو اس تیسرے درجے پر آ کر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ اوّل تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور

وہاں کچھ چون وچرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا ہم اماموں کو نہیں مانتے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انہیں لیے پھرتا ہے اور قرآن وحدیث وائمہ کے ارشادات پر نہیں جمنے دیتا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ نفیس وجمیل فائدہ ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھو کہ ہر جگہ کام آئے گا۔ اور باذن اللہ تعالیٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا کیف لاوانہ من زواھر جواھر افادات سیدنا الوالد العلام مقدام المحققین الاعلام مدظلہ العالی الی یوم القیام فی کتابہ المستطاب "البارقۃ الشارقۃ علیٰ مارقۃ المشارقۃ" والحمد للہ رب العلمین.

مقدمہ ثانیہ:

مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں:

اول: ضروریات دین، جن کا منکر کافر ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔

دوم: ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت، جن کا منکر گمراہ بدمذہب ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے اگرچہ باحتمال تاویل باب تکفیر مسدود ہو۔

سوم: ثابتات محکمہ، جن کا منکر بعد وضوح امر خاطی وآثم قرار پاتا ہے ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح ومضمحل کر دے یہاں حدیث آحاد صحیح یا حسن کافی اور قول سواد اعظم وجمہور علماء سند وانّ فان یداللہ علی الجماعۃ۔

چہارم: ظنیات محتملہ جن کے منکر کو صرف مخطی کہا جائے ان کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی

کافی جس نے جانب خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو۔

ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد　　　　گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں۔ مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن و حدیث میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امکان و امتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب و الشہادہ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں حاش لِلّٰہ ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مرچڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔ اس کی نظیر یوں سمجھنا چاہیے کہ کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے اس کا ثبوت کیا ہے ہمیں قرآن میں لکھا دکھاؤ کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جا سکتا ہے شرع میں نسب شہرت و تسامع سے ثابت ہو جاتا ہے۔ بالخصوص قرآن مجید ہی میں تصریح کی ضرورت یا کہا جائے کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا زید کہے میں نہیں۔ مانا ہمیں خاص قرآن میں دکھاؤ کہ ان کی رحلت ہو چکی سلٰم علیہ یوم ولد ویوم یموت فرمایا ہے مات یحیی کہیں نہیں آیا تو

اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں بالتصریح کتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت وحیات کا ذکر فرمایا ہے جو خاص یحییٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے انتقال و زندگی کا ذکر ضرور ہوتا بلکہ قرآن مجید نے تو انبیاء ہی گنتی کے گنائے اور باقی کو فرما دیا ومنهم من لم نقصص علیک بہت انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا تو عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اصلاً تذکرہ نہ ہونے سے ان کی نبوت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی یوں ہی موت یحییٰ یا حیات عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ فرمانے سے ان کی موت اور ان کی حیات بے ثبوت نہیں ہو سکتی عقل و انصاف ہو تو بات تو اتنے ہی فقرے میں تمام ہو گئی اور جنون و تعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

مقدمہ ثالثہ:

جو شخص کسی بات کا مدعی ہو اس کا بار ثبوت اسی کے ذمہ ہوتا ہے آپ اپنے دعویٰ کا ثبوت نہ دے اور دوسروں سے الٹا ثبوت مانگتا پھرے وہ پاگل و مجنون کہلاتا ہے یا مکار پرفنون وھذا ظاھر جدا.

مقدمہ رابعہ:

جو جس بات کا مدعی ہو اس سے اس دعوے کے متعلق بحث کی جائے گی خارج از بحث بات کہ ثابت ہو تو اسے مفید نہیں نہ ثابت ہو تو اس کے خصم کو مضر نہیں ایسی بات میں اس کا بحث چھیڑنا وہی جان بچانا اور مکر کی چال کھیلنا اور عوام ناواقفوں کے آگے اپنے فریب کا جھیلا ہوتا ہے مثلاً زید مدعی ہو کہ میں قطب وقت ہوں اپنی قطبیت کا تو کچھ ثبوت نہ دے اور بحث اس میں چھیڑ دے کہ اس زمانے کے جو قطب تھے ان کا انتقال ہو گیا اس عیار سے یہی کہا جائے گا کہ اگر ان کا انتقال ثابت بھی ہو جائے تو تیرے دعوے کا کیا ثبوت اور تجھے کیا نافع تیرے خصم کو کیا مضر ہوا کیا ان کے انتقال سے یہ ضرور ہے کہ تو ہی قطب ہو جائے تو

اپنے دعوے کا ثبوت دے ورنہ گریبان ذلت میں منہ ڈال کر الگ بیٹھے۔

مقدمہ خامسہ:

کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کرسکتا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ج قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ج فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ج وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ لا قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ گری ہوئی تھی اپنی چھتوں پر بولا کہاں جلائے گا اسے اللہ بعد اس کی موت کے سوا اسے موت دی اللہ نے سو برس پھر اسے زندہ کیا اور فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا بولا میں ٹھہرا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا بلکہ تو یہاں ٹھہرا سو برس اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو (جو دو روز میں بگڑ جانے کی چیز تھے وہ اب تک) نہ بگڑے اور دیکھ اپنے گدھے کو (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) اور تاکہ ہم تجھے نشانی بنائیں لوگوں کے لیے (کہ اللہ تعالیٰ یوں مردوں کو جلاتا ہے) اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیونکر انہیں اٹھاتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ سب اس کے لیے ظاہر ہوگیا۔ (اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہم نے اس کے گدھے کی گلی ہوئی ہڈیوں کو درست فرما کر گوشت پہنا کر زندہ کردیا) بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ اس کے بعد رب جل وعلا نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قصہ ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا۔ حکم ہوا چار پرند اپنے اوپر ہلا لے پھر انہیں ذبح کرکے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزا رکھ دے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا ہی کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کرکے سب خلط ملط کیے اور اس مجموع مخلوط کے حصے کرکے متفرق پہاڑوں پر رکھے حکم ہوا اب انہیں بلا تیرے پاس دوڑتے چلے آئیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہوکر آواز دی۔ ملاحظہ فرمایا کہ ہر جانور کے گوشت پوست پروں کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑ کر ہوا میں باہم ملتا اور پورا پرند بن کر زندہ ہوکر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے تو جب پرند چرند مر کر دنیا میں پھر پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہما الصلوٰۃ والسلام سو برس موت کے بعد دنیا میں پھر تشریف لا کر ہادی خلق ہوئے تو اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالفرض انتقال بھی فرمایا ہو تو یہاں کے دوبارہ تشریف لانے اور ہدایت فرمانے کا کیا مانع ہوسکتا ہے۔ یہاں مسلمانوں سے کلام ہے جو اپنے رب کو قادر مطلق مانتے اور اس کے کلام کو حق یقینی جانتے ہیں نیچری ملحدوں کا ذکر نہیں جن کا معبود ان کے زعم میں نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے کہ ان کے خود ساختہ نیچر کے خلاف دم نہیں مار سکتا جو بات ان کی ناقص عقل معمولی قیاس سے باہر ہے کیا مجال کہ ان کا خدا کر سکے ان کے نزدیک قرآن مجید کے ایسے ارشادات معاذ اللہ سب بدوت کی کہانیاں ہیں کہ گڑھ گڑھ کر من گھڑت کو بنائی گئی ہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ o بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ o وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ o اب فقیر غفرلہ المولی القدیر ان مقدمات خمس سے منکرین حُسن کے حواس خمسہ درست کرکے بتوفیق اللہ تعالیٰ جانب جواب عطف عنان اور چند تنبیہوں میں حق واضح کو ظاہر و بیان کرتا ہے۔

تنبیہ اوّل:

سیدنا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ وسائر الانبیاء وبارک وسلم کے بارے میں یہاں تین مسئلے ہیں۔

مسئلہ اولیٰ:

یہ کہ نہ وہ قتل کیے گئے نہ سولی دیے گئے بلکہ ان کے رب جل و علا نے انہیں مکر یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دھوکے میں اسے سولی دی یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ایمانیہ پہلی قسم کے مسائل یعنی ضروریات دین سے ہے جس کا منکر یقینا کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ اور ہم نے یہود پر لعنت کی بسبب ان کے کفر کرنے اور مریم پر بڑا بہتان اٹھانے اور ان کے اس کہنے کے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے رسول کو اور انہوں نے نہ اسے قتل کیا نہ اسے سولی دی بلکہ اس کی صورت کا دوسرا بنا دیا گیا ان کے لیے اور بیشک وہ جو اس کے بارے میں مختلف ہوئے (کہ کسی نے کہا اس کا چہرہ تو عیسیٰ کا سا ہے مگر بدن عیسیٰ کا سا نہیں یہ وہ نہیں کسی نے کہا نہیں بلکہ وہی ہیں) البتہ اس سے شک میں ہیں انہیں خود بھی اس کے قتل کا یقین نہیں مگر یہی گمان کے پیچھے ہو لینا اور بالیقین انہوں نے اسے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور نہیں اہل کتاب سے کوئی مگر یہ کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیسیٰ پر اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہی دے گا۔ اس مسئلے میں مخالف یہود و نصاریٰ ہیں اور مذہب نیچری کا قیاس چاہتا ہے کہ وہ بھی مخالف ہوں یہود تو خلاف کیا ہی چاہیں اور یہ ساختہ نیچر کی سمجھ سے دور ہے کہ

آدمی سلامت آسمان پر اٹھا لیا جائے اور اس کی صورت کا دوسرا بن جائے اس کے دھوکے میں سولی پائے مگر ختم الٰہی کا ثمرہ کہ نصاریٰ بھی اس عبداللہ و رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ، اللہ و ابن اللہ مان کر پھر باتباع یہود اس کے قائل ہوئے کہ دشمنوں نے انہیں سولی دیدی۔ قتل کیا نہ ان کی خدائی چلی نہ بیٹے ہونے نے کام دیا طرفہ خدا جسے آدمی سولی دیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ثانیہ:

اس جناب رفعت قباب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اتر نا دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا دین محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنا یہ مسئلہ قسم ثانی یعنی ضروریات مذہب اہلسنت و جماعت سے ہے جس کا منکر گمراہ و خاسر بدمذہب فاجر اس کی دلیل احادیث متواترہ و اجماع اہل حق ہے ہم یہاں بعض احادیث ذکر کرتے ہیں۔

حدیث اوّل:

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کیا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ یعنی اس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم میں اتریں تم میں رہیں تمہارے معین دیاور بنیں اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

حدیث دوم:

نیز صحیحین و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں انہیں سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما

عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لایقبلہ احد حتی یکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا و ما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اہل الکتٰب الا لیؤ منن بہ قبل موتہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک ضرور نزدیک آتا ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں پس صلیب کو توڑ دیں اور خنزیر کو قتل کریں اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے (یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے) اور مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دنیا اور اس کی سب چیزوں سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیث بیان کر کے ابو ہریرہ ﷺ فرماتے تم چاہو تو اس کی تصدیق قرآن مجید میں دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عیسٰی کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

حدیث سوم:

صحیح مسلم میں انہیں سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی نصاریٰ اعماق یا دابق میں اتریں (کہ ملک شام کے دو موضع ہیں) ان کی طرف مدینہ طیبہ سے ایک لشکر جائے گا جو اس دن بہترین اہل زمین سے ہوں گے۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوں گے رومی کہیں گے ہمیں ہمارے ہم قوموں سے لڑ لینے دو جو ہم میں سے قید ہو کر تمہاری طرف گئے (اور جو مسلمان ہو گئے) پس مسلمان کہیں گے نہیں واللہ ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے مقابلے میں تنہا نہ چھوڑیں گے پھر ان سے لڑائی ہوگی لشکر اسلام سے ایک تہائی بھاگ جائیں گے اللہ تعالیٰ کبھی انہیں توبہ نصیب نہ کرے گا اور ایک تہائی مارے جائیں گے وہ اللہ کے نزدیک بہترین شہدا ہوں گے اور ایک تہائی کو فتح ملے گی یہ کبھی فتنے میں نہ پڑیں گے پھر یہ مسلمان قسطنطنیہ کو (کہ اس سے پہلے نصاریٰ کے قبضے میں آ چکا ہوگا) فتح کریں گے وہ غنیمتیں تقسیم ہی کرتے ہوں گے اپنی تلواریں درختان زیتون پر لٹکادی ہوں

گی کہ ناگاہ شیطان پکار دے گا کہ تمہارے گھروں میں دجال آ گیا مسلمان پلٹیں گے اور یہ خبر جھوٹی ہوگی جب شام میں آئیں گے دجال نکل آئے گا فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا قیمت الصلاۃ فینزل عیسی بن مریم فامہم فاذاراہ عدواللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لا تذاب حتی یہلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریہم دمہ فی حربتہ اسی اثنا میں کہ مسلمان دجال سے قتال کی تیاریاں کرتے صفیں سنوارتے ہوں گے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسٰی بن مریم نزول فرمائیں گے ان کی امامت کریں گے۔ وہ خدا کا دشمن دجال جب انہیں دیکھے گا ایسا گلنے لگے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے اگر عیسٰی رسول اللہ اسے نہ ماریں جب بھی گل گل کر ہلاک ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے اسے قتل کرے گا مسیح مسلمانوں کو اس کا خون نیزے میں دکھائیں گے۔

حدیث چہارم:

نیز صحیح مسلم وسنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و سنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاری ﷺ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشرآیات فذکرالدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ بن مریم و یاجوج و ماجوج (الحدیث) بیشک قیامت نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو از انجملہ ایک دھواں اور دجال اور دابۃ الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور عیسٰی بن مریم کا اترنا اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا۔

حدیث پنجم:

مسند امام احمد و صحیح مسلم میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

رسول اللہ ﷺ نے دجال کے ذکر میں فرمایا یاتی بالشام مدینۃ بفلسطین بباب لد فینزل عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فیقتلہ ویمکث عیسیٰ فی الارض اربعین سنۃ اماما عدلا و حکما مقسطا وہ ملک شام میں شہر فلسطین دروازہ لد کو جائے گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اتر کر اسے قتل کریں گے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زمین میں چالیس برس رہیں گے امام عادل وحاکم منصف ہو کر۔

حدیث ششم:

نیز مسند وصحیح مذکورین میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الیٰ یوم القیمۃ فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لاان بعضکم علیٰ بعض امیر تکرمۃ اللہ تعالیٰ لھذہ الامۃ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا قیامت تک غالب رہے گا پس عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام اتریں گے امیر المومنین ان سے کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے۔ نہ تم میں بعض بعض پر سردار ہیں بسبب اس امت کی بزرگی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

حدیث ہفتم:

نیز مسند احمد وصحیح مسلم وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں مطولاً اور سنن ابی داؤد میں مختصراً حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے دجال لعین کا ذکر فرمایا کہ وہ شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا چالیس دن رہے گا پہلا دن ایک سال کا ہوگا اور دوسرا ایک مہینے کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن جیسے ہوتے ہیں اس قدر جلد ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا جیسے بادل کو ہوا اڑائے لیے جاتی ہو جو اسے مانیں گے ان کے لیے بادل کو حکم دے گا برسنے لگے گا زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اٹھے گی جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلا

جائے گا ان پر قحط ہو جائے گا تہی دست رہ جائیں گے ویرانے پر کھڑا ہو کر کہے گا اپنے خزانے نکال خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ہو لیں گے پھر ایک جوان گٹھے ہوئے جسم کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا دونوں ٹکڑے ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھ کر مقتول کو آواز دے گا وہ زندہ ہو کر چلا آئے گا دجال لعین اس پر بہت خوش ہوگا ہنسے گا فبینما ھو کذلک اذ بعث اللہ المسیح عیسی بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرو ذتین واضعا کفیہ علیٰ اجنحۃ ملکین اذا طاطا راسہ قطرو اذا رفعہ تحدر منہ جمان کا للؤلؤ فلایحل لکا فریجد ریح نفسہ الامات و نفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ دجال لعین اسی حال میں ہوگا کہ اللہ عزوجل مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کو بھیجے گا وہ دمشق کی شرقی جانب منارہ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے دو کپڑے ورس وزعفران سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے جب اپنا سر جھکائیں گے بالوں سے پانی ٹپکنے لگے گا اور جب سر اٹھائیں گے موتی سے جھڑنے لگیں گے کسی کافر کو حلال نہیں کہ ان کے سانس کی خوشبو پائے اور مر نہ جائے اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی وہ دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب جو شہر لد ہے اس کے دروازے کے پاس اسے قتل فرمائیں گے۔ اس کے بعد سید عالم ﷺ نے ان کے زمانے میں یاجوج ماجوج کا نکلنا پھر اس کا ہلاک ہونا بیان فرمایا پھر ان کے زمانے میں برکت کی افراط یہاں تک کہ انار اتنے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت آجائے گی ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گروہوں کو کافی ہوگا ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلے ایک بکری کے دودھ سے ایک قبیلے کی شاخ کا پیٹ بھر جائے گا۔

حدیث ہشتم:

نیز مسند احمد و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین فیبعث اللہ عیسی بن مریم فیطلبہ فیھلکہ (حدیث) دجال میری امت میں نکلے گا ایک چلہ ٹھہرے گا پھر اللہ عزوجل عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے ڈھونڈ کر قتل کریں گے۔

حدیث نہم:

سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لیس بینی و بینہ نبی یعنی عیسیٰ علیہ السلام وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض بین ممصرتین کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون میرے اور عیسیٰ کے بیچ میں کوئی نبی نہیں اور بیشک وہ اترنے والے ہیں جب تم انہیں دیکھنا پہچان لینا وہ میانہ قد ہیں رنگ سرخ و سپید دو کپڑے ہلکے زرد رنگ کے پہنے ہوئے گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ انہیں تری نہ پہنچی ہو وہ اسلام پر کافروں سے جہاد فرمائیں گے صلیب توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ اٹھا دیں گے ان کے زمانہ میں اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبوں کو فنا کر دے گا وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے دنیا میں چالیس برس رہ کر وفات پائیں گے مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔

حدیث دہم:

جامع ترمذی میں حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ

فرماتے ہیں یقتل ابن مریم الدجال بباب لد عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام دجال کو دروازہ شہر لد پر قتل فرمائیں گے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حدیثیں وارد ہیں حضرت عمران بن حصین و نافع بن عتبہ و ابو برزہ و حذیفہ بن اسید و ابو ہریرہ و کیسان و عثمان بن ابی العاص و جابر و ابو امامہ و ابن مسعود و عبداللہ بن عمرو و سمرہ بن جندب و نواس بن سمعان و عمرو بن عوف و حذیفہ بن الیمان سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث یاز دہم:

سنن ابن ماجہ و صحیح ابن خزیمہ و مستدرک حاکم و صحیح مختارہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل جلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالتفصیل عجیب احوال اعور دجال اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بیان فرمائے پھر فرمایا اہل عرب اس زمانے میں سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا (یعنی حضرت امام مہدی) فبینما امامھم قد تقدم یصلی بھم الصبح اذ نزل علیھم عیسی بن مریم الصبح اس اثناء میں کہ ان کا امام نماز صبح پڑھانے کو بڑھے گا ناگاہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام وقت صبح نزول فرمائیں گے مسلمانوں کا امام الٹے قدموں پھرے گا کہ عیسیٰ امامت کریں عیسیٰ اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر کہیں گے آگے بڑھو نماز پڑھاؤ کہ تکبیر تمہارے ہی لیے ہوئی تھی ان کا امام نماز پڑھائے گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں گے اس طرف دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہوں گے جب دجال کی نظر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر پڑے گی پانی میں نمک کی طرح گھلنے لگے گا بھاگے گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے میرے پاس تجھ پر ایک وار ہے جس سے تو بچ کر جا نہیں سکتا پھر شہر لد کے شرقی دروازے پر اسے قتل فرمائیں گے اس کے بعد یہود کے قتل وغیرہ کے احوال ارشاد ہوئے۔

حدیث دو از دهم:

نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے ہے شب اسرا رسول اللہ ﷺ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام سے ملے باہم قیامت کا چرچا ہوا انبیاء نے پہلے ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ان کا حال پوچھا انہیں خبر نہ تھی موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہیں بھی معلوم نہ تھا انہوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر رکھا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا قیامت جس وقت آکر گرے گی اسے تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں اس کے گرنے سے پہلے کے باب میں مجھے رب العزۃ نے ایک اطلاع دی ہے پھر خروج دجال ذکر کرکے فرمایا فانزل فاقتلہ میں اتر کر اسے قتل کروں گا پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے میری دعا سے ہلاک ہوں گے فعھد الی متی کان ذلک کانت الساعۃ من الناس کالحامل التی لا یدری اھلھا متی تفجؤھم بولادۃ یعنی مجھے رب العزۃ نے اطلاع دی ہے کہ جب یہ سب ہولے گا تو اس وقت قیامت کا حال لوگوں پر ایسا ہوگا جیسے کوئی عورت پورے دنوں پیٹ سے ہو گھر والے نہیں جانتے کہ کس وقت اس کے بچہ ہو پڑے۔

حدیث سیز دهم:

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور رویانی مسند اور ضیا صحیح مختارہ میں حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے ذکر دجال بیان کر کے فرمایا ثم یجئی عیسی بن مریم من قبل المغرب مصدقا بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی ملتہ فیقتل الدجال ثم انما ھو قیام الساعۃ اس کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام جانب مغرب سے آئیں گے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر۔ پس دجال کو قتل کریں گے پھر آگے قیامت ہی قائم ہونا ہے۔

حدیث چهار دهم:

معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے بعد ذکر دجال فرمایا یلبث فیکم ما شاء اللہ ثم ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ملتہ اماما مھدیا و حکما عدلا فیقتل الدجال وہ تم میں رہے گا جب تک اللہ چاہے پھر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام اتریں گے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے حضور کی ملت پر امام راہ پائے ہوئے اور حاکم عدل کرنے والے وہ دجال کو قتل کریں گے۔

حدیث پانز دهم:

مسند احمد و صحیح ابن خزیمہ و مسند ابی یعلیٰ و مستدرک حاکم و مختارہ مقدسی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے حدیث طویل ذکر دجال میں فرمایا۔ مسلمان ملک شام میں ایک پہاڑ کی طرف بھاگ جائیں گے وہ وہاں جا کر ان کا حصار کرے گا اور سخت مشقت و بلا میں ڈالے گا۔ ثم ینزل عیسیٰ فینادی من السحر فیقول یا یھا الناس ما یمنعکم ان تخرجوا الی الکذاب الخبیث فیقولون ھذا رجل حی فینطلقون فاذا ھم بعیسی علیہ الصلاۃ والسلام اس کے بعد عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اتریں گے پچھلی رات مسلمانوں کو پکاریں گے لوگوں اس کذاب خبیث کے مقابلے کو کیوں نہیں نکلتے مسلمان کہیں گے یہ کوئی مرد زندہ ہے (یعنی گمان میں یہ ہوگا کہ جتنے مسلمان یہاں محصور ہیں ان کے سوا کوئی باقی نہ بچا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی آواز سن کر کہیں گے یہ مرد زندہ ہے) جواب دیں گے دیکھیں تو وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلاۃ والسلام۔ اس کے بعد نماز صبح میں امام مسلمین کی امامت پھر دجال لعین کے قتل کا ذکر فرمایا۔

حدیث شانزدهم:

نعیم بن حماد کتاب الفتن میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قلت یا رسول اللہ الدجال قبل او عیسی بن مریم قال الدجال ثم عیسی بن مریم (الحدیث) میں نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) پہلے دجال نکلے گا یا عیسیٰ بن مریم، فرمایا دجال پھر عیسیٰ بن مریم۔

حدیث هفتدهم:

طبرانی کبیر میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ینزل عیسیٰ بن مریم عند المنارة البیضاء شرقی دمشق۔ عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارۂ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے۔

حدیث هژدهم:

مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لیہبطن عیسی بن مریم حکما واماما مقسطا ولیسلکن فجا فجا حاجا او معتمرا ولیأتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ خدا کی قسم ضرور عیسیٰ بن مریم حاکم وامام عادل ہو کر اتریںگے اور ضرور شارع عام کے رستے رستے حج یا عمرے کو جائیںگے اور ضرور میرے سلام کے لیے میرے مزار اقدس پر حاضر آئیںگے اور ضرور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ صلی اللہ تعالی علیک وعلیہ وعلی جمیع اخوانکما من الانبیاء والمرسلین وآلک وآلہم وبارک وسلم۔

حدیث نوزدهم:

صحیح ابن خزیمہ ومستدرک حاکم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سیدرک رجلان من امتی عیسی بن مریم و یشھدان قتال

الدجال عنقریب میری امت سے دو مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیںگے اور دجال سے قتال میں حاضر ہوں گے۔

اقول: ظاہراً امت سے مراد امت موجودۂ زمانہ رسالت ہے علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ پائیں گے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہوں گے۔

اس تقدیر پر وہ دونوں مرد سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ اب تک زندہ ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے کما ورد فی حدیث افادہ سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ علی ھامش التیسیر شرح الجامع الصغیر۔ (جیسا کہ وارد ہے ہمارے سردار والد محقق دام ظلہ کا افادہ کی اس گفتگو میں جو "تیسیر شرح جامع صغیر" کے حاشیہ پر موجود ہے۔ فاروقی)

حدیث بیستم:

امام حکیم ترمذی نوادر الاصول اور حاکم مستدرک میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لن یخزی اللہ تعالی امۃ انا اولھا وعیسی بن مریم اٰخرھا اللہ عزوجل ہرگز رسوا نہ فرمائے گا اس امت کو جس کا اول میں ہوں اور آخر عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث بیست ویکم:

ابوداؤد وطیالسی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لم یسلط علی الدجال الا عیسیٰ بن مریم دجال لعین کے قتل پر کسی کو قدرت نہ دی گئی سوا عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

حدیث بیست ودوم:

مسند احمد وسنن نسائی وصحیح مختارہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں عصابتان من امتی احرزهما الله تعالیٰ من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عيسى بن مريم میری امت کے دو گروہوں کو اللہ عزوجل نے نار سے محفوظ رکھا ہے ایک گروہ جو کفار ہند پر جہاد کرے گا اور دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہوگا۔

حدیث بیست و سوم:

ابونعیم حلیہ اور ابوسعید نقاش فوائد العراقیین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طوبیٰ لعيش بعد المسيح يؤذن للسماء في القطر و يؤذن للارض في النبات حتى لوبذرت حبك على الصفا لنبت وحتى يمر الرجل على الاسد فلا يضره و يطأ على الحية فلا تضره ولا تشاحح ولا تحاسد ولا تباغض خوشی اور شادمانی ہے اس عیش کے لیے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہوگا آسمان کو اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اگے یہاں تک کہ اگر تو اپنا دانہ کھری چٹان پر ڈال دے تو وہ بھی جم اٹھے گا اور یہاں تک کہ آدمی شیر پر گزرے گا اور وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا اور وہ اسے مضرت نہ دے گا نہ آپس میں مال کا لالچ رہے گا نہ حسد نہ کینہ فی التيسير شرح الجامع الصغير طوبى لعيش بعد المسيح اى بعد نزول عيسىٰ عليه الصلاة والسلام الى الارض في اخر الزمان۔

حدیث بیست وچهارم:

مسند الفردوس میں انس سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ینزل عیسی

بن مريم على ثمانمائة رجل واربع مائة امرأة خيرا من على الارض (الحدیث) عیسیٰ بن مریم ایسے آٹھ سو مردوں اور چار سو عورتوں پر آسمان سے نزول فرمائیں گے جو تمام روئے زمین پر سب سے بہتر ہوں گے۔

حدیث بیست و پنجم:

امام رازی وابن عساکر بطریق عبدالرحمن بن ایوب بن نافع بن کیسان عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ينزل عيسى بن مريم عند باب دمشق عند المنارة البيضاء لست ساعات من النهار في ثوبين ممشوقين كانما يتحدر من راسه اللؤلؤ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام دروازہ دمشق کے نزدیک سپید منارے کے پاس چھ گھڑی دن چڑھے دو رنگین کپڑے پہنے اتریں گے گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑتے ہیں۔

حدیث بیست وششم:

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انی لارجوان طال بی عمر ان القى عيسى بن مريم فان عجل بی موت فمن لقيه منكم فليقرأه منى السلام میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر دراز ہوئی تو عیسیٰ بن مریم سے ملوں اور اگر میرا دنیا سے تشریف لیجانا جلد ہو جائے تو تم میں جو انہیں پائے ان کو میرا سلام پہنچائے۔

حدیث بست وهفتم:

ابن الجوزی کتاب الوفا میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبرى فاقوم

انا وعیسی بن مریم من قبر واحد بین ابی بکر و عمر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے ان کے اولاد ہوگی پینتالیس برس رہیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی میرے ساتھ میرے مقبرۂ پاک میں دفن ہوں گے روز قیامت میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے اس طرح اٹھیں گے کہ ابوبکر و عمر ہم دونوں کے داہنے بائیں ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث بیست و ہشتم:

بغوی شرح السنہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل ابن صیاد میں راوی (جس پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا) امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) مجھے اجازت دیجئے کہ اسے قتل کر دوں فرمایا ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسی بن مریم والا یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد اگر یہ دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں دجال کے قاتل تو عیسیٰ بن مریم ہوں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو تمہیں نہیں پہنچتا کہ کسی ذمی کو قتل کرو۔

حدیث بیست ونہم:

ابن جریر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اول الآیات الدجال ونزول عیسیٰ ویاجوج وماجوج یسیرون الی خراب الدنیا حتی یأتوا بیت المقدس وعیسی والمسلمون بجبل طور سینین فیوحی اللہ الی عیسیٰ ان احرز عبادی بالطور و مایلی ایلۃ ثم ان عیسیٰ یرفع یدیہ الی السماء ویؤمن المسلمون فیبعث اللہ علیہم دابۃ یقال لھا النغف تدخل فی مناخرھم فیصبحون موتی ھذا مختصر قیامت کی بڑی نشانیوں میں پہلی نشانی دجال کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم کا اترنا اور یاجوج وماجوج کا پھیلنا (وہ

گروہ کے گروہ ہیں ہر گروہ میں چار لاکھ گروہ ان میں کا مرد نہیں مرتا جب تک خاص اپنے نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے۔ ہیں بنی آدم سے) وہ دنیا ویران کرنے چلیں گے (دجلہ وفرات وبحیرۂ طبریہ کو پی جائیں گے) یہاں تک کہ بیت المقدس تک پہنچیں گے اور عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام واہل اسلام اس دن کوہ طور سینا میں ہوں گے اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور اور ایلہ کے قریب محفوظ جگہ میں رکھ پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے اور مسلمان آمین کہیں گے اللہ عزوجل یاجوج ماجوج پر ایک کیڑا النغف نامی بھیجے گا وہ ان کے نتھنوں میں گھس جائے گا صبح سب مرے پڑے ہوں گے۔

حدیث سیوم:

حاکم وابن عساکر تاریخ اور ابونعیم کتاب اخبار المہدی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی بن مریم فی اخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا کیونکر ہلاک ہو وہ امت جس کی ابتدا میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ بن مریم اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدی۔

حدیث سی ویکم:

نیز اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں منا الذی یصلی عیسی بن مریم خلفہ میرے اہل بیت میں وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔

حدیث سی ودوم:

ابونعیم حلیۃ الاولیا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا عم النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان اللہ ابتدا

الاسلام بی و سیختمه بغلام من ولدک وهو الذی یتقدم عیسی بن مریم اے نبی کے چچا بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ابتدا مجھ سے کی اور قریب ہے کہ اسے ختم تیری اولاد سے ایک لڑکے پر کرے گا وہی جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔ حضرت امام مہدی کی نسبت متعدد احادیث سے ثابت کہ وہ عترت رسالت و بنی فاطمہ سے ہیں اور متعدد احادیث میں ان کا علاقہ نسب حضرت عباس عم مکرم سید عالم ﷺ سے بھی بتایا گیا اور اس میں کچھ بُعد نہیں دو نسبا سید حسنی ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس ؓ سے بھی اتصال رکھیں گے جیسے حضرت امام جعفر صادق ؓ نے رافضیوں کے رد میں فرمایا کہ کیا کوئی شخص اپنے باپ کو بھی برا کہتا ہے ابو بکر صدیق دوبار میرے باپ ہوئے یعنی دو طرح سے میرا نسب، دری حضرت صدیق اکبر ؓ تک پہنچتا ہے۔

حدیث سی و سوم:

اسحٰق بن بشر و ابن عساکر حدیث طویل ذکر و جاں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فعند ذلک ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء علی جبل افیق اماما هادیا وحکما عادلا علیه برنس له مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بیده حربة یقتل الدجال تضع الحرب اوزارها وکان السلم فیلقی الرجل الاسد فلا یهیجه ویا خذ الحیة فلا تضره وتنبت الارض کنبا تها علی عهد ادم ویؤمن به اهل الارض ویکون الناس اهل ملة واحدة یعنی جب دجال نکلے گا اور سب سے پہلے ستر ہزار یہودی طیلسان پوش اس کے ساتھ ہولیں گے اور لوگ اس کے سبب بلائے عظیم میں ہوں گے مسلمان سمٹ کر بیت المقدس میں جمع ہوں گے اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے کوہ افیق پر اتریں گے امام راہ نما ہو کر حاکم عادل ہو کر ایک اونچی ٹوپی پہنے

میانہ قد کشادہ پیشانی موئے سر سیدھے ہاتھ میں نیزہ جس سے دجال کو قتل کریں گے اس وقت لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے گی اور سب جہان میں امن و امان ہو جائے گا آدمی شیر سے ملے تو وہ جوش میں نہ آئیگا اور سانپ کو پکڑے تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا کھیتیاں اس رنگ پر آئیں گی جیسے زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اگا کرتی تھیں تمام اہل زمین ان پر ایمان لے آئیں گے اور سارے جہان میں صرف ایک دین اسلام ہوگا۔

حدیث سی و چہارم:

ابن النجار انہیں سے راوی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا واذا سکن بنوک السواد ولبسوا السواد وکان شیعتهم اهل خراسان لم یزل هذا الامر فیهم حتی یدفعوه الی عیسی بن مریم جب تمہاری اولاد دیہات میں بسے اور سیاہ لباس پہنے اور ان کے گروہ اہل خراسان ہوں جب سے خلافت ہمیشہ ان میں رہے گی یہاں تک کہ وہ اسے عیسیٰ بن مریم کو سپرد کریں گے۔

حدیث سی و پنجم:

ابن عساکر ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی جاؤں فرمایا وانی لی بذلک الموضع ما فیه الا موضع قبری و قبر ابی بکر و عمر و عیسی بن مریم بھلا اس کی اجازت میں کیونکر دوں وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اور ابو بکر و عمر و عیسیٰ بن مریم کی علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث سی و ششم:

ابو نعیم کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ المحاصرون ببیت المقدس اذذاک مائة الف امرأة

واثنان وعشرون الفا مقاتلون اذ غشیتهم ضبابة من غمام اذتنکشف عنهم مع الصبح فاذا عیسیٰ بین ظهرانیهم اس وقت بیت المقدس میں ایک لاکھ عورتیں اور بائیس ہزار مرد جنگی محصور ہوں گے ناگاہ ایک ابر کی گھٹا ان پر چھائے گی صبح ہوتے کھلے گی تو دیکھیں گے کہ عیسیٰ ان میں تشریف فرما ہیں۔

حدیث سی وهفتم:

مسند ابی یعلی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں والذی نفسی بیده لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علیٰ قبری فقال یا محمد لاجیبنه قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک عیسیٰ بن مریم اتریں گے پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکاریں تو ضرور میں انہیں جواب دوں گا۔

حدیث سی و هشتم:

ابونعیم حلیہ میں عروہ بن رویم سے مرسلا راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خیرهذه الامة اولها واخرها فیهم رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم واخرها فیهم عیسی بن مریم الحدیث اس امت کے بہتر اول و آخر کے لوگ ہیں اول کے لوگوں میں رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہیں اور آخر کے لوگوں میں عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے۔

حدیث سی ونهم:

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہے مکتوب فی التوراة صفة محمد صلی الله تعالی علیه وسلم وعیسیٰ یدفن معه رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے توریت مقدس میں حضور سید عالم ﷺ کی صفت میں ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ ان کے پاس دفن کیے جائیں گے علیہ الصلوۃ والسلام فی المرقاة ای ومکتوب فیها ایضا ان عیسی

یدفن معه قال الطیبی هذا هو المکتوب فی التوراة.

حدیث چهلم:

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی یهبط عیسی بن مریم فیصلی الصلوات ویجمع الجمع ویزید فی الحلال کانی به تجدبه رواحله ببطن الروحاء حاجا او معتمرا عیسیٰ بن مریم اتریں گے نمازیں پڑھیں گے جمع قائم کریں گے مال حلال کی افراط کردیں گے گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں ان کی سواریاں انہیں تیز لیے جاتی ہیں بطن وادی روحا میں حج یا عمرے کے لیے۔

حدیث چهل ویکم:

وہی حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ سے راوی لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسی بن مریم علی ذروة افیق بیده حربة یقتل الدجال قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کوہ افیق کی چوٹی پر نزول فرمائیں ہاتھ میں نیزہ لیے جس سے دجال کو قتل کریں گے۔

حدیث چهل و دوم:

وہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ان المسیح بن مریم خارج قبل یوم القیمة ولیستغن به الناس عمن سواه بیشک مسیح بن مریم علیہما الصلوۃ والسلام قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے آدمیوں کو ان کے سبب اور سب سے بے نیازی چاہیے۔ یہ امر بمعنی اخبار ہے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام میں نہ کوئی قاضی ہوگا نہ کوئی مفتی نہ کوئی بادشاہ انہیں کی طرف سب کاموں میں رجوع ہوگی۔

حدیث چهل و سوم:

وہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل ذکر مغیبات

آئندہ میں روئی کہ چنیں و چناں ہوگا پھر مسلمان قسطنطنیہ و رومیہ کو فتح کریں گے پھر دجال نکلے گا اس کے زمانہ میں قحط شدید ہوگا۔ فبینما هم کذالک اسمعوا صوتا من السماء ابشروا فقد اتاکم الغوث فیقولون نزل عیسی بن مریم فیستبشرون ویستبشر بهم و یقولون صل یا روح الله فیقول ان الله اکرم هذه الامة فلا ینبغی لاحد ان یؤمهم الا منهم فیصلی امیر المؤمنین بالناس ویصلی عیسی خلفه لوگ اسی ضیق و پریشانی میں ہوں گے ناگاہ آسمان سے ایک آواز سنیں گے خوش ہو کہ فریادرس تمہارے پاس آیا مسلمان کہیں گے کہ عیسیٰ بن مریم اترے خوشیاں کریں گے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے مسلمان عرض کریں گے یا روح اللہ نماز پڑھایئے فرمائیں گے اللہ عزوجل نے اس امت کو عزت دی ہے اس کا امام اسی میں سے چاہیے امیر المومنین نماز پڑھائیں گے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے سلام پھیر کر اپنا نیزہ لے کر دجال کے پاس جا کر فرمائیں گے ٹھہر اے دجال اے کذاب۔ جب وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھے گا اور ان کی آواز پہچانے گا ایسا گلنے لگے گا جیسے آگ میں رانگ یا دھوپ میں چربی اگر روح اللہ نے ٹھہر نہ فرمادیا ہوتا تو گل کر فنا ہوجاتا پس عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی چھاتی پر نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے پھر اس کے لشکر کو کہ یہود و منافقین ہوں گے قتل فرمائیں گے صلیب توڑ دیں گے خنزیر کو نیست و نابود کریں گے اب لڑائی موقوف اور امن چین کے دن آئیں گے یہاں تک کہ بھیڑیے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا بچے سانپ سے کھیلیں گے وہ نہ کاٹے گا ساری زمین عدل سے بھر جائے گی پھر خروج یاجوج و ماجوج اور ان کی فنا وغیرہ کا حال بیان کر کے فرمایا ویقبض عیسی بن مریم ووليه المسلمون وغسلوه و حنطوه وكفنوه وصلوا عليه و حضروا له ودفنوه الحدیث ان سب وقائع کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہ

الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے نماز پڑھیں گے قبر کھود کر دفن کریں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ سر دست بے قصد استیعاب تینتالیس حدیثیں ہیں جن میں ایک جمل حدیث پوری حضور پرنور سید المرسلین ﷺ سے ہے ثمانیة وثلثون نصا واثنان اوثلثة حکما اما عبدالله بن عمرو فکثیرا ما یاخذ عن الاوائل اور ایک حدیث میں تو کلام اللہ تورات مقدس کا ارشاد ہے اور خود قرآن عظیم میں بھی اس کا اشعار موجود قال الله عزوجل وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا الی قوله تعالی وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ بیشک مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا یعنی ان کے نزول سے معلوم ہوجائے گا کہ قیامت اب آئی۔ حضرت ابوہریرہ وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قرأت وانه لَعَلَم للساعة بیشک ابن مریم نشانی ہیں قیامت کے لیے۔ معالم التنزیل میں ہے وانه یعنی عیسی لعلم للساعة یعنی نزوله من اشراط الساعة یعلم به قربها وقرأ ابن عباس وابوهريرة وقتادة وانه لَعَلَم للساعة بفتح اللام والعین ای امارة وعلامة مدارک التنزیل میں ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کیلئے علم ہیں یعنی ان کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اس سے جان لیا جائے گا کہ قیامت قریب ہے اور حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے اسے وانہ لعلم للساعۃ پڑھا لام اور عین کے زبر کے ساتھ یعنی ان کا نزول قرب قیامت کی امارت وعلامت ہے۔ فاروقی) وانه لعلم للساعة وان عیسی علیه الصلاة والسلام مما یعلم به مجیء الساعة وقرأ ابن عباس رضی الله تعالی عنهما العلم وهو العلامة ای وان نزوله عَلَم الساعة (یعنی بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کیلئے علامت ہیں جس سے جان لیا جائے گا کہ اب قیامت آنے والی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہ لعلم الساعة پڑھا یعنی ان کا نزول قرب

قیامت کی علامت ہے۔ فاروقی) امام جلال الدین محلی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں وانه ای عیسیٰ لعلم للساعة تعلم بنزوله (یعنی بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کیلئے علم ہیں جو ان کے نزول سے پہچان لی جائے گی۔ فاروقی) بالجملہ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہلسنت وجماعت سے ہے جس طرح اس کا راستا منکر گمراہ بالیقین یوں ہی اس کا بدلنے والا اور نزول عیسیٰ بن مریم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی زید وعمرو کے خروج پر ڈھالنے والا بھی ضال مضل بددین کہ ارشادات حضور سید عالم ﷺ کی دونوں نے تکذیب کی وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ○

مسئلہ ثالثہ: سیدنا روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی حیات

اقول اس کے دو حق ہیں ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں یہ بھی مسائل قسم ثانی سے ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ کہ اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حیات حقیقی زندہ ہیں ان کی موت صرف تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرما دیا ہے وقد فصلها سيدنا الوالد المحقق دام ظله في كتابه سلطنة المصطفى في ملكوت كل الورىٰ (سیدنا والد المحقق دام ظلہ نے اپنی کتاب سلطنت مصطفی فی ملکوت کل الوریٰ میں اس کی تفصیل فرمائی ہے۔ فاروقی) دوسرے یہ کہ اب تک ان پر موت طاری نہ ہوئی زندہ ہی آسمان پر اٹھا لیے گئے اور بعد نزول دنیا میں سہا سال تشریف رکھ کر اتمام نصرت اسلام وفات پائیں گے۔ یہ مسائل قسم ثالث اخیرین سے ہے اس کے ثبوت کو اولاً اسی قدر کافی ووافی کہ رب جل وعلا نے فرمایا وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ (یعنی کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت (عیسیٰ) سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے) جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی حضور سید عالم ﷺ سے گزری مخالف نے اپنی

جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی یہ تفسیر نہ صرف اس میں بلکہ صحیح بخاری ومسلم دونوں میں موجود شرح مشکوٰۃ شریف للعلامۃ الطیبی میں ہے استدل بالاية على نزول عيسى عليه الصلاة والسلام في آخر الزمان مصدقا للحديث وتحريره ان الضميرين في به وقبل موته لعيسى والمعنى وان من اهل الكتب الا ليؤمنن بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ وهم اهل الكتب الذين يكونون في زمان نزوله فتكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت سے تصدیق حدیث کے لیے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر کتابی عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لانے والا ہے اور وہ یہود ونصاریٰ ہیں جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے زمانے میں ہوں گے تو تمام روئے زمین پر صرف ایک دین ہوگا دین اسلام وکذا نقله عنه الملا علی القاری في المرقاة.

ثانیا:

یہی تفسیر بسند صحیح دوسرے صحابی جلیل الشان ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی جن سے صحیح بخاری میں قول موت منقول ہونے کا مخالف نے ادعا کیا تھا صحیح بخاری وارشاد الساری میں ہے ثم يقول ابوهريرة بالاسناد السابق مستدلا على نزول عيسىٰ في اخر الزمان تصديقا للحديث (واقرؤا ان شئتم) وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته اى وان من اهل الكتب احد الا ليؤمنن بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ وهم اهل الكتب الذين يكونون في زمانه فتكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام ولهذا جزم ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد

بن جبیر عنه باسناد صحیح یعنی اس حدیث کو روایت کر کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آخر زمانے میں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول پر دلیل لانے حدیث کی تصدیق قرآن مجید سے بتانے کے لیے فرماتے تم چاہو تو یہ آیت پڑھو وان من اهل الكتب الا ليؤمنن الآيه اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی ضرور ایمان لانے والا ہے۔ عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے اور وہ کتابی ہیں جو اس وقت ان کے زمانے میں ہوں گے تو سارے جہان میں صرف ایک دین اسلام ہوگا اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حدیث میں جو ان سے ابن جریر نے ان کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے بسند صحیح روایت کی۔ انتہی۔ اور یہی تفسیر امام حسن بصری سے مروی ہوئی کما سیاتی انشاء الله تعالیٰ۔

ثالثا:

تصریحات کثیرہ ائمہ کرام و مفسرین عظام و علمائے اعلام امام جلال الملۃ والدین سیوطی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔ اني متوفيك قابضك ورافعك الى من الدنيا من غير موت یعنی اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا اور دنیا سے بغیر موت دیے اٹھا لوں گا۔ تفسیر امام ابوالبقاء عکبری میں ہے انه رفع الى السماء ثم يتوفى بعد ذالك عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں اور اس کے بعد وفات دیے جائیں گے۔

تفسیر کبیر و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے انه رفع الى السماء ثم يتوفى بعد ذالك بعد نزوله الى الارض وحكمه بشريعة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور اس کے بعد زمین پر اتر کر شریعت محمدیہ ﷺ پر حکم کر کے وفات پائیں گے۔ امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں قال الحسن والكلبي وابن جريج اني قابضك ورافعك من الدنيا الى من غير موت بذلك یعنی امام

حسن بصری نے کہ اجلہ ائمہ تابعین و تلامذہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہیں اور محمد بن السائب کلبی اور امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے کہ اجلہ و اکابر ائمہ تبع تابعین سے اور حسب روایت ائمہ تابعین سے ہیں آیہ کریمہ کی تفسیر کی کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا بغیر اس کے کہ تیرے جسم کو موت لاحق ہو۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: قد ثبت الدليل انه حي وورد الخبر عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انه سينزل ويقتل الدجال ثم انه تعالىٰ يتوفاه بعد ذالك دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہیں اور سید عالم ﷺ سے حدیث آئی ہے کہ وہ عنقریب اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر اس کے بعد اللہ عزوجل انہیں وفات دے گا اسی میں ہے التوفي اخذ الشئي وافيا ولما علم الله تعالىٰ ان من الناس من يخطر بباله ان الذي رفعه الله هو روحه لا جسده ذكر هذا الكلام ليدل انه علیہ الصلاۃ والسلام رفع بتمامه الى السماء بروحه وجسده توفی کہتے ہیں کسی چیز کے پورا لینے کو چونکہ اللہ عزوجل کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کو یہ وہم گزرے گا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی روح آسمان پر گئی نہ کہ بدن لہٰذا یہ کلام فرمایا جس سے معلوم ہو کہ وہ تمام و کمال مع روح و بدن آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ تفسیر عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی للعلامۃ شہاب الدین الخفاجی میں ہے سبق انه عليه الصلاة والسلام لم يصلب ولم يمت اوپر گزرا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نہ سولی دیے گئے نہ انتقال فرمایا۔ امام بدر الدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کذا روی من طريق ابي رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسى والله انه لحي ولكن اذا نزل امنوا به اجمعون و ذهب اليه اكثر اهل العلم یعنی آیہ کریمہ وان من اهل الكتب الآیہ کی جو تفسیر حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی امام حسن بصری سے بطریق ابی رجاء مروی ہوئی کہ انہوں نے فرمایا معنی آیت یہ

ہیں کہ تمام کتابی موت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ان پر ایمان لانے والے ہیں اور فرمایا خدا کی قسم عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہیں اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد ذہبی نے تجرید الصحابہ اور امام تاج الدین سبکی نے کتاب القواعد اور امام ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے صحابیو ں میں شمار کیا کہ وہ شب معراج حضور اقدس ﷺ کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے ظاہر ہے کہ ان کی تخصیص اسی بنا پر ہے کہ انہیں یہ دولت قبل طریان موت نصیب ہوئی ورنہ شب معراج حضور کی زیارت کس نبی نے نہ کی امام سبکی نے اس مضمون کو ایک چیستاں میں ادا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت سے وہ کونسا جوان ہے جو باتفاق تمام جہان کے حضرت افضل اصحابہ صدیق اکبر وفاروق اعظم وعثمان غنی وعلی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب سے افضل ہے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام۔ اصابہ فی تمییز الصحابہ میں ہے عيسى المسيح بن مريم الصديقة رسول الله وكلمته القاها الى مريم ذكره الذهبي في التجريد مستدر كا على من قبله فقال عيسى بن مريم رسول الله رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ليلة الاسراء فهو نبي و صحابي وهو اخرمن يموت من الصحابة والغزه القاضي تاج الدين السبكي في قصيدته التي في اواخر القواعد له فقال

من باتفاق جميع الخلق افضل من
خير الصحاب ابي بكر و من عمر
ومن علي ومن عثمن و هو فتے
من امة المصطفے المختار من مضر

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ایسے صحابی ہیں جن کا

انتقال سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ہوگا یہاں کلمات ائمہ دین وعلمائے معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کے احاطہ واستیعاب کی طمع ہوسکے اور اہل حق کے لیے اس قدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے ائمہ کو کچھ نہیں گنتے ان کے لیے ہزار دفتر ناوافی لہذا اسی قدر پر بس کریں۔

رابعًا:

یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد ومنصور ابھی شرح صحیح بخاری شریف سے گزرا ذهب اليه اكثر اهل العلم۔

خامسًا:

یہی قول صحیح ومرجح اور قول صحیح کا مقابل ساقط ونامعتبر۔ امام قرطبی صاحب ملہم شرح صحیح مسلم پھر علامۃ الوجود امام ابو السعود تفسیر ارشاد العقل السلیم میں فرماتے ہیں الصحيح ان الله تعالى رفعه من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن وابن زيد هو اختيار الطبري وهو الصحيح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ بیدار اٹھالیا نہ انکا انتقال ہوا نہ اس وقت سوتے تھے جیسا کہ امام حسن بصری وابن زید نے تصریح فرمائی اور اسی کو امام طبری نے اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی صحیح روایت یہی ہے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے القول الصحيح انه رفع وهو حي صحیح قول یہ ہے کہ وہ زندہ اٹھالیے گئے۔

اقول:

یہ تو بالیقین ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرمانے والے ہیں اور اس کے بعد وفات پانا قطعًا ضرور تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات ہوئی ہوتی تو دوبارہ ان کی موت لازم آئیگی کیونکر امید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے ایسے محبوب جمیل ایسے رسول

عظیم وجلیل پر(کہ ان پانچ مرسلین اولوا العزم صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ اجمعین سے افضل اور زیادہ محبوب رب عزوجل ہیں) دوبار مصیبت مرگ بھیجے گا جب حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ کا وصال شریف ہوا اور امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں اوران کے قتل کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نعش اقدس پر حاضر ہوئے جھک کر روئے انور پر بوسہ دیا پھر روئے اور عرض کی بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا میرے ماں باپ حضور پر قربان خدا کی قسم اللہ تعالٰی حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے گا وہ جو مقدر تھی ہو چکی بابی انت وامی طبت حیا و میتا والذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتتین ابداً میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور زندگی میں بھی پاکیزہ اور بعد انتقال بھی پاکیزہ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالٰی کبھی حضور کو دو موتیں نہ چکھائے گا۔

رواہ البخاری والنسائی وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا تو ایسی بات جب تک نص صریح سے ثابت نہ ہو انبیاء اللہ خصوصاً ایسے رسول جلیل کے حق میں ہرگز نہ مانی جائے گی خصوصاً روح اللہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی دعا یہ تھی کہ الٰہی اگر تو یہ پیالہ یعنی جام مرگ کسی سے پھیرنے والا ہے تو مجھ سے پھیر دے بارگاہ عزت میں رسول اللہ کی جو عزت ہے اس پر ایمان لانے والا بید لیل صریح واضح التصریح کے کیونکر مان سکتا ہے کہ وہ یہ دعا کریں اور رب عزوجل اس کے بدلے ان پر موت پر موت نازل فرمائے یہ ہرگز قابل قبول نہیں انصاف کیجئے تو ایک یہی دلیل ان کے زندہ اٹھا لیے جانے پر کافی ووافی ہے وباللہ التوفیق۔

تنبیہ دوم اقول:

قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود عنود کے مکروکید سے بچ کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ رہا یہ کہ تشریف لیجانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کہیں ذکر نہیں یہ دعوٰی زائد ہے جو مدعی ہو ثبوت پیش کرے ورنہ قول بے ثبوت محض مردود ہے مخالف نے جو کچھ ثبوت میں پیش کیا سب بیہودہ ہے وہ یا تو نرا افترا اس کے اپنے دل کا اختراع ہے یا مطلب سے محض بیگانہ جس میں مقصود کی بو بھی نہیں یا مراد ملیں غیر نص جو مدعی کے لیے ہرگز بکار آمد وکافی نہیں۔ سب کا بیان سنئے:

ایک افتراء:

تو اس کا وہ کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں ثابت فرمادیا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد قبض روح آسمان پر اٹھائے گئے۔

دوسرا افتراء:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما پر کہ انہوں نے ایسا فرمایا حالانکہ ہم ابھی ثابت کر آئے کہ ان سے بسند صحیح اس کا خلاف ثابت ہے وہ اسی کے قائل ہیں کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی وفات نہ پائی۔ ان کی موت سے پہلے یہود ونصارٰی ان پر ایمان لائیں گے امام قرطبی سے گزرا کہ یہی روایت ابن عباس سے صحیح ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تیسرا افتراء:

صحیح بخاری شریف پر کہ اس میں یہ تفسیر سید عالم ﷺ وابن عباس سے مروی ہے حالانکہ اس میں بروایت حضرت ابن عباس صرف اس قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انکم محشورون وان ناسا یؤخذ بھم ذات الشمال فاقول کما قال العبد

الصالح وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم الی قولہ العزیز الحکیم یعنی تمہارا حشر ہوگا اور کچھ لوگ بائیں طرف یعنی معاذ اللہ جانب جہنم لیجائیں گے میں وہ عرض کروں گا جو بندۂ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشدے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ اس حدیث میں مدعی کے اس دعوے کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے وفات ہوئی اور صرف روح اٹھائی گئی۔ اور بیگانہ و تعلق اس آیہ کریمہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط کا ذکر ہے یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بھی تو یہ تو روز قیامت کا مکالمہ ہے رب العزۃ جل جلالہ فرماتا ہے يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ الی قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ط جس دن جمع فرمائے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا بولے ہمیں کچھ خبر نہیں بیشک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرے احسان اپنے اوپر (پھر احسانات گنا کر فرمایا) اور جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہہ دیا تھا لوگوں سے کہ بنا لو مجھے اور میری ماں کو دو خدا، اللہ کے سوا بولا پاکی ہے تجھے، مجھے روا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا اگر میں نے کہا تو تجھے خوب معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بیشک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں میں نے نہ کہا ان سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پوجو اللہ کو جو مالک ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشدے تو بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے فرمایا اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ۔ اول سے آخر تک یہ ساری گفتگو روز قیامت کی ہے کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی وفات پا گئے ای تجیں کہ روز قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کریں شاید جاہل یہاں قَالَ اللّٰهُ اور قَالَ سُبْحٰنَكَ میں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گزرا جاہل نہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا واقع ہولی قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں سورۂ اعراف میں دیکھئے۔ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ جنتیوں نے دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پایا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے رب نے سچا کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا قَالُوْا نَعَمْ وہ بولے ہاں فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ ۢ بَيْنَهُمْ تو ندا کی ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار ستمگاروں پر وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اعراف والے پکارے جنت والوں کو سلام تم پر وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ اور اعراف والے پکارے دوزخیوں کو ان کی علامت سے پہچان کر وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

اور دوزخی پکاریں گے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ دو قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ بولے اللہ نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔ اسی طرح سورۂ صافات میں وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ آیات اور سورۂ ص میں قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ سے اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝ تک دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا اور سورۂ زمر میں وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا الآیۃ تک تمام وقائع روز قیامت صیغہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی آیت میں دیکھئے جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا تم نے کیا جواب پایا بولے ہمیں کچھ علم نہیں۔ یہاں بھی الخ جواب بصیغہ ماضی ارشاد فرمایا اور نہ کافی و ناقبت آیۂ کریمہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھا لینے والا اور کافروں سے دور کر دینے والا ہوں۔

اولاً:

حرف واو ترتیب کے لیے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہو اس کا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات و رفع و تطہیر سب کچھ ہونے والے ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہے یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہوئے گی۔ تفسیر امام عسکری میں ہے مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ کلا هما للمستقبل والتقدير رافعک الی ومتوفیک لانه رفع الی السماء ثم يتوفى بعد ذلک (یعنی دونوں کلمے مستقبل کیلئے ہیں اور رافعک اور متوفیک یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تمہیں وفات دوں گا اس لئے کہ انہیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا پھر اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ فاروقی)

تفسیر معین و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر ارشاد العقل میں ہے واللفظ للنسفی او مميتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الان اذا لواو لا يوجب الترتيب (یعنی یہ الفاظ امام نسفی کے ہیں "یا تمہیں موت دوں گا تمہاری موت کے وقت میں آسمان سے اترنے کے بعد اور اس وقت میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں" اس لئے کہ واو ترتیب کو واجب نہیں کرتا۔ فاروقی) تفسیر کبیر میں الاٰية تدل على انه تعالىٰ يفعل به هذه الافعال فاما كيف يفعل و متىٰ يفعل فالامر فيه موقوف على الدليل وقد ثبت الدليل انه حيّ۔ (یعنی آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے یہ افعال کرتا ہے تو رہا یہ کہ کس طرح کرتا ہے اور کب کرتا ہے تو یہ معاملہ دلیل پر موقوف ہے اور دلیل اس بات پر قائم ہو چکی کہ وہ زندہ ہیں۔ فاروقی)

ثانیاً:

توفی خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں، توفی کہتے ہیں تسلم و قبض اور پورا لے لینے کو تفسیر کبیر کی عبارت اوپر گزری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم و روح تمام و کمال اٹھاؤں گا تفسیر جلالین سے گزرا متوفیک قابضک و رافعک من غير موت۔ معالم التنزیل سے گزرا کہ حسن کلبی و ابن جریج نے کہا انی قابضک و رافعک من غير موت بذلک اسی میں ہے على هذا في التوفي تاويلان احدهما انی رافعک الیّ وافيا لم ينالوا منک شيأ من قولهم توفيت من كذا و كذا واستوفيته اذا اخذته تاما والآخر انی متسلمک من قولهم توفيت منه كذا ای تسلمته (یعنی اس بناء پر "توفی" کی دو تاویلیں ہیں ان میں سے ایک یہ کہ "میں تم کو مکمل سلامتی کے ساتھ اٹھا لوں گا تو لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے"۔ (جیسے) اہل زبان کا قول "میں نے اسے ایسے ایسے لے لیا جب کہ اسکو پورا پورا لے لے" اور دوسری تاویل یہ ہے کہ "میں نے اس چیز کو ان

سے حاصل کرلیا"۔ فاروقی) کشاف وانوار التنزیل وتفسیر ابی السعود وتفسیر نسفی میں ہے او قابضک من الارض من توفیت مالی (یعنی میں تجھے زمین سے اچک لوں گا (جیسے) اہل زبان کا قول میرا مال اچک لیا گیا۔ فاروقی) خفاجی علی البیضاوی میں ہے ولذا فسر التوفی برفعه واخذه من الارض کما یقال توفیت المال اذا قبضته (یعنی اسلئے "توفی" کی تفسیر "زمین سے اٹھائے جانے سے" کی جیسے کہا جائے کہ "میرا مال فوت ہوگیا جب اسے لیا جائے۔ فاروقی)

ثالثا:

توفی بمعنی استیفائے اجل ہے یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا اور ان کافروں کے قتل سے بچاؤں گا ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا تم اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی موت انتقال کروگے تفسیر سمین وتفسیر جمل وتفسیر مدارک وتفسیر کشاف وتفسیر بیضاوی وتفسیر ارشاد میں ہے انی مستوفی اجلک ومؤخرک وعاصمک من ان یقتلک الکفار الی ان تموت حتف انفک (یعنی میں پورا کروں گا تمہاری اجل کو اور تمہیں موخر کروں گا اور میں تمہیں محفوظ رکھوں گا کفار کے قتل کرنے سے یہاں تک کہ تم اپنی طبعی موت پاؤ۔ فاروقی) تفسیر کبیر میں ہے ای متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکهم حتی یقتلوک و هذا تاویل حسن (یعنی میں تمہاری عمر کو مکمل کروں گا تو اس وقت تمہیں وفات دوں گا میں نہیں چھوڑوں گا ان کے لئے وہ کہ تمہیں قتل کردیں۔ اور یہ تاویل اچھی ہے۔ فاروقی)

رابعا:

وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود قال الله تعالٰی وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ اللہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے رات میں یعنی سلاتا ہے وقال الله تعالٰی اَللّٰهُ یَتَوَفَّى

الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا اللہ تعالٰی وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سوتے میں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ میں تمہیں سلاؤں گا اور سوتے میں آسمان پر اٹھالوں گا کہ اٹھائے جانے میں دہشت نہ لاحق ہو یہی قول امام ربیع بن انس کا ہے معالم التنزیل میں ہے قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم وکان عیسیٰ قد نام فرفعه الله تعالیٰ الی السماء ومعناه انی منیمک ورافعک الیّ (یعنی ربیع بن انس نے کہا توفی سے مراد نوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سوتے رہے تھے تو اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں سلاؤں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ فاروقی) مدارک میں ہے او متوفی نفسک بالنوم ورافعک وانت نائم حتی لا یلحقک خوف وتستیقظ وانت فی السماء امن مقرب (یعنی میں تمہیں لے لوں گا سوتے میں اور تمہیں اٹھالوں گا اس حال میں کہ تم سورہے ہوگے تاکہ تمہیں خوف نہ ہو اور تم بیدار ہو اس حالت میں کہ آسمان میں مامون اور مقرب ہو۔ فاروقی) کشاف وانوار وارشاد میں ہے او متوفیک نائما اذ روی انه رفع نائما (یعنی میں تمہیں خواب میں لے لوں گا اس لئے کہ مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سوتے میں اٹھالئے گئے۔ فاروقی) اور ان کے سوا آیت میں اور بھی بعض وجوہ کلمات علماء میں مذکور تو وفات کو بمعنی موت لینا اور اسے قبل از رفع ٹھہرانا محض بے دلیل ہے جس کا آیت میں اصلاً پتہ نہیں۔

اقول:

بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم مخالف کا رد فرمارہی ہے ان کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین بشارتیں تھیں ا۔ مُتَوَفِّیْكَ، ۲۔ رَافِعُكَ، ۳۔ مُطَهِّرُكَ اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت دوں گا اور بعد

موت تمہاری روح کو آسمان پر اٹھالوں گا تو اس میں سوا اس کے کہ انہیں موت کا پیغام دیا گیا اور کونسی بشارت تازہ ہے مرنے کے بعد ہر مسلمان کی روح آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے نہ کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے۔ تو کافر کی روح آسمان پر نہیں جاتی ملائکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں دربائے آسمان بند کر لیے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک روح کی جگہ نہیں بخلاف مومن کہ اس کی روح بلند ہوتی اور زیر عرش اپنے رب جل جلالہ کو سجدہ کرتی ہے تو پچھلی باتیں ہر مسلمان کی روح کو حاصل۔

آیت میں صرف خبر موت رہ گئی اور ہمارے حضور پر ہر ایک بشارت عظیمہ مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا یہ کافر قتل نہ کر سکیں گے اور جیتے جی آسمان پر اٹھالوں گا اور کافروں سے ایسا دور و پاک کردوں گا کہ عمر بھر کسی کافر کو تم پر اصلاً دسترس نہ ہوگی جب دوبارہ دنیا میں آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خود انہیں قتل کرو گے اور انہیں کو نہیں بلکہ تمام کافروں سے سارے جہان کو پاک کردو گے کہ ایک دین حق تمہارے نبی محمد ﷺ کا ہوگا اور تم تمام عالم میں اس کے مرجع و ماویٰ معہذا شروع کلام میں فرمایا ہے وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ○ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ الآیہ یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ کافروں نے عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا انہیں قتل کرنا چاہا اور اللہ عزوجل نے انہیں ان کے مکر کا بدلہ دیا کہ ان کا مکر الٹا انہیں پر پڑا جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تیرے ساتھ یہ یہ باتیں کرنے والا ہوں۔

انصاف کیجئے اگر کچھ دشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا چاہتے ہوں اور وہ اسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے سلامت نکال لیجائے اور ان کا چاہا

نہ ہونے پائے یا یہ کہ ان کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خود موت دیدے ان کی مراد تو یوں بھی برآئی آخر جو کسی کا قتل چاہے اس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ جان سے جائے وہ حاصل ہوگیا ان کے ہاتھوں نہ سہی اللہ کے ہاتھ سے سہی بخلاف اس کے کہ انہیں ان کے قادر ذوالجلال والاکرام نے زندہ اپنے پاس اٹھالیا کہ انہیں پھر بھیج کر ان خبیثوں کی شرارتیں انہیں کے دست مبارک سے نیست و نابود کرائے تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ○ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔ (یعنی اللہ بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے ایسی تحقیق ہونی چاہئے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ فاروقی)

مسلمانو! ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے ہم سے تو محض بے ضابطہ وہ جبروتی تقاضے تھے کہ ثبوت حیات صرف قرآن سے ہو آیت بھی قطعیۃ الدلالۃ ہو حدیث ہو بھی تو خاص صحیح بخاری کی ہو حالانکہ از روئے قواعد علمیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مدعی ہیں اور بار ثبوت ذمہ مدعی ہوتا ہے تو ایک تو الٹا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً ونقلاً کسی طرح لازم نہیں اور جب خود ان مدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ ﷺ پر افترا حضرت عبداللہ بن عباس پر افترا صحیح بخاری شریف پر افترا محض بیگانہ و اجنبی سے استناد نہ قرآن پر بس نہ قطعیت کی ہوس اور کیا نا انصافی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تنبیہ سوم:

ان نئے فیشن کے مسیحوں کا سچے مسیح رسول اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت یہ سوال کہ اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدائے تعالیٰ اس عہدۂ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنا دے گا اگر از راہ نادانی ہے تو

محض سفاہت وجہالت ورنہ صریح شرارت وضلالت۔ حاش للہ نہ وہ خود مستعفی ہوں گے نہ کوئی نبی نبوت سے استعفا دیتا ہے نہ اللہ عزوجل انہیں معزول فرمائے گا نہ کوئی نبی معزول کیا جاتا ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے اور ضرور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور ہمیشہ امتی رہیں گے یہ سفیہ اپنی حماقت سے نبی ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے میں باہم منافات سمجھا یہ اس کی جہالت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی قدر رفیع سے غفلت ہے وہ نہیں جانتا کہ ایک عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر موقوف نہیں ابراہیم خلیل اللہ وموسیٰ کلیم اللہ ونوح نجی اللہ وآدم صفی اللہ وتمام انبیاء اللہ علیہم السلام سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے امتی ہیں حضور کا نام پاک نبی الانبیاء ہے۔ حدیث میں ہے حضور نبی الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں لو كان موسىٰ حيًا ما وسعه الا اتباعي اگر موسیٰ زندہ ہوتے انہیں میری پیروی کے سوا کچھ گنجائش نہ ہوتی رواہ احمد والبیہقی فی الشعب عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (یعنی احمد وبیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ فاروقی) اور فرماتے ہیں ﷺ والذی نفس محمد بیده لو بدالکم موسىٰ فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواء السبيل ولو كان حيا وادرک نبوتي لاتبعني قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان پاک ہے اگر موسیٰ تمہارے لیے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو سیدھی راہ سے بہک جاؤ گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور میرا اتباع کرتے۔ اس وقت تورات شریف کا ذکر تھا لہٰذا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا ورنہ انہیں کی تخصیص نہیں سب انبیاء کے لیے یہی حکم ہے۔ یہ سفہاء قرآن مجید کا تو نام لیتے اور حدیثوں سے منکر ہو کر فریب دہی عوام کے لیے صرف اسی سے استناد کا پیام دیتے ہیں مگر اسے عیاذاً باللہ قرآن کی انہیں ہوا بھی نہ لگی یہ مسئلہ اور قرآن کا نام اگر قرآن عظیم کبھی سنا بھی ہوتا تو ایسے بیہودہ سوال کا منہ نہ

پڑتا۔ اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اور یاد کر جب اللہ نے عہد لیا سب پیغمبروں سے جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں پھر آئے تمہارے پاس ایک رسول تصدیق فرماتا ہوا اس کتاب کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبرو کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا اور اس عہد پر میرا ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ اس عہد کا گواہ ہوں تو جو اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

کیوں قرآن کا نام لینے والو کیا یہ آیتیں قرآن میں نہیں کیا اللہ عزوجل نے اس سخت تاکید شدید کے ساتھ سب انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا۔ کیا اس عہد سے ان سب کو محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی نہ بنا دیا کیا اس عہد لیتے وقت انہوں نے نبوت سے استعفا کیا یا اللہ عزوجل نے انہیں معزول کر کے امتی کر دیا؟۔ اے سفیہو! اس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے اور باوصف نبوت ورسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی وناصر دین ہو کر رہیں گے۔

آسماں نسبت بعرش آمد فرود اگرچہ بس عالیست پیش خاک تود

اس آیہ کریمہ کا نفیس جانفزا بیان اگر دیکھنا چاہو تو سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ کی کتاب مستطاب "تجلی اليقين بان نبينا سيد المرسلين"۔ مطالعہ کرو اور ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم۔ ہونے پر ایمان لاؤ۔

گرچہ شیریں دہناں بادشاہند و لے — او سلیمان جہان ست کہ خاتم با اوست

رہا اس کا سوال کہ کس وقت آسمان سے رجوع کریں گے اس کا جواب وہی ہے کہ ما المسؤل عنها باعلم من السائل اتنا تحقیقی ہے کہ وہ مبارک وقت بہت قریب آپہنچا ہے کہ وہ آفتاب ہدایت وکمال افق رحمت و جمال وقہر وجلال سے طلوع فرماکر اس زمین تیرہ وتار پر تجلی فرمائے اور ایک جھلک میں تمام کفر بدعت نصرانیت یہودیت شرک مجوسیت نیچریت قادیانیت رفض، خروج وغیرہا اقسام ضلالت سب کا سویرا کردے تمام جہان میں ایک دین اسلام ہو اور دین اسلام میں صرف ایک مذہب اہلسنت باقی سب تہ تیغ وللہ الحجۃ السامیہ مگر تعیین وقت کہ آج سے کتنے سال کتنے ماہ باقی ہیں نہ ہمیں بتائی گئی نہ ہم جان سکتے ہیں جس طرح قیامت کے آنے پر ہمارا ایمان ہے اور اس کا وقت معلوم نہیں۔

تنبیہ چہارم:

مسلمانو اللہ عزوجل نے انسان کو جامع صفات ملکی و بہیمی و شیطانی بنایا ہے جسے وہ ہدایت فرمائے صفات ملکی ظہور کرتے اور اسے بعض یا کل ملائک سے افضل کردیتے ہیں کہ عبدی المؤمن احب الی من بعض ملئکتی (یعنی میرا مؤمن بندہ مجھے فرشتوں سے زیادہ محبوب ہے۔ فاروقی) شریعت ان کی شعار ہوتی ہے اور تقوی ان کا وثار کہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ تواضع وفروتنی ان کی شان جبلی اور تکبر وتعلی سے تنفر کلی کہ ان الملئکۃ لتضع اجنحتها لطالب العلم (یعنی بیشک فرشتے طالب علم کیلئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ فاروقی) اور جس نے صفات بہیمی کی طرف رجوع کی بہائم وار لیل ونہار بطن وفرج کا خادم خوار اور فکر شہوات کا اسیر دگرفتار کہ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اور جس پر صفات شیطانیہ غالب آئیں تکبر وترفع اس کا دین و

آئین کہ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ○ یہ ہر وقت طلب جاہ وشہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالتے جس سے آسمان تعلّی پر ٹوپی اچھالے دور دور نام مشہور ہو خاص وعام میں ذکر مذکور ہو اپنا گروہ الگ بنائیں وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں ان میں جن کی ہمت پوری ترقی کرتی ہے وہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی بولتے اور دعوے خدائی کی دکان کھولتے ہیں جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون ونمرود وغیرہما مردود اور آنے والوں میں مسیح قادیانی کے سوا ایک اور مسیح خرشین یعنی دجال لعین اور جو ان سے کم درجہ ہمت رکھتے ہیں کذاب یمامہ وکذاب ثقیف وغیرہما خبیثوں کی طرح ادعائی رسالت ونبوت پر تھکتے ہیں اور گھٹ کی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوث زمان کوئی مجتہد وقت کوئی چنیں وچناں ہندوستان جس میں مدتوں سے اسلام بے سردار ہے اور دین بے یاور نفس امارہ کی آزادیاں کھلے بندوں رہنے کی شادیاں یہاں رنگ نہ لائیں تو کہاں ہزاروں مجتہد سیکڑوں ریفارمر (Reformar) مفتیانِ تہذیب مشرعان نیچر کتنے ہی مہدی کتنے مذہب گر حشرات الارض کی طرح نکل پڑے اور خدا کی شان یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَیُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ جو کوئی کیسے ہی کھلے باطل صریح جھوٹ کا نشان باندھ کر آگے بڑھا کچھ عقل کے اندھے قسمت کے اوندھے اس کے پیچھے ہولیے آخر یہی آدمی تھے جو فرعون کو سجدہ کرتے یہی آدمی ہوں گے جو دجال کا ساتھ دیں گے ان صدیوں کے دورے میں مہدی تو کتنے ہی نکلے اور زمین کا پیوند ہوئے سنا جاتا ہے ایک صاحب کو پانچ پانی کے زور میں نئی اونچ کی سوجھی کہ مہدی بننا پرانا ہوگیا اور نرا امتی بننے میں لطف ہی کیا لاؤ عیسیٰ موعود بنیں اور ادعائی الہام کی بنیاد پر نبوت کی دیوار چنیں اور ادھر عیسائیوں کا زمانہ بنا ہوا ہے اگر کہیں صلیب کے صدقے میں نصیب جاگا اور ان کی سمجھ میں آگیا جب تو جنگل میں منگل ہے سولی کے دن گئے بڑے کی شادی کا ڈنگل ہے یورپ و امریکا و برہما و انڈیا سب تخت اپنے ہی ہیں اپنے ہی

بندے خداوند تاج وشی ہیں پاؤں میں چاند تارے کا جوتا سر پر سورج کا تاج ہوگا باپ کو جیتے جی معزول کر کے بیٹے کا راج ہوگا اور ایسا نہ بھی ہوا تو چند گانٹھ کے پورے عقل کے اندھے تو کہیں گئے ہی نہیں یوں بھی اپنا ایک گروہ الگ تیار شہرت حاصل سرداری برقرار اس خیال کے جمانے کو جہاں ہزاروں گل کھلائے صدہا جل کھیلے وہاں ایک ہلکا سا پیچ یہ بھی چلے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم تو مر بھی گئے اب وہ کیا خاک اتریں گے اور کیا کریں دھریں گے جو کچھ ہیں ہمیں ذات شریف ہیں ہمیں آخری امید گاہ حنیف ہیں ہمیں قاتل خنزیر ہمیں قاطع یہود ہمیں کاسر صلیب ہمیں مسیح موعود گویا انہیں کی ماں کنواری انہیں کا باپ معدوم احادیث متواترہ میں انہیں کے آنے کی دھوم مگر یہ ان کی نری خام ہوس ہے اور حیات وموت عیسوی میں ان کی گفتگو عبث ہم پوچھتے ہیں موت عیسوی منافی نزول ہے یا نہیں اگر نہیں اور بیشک نہیں جیسا کہ ہم مقدمہ خامسہ میں روشن کر آئے جب تو اس دعوے سے تمہیں کیا نفع ملا اور احادیث نزول کو اپنے اوپر ڈھالنے سے کیا کام چلا اور اگر بالفرض منافی جانیے تو یقینا لازم کہ موت سے انکار کیجئے حیات ثابت مانیے کہ اگر موت ہوتی تو نزول نہ ہوتا مگر نزول یقینی کہ مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات متواترہ اس کی دلیل قطعی مسلمان ہرگز کسی فریب دہندہ کی بناوٹ مان کر اپنے رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات کو معاذ اللہ غلط و باطل جاننے والے نہیں جو کوئی ان کے خلاف کہے اگرچہ زمین سے آسمان تک اڑے مسلمان اس کا ناپاک قول بدتر از بول اسی کے منھ پر مار کر الگ ہو جائیں گے اور مصطفیٰ ﷺ کے دامن پاک سے لپٹ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھڑائے دنیا نہ آخرت میں آمین آمین بجاہ عندک یا ارحم الراحمین۔

اور بفرض باطل یہ سب کچھ سہی پھر آخر تمہاری مسیحیت کیونکر ثابت ہوئی ثبوت دو اور اپنے دعوے کی غیرت کی آن ہے تو صرف قرآن سے دو۔ وہ دیکھو قرآن کی بارگاہ سے

محروم پھرتے ہو اچھا وہاں نہ ملا حدیث سے دو۔ وہ دیکھو حدیث کی درگاہ سے خائب و خاسر پلٹتے ہو خیر یہاں بھی ٹھکانہ نہ لگا تو کسی صحابی کا ارشاد کسی تابعی ہی کا اثر کسی امام ہی کا قول کچھ تو پیش کرو کہ احادیث متواترہ میں مصطفیٰ ﷺ نے جو نزول عیسیٰ کی بشارت دی ہے اس سے مراد کوئی ہندی پنجابی ہے جہاں جہاں ابن مریم ارشاد ہے وہاں کسی پنجابن کا بچہ مغل زادہ مراد ہے اور جب ایسے بدیہی البطلان دعووں کا کہیں سے ثبوت نہ دے سکو ہر طرف سے ناامید ہر طرح سے باطل تو عوام کو چھلنے اور پینترے بدلنے اور ترچھے نکلنے اور الٹے اچھلنے سے کیا حاصل حضرت مسیح مع جسم وروح یا صرف روح سے بعد انتقال گئے یا جیتے جاگتے تمہیں کیا نفع اور تم پر سے ذلت بے ثبوتی کیونکر دفع تمہارا مطلب ہر طرح مفقود تمہارا ادعا ہر طرح مردود پھر اس بے معنی بحث کو چھیڑ کر کیا سنبھالو گے اور عیسیٰ کی وفات سے مغل کو مرسل پنجابن کو مریم نطفے کو کلمہ اذل کو اکرم بیاہی کو کنواری ادخال کو دم کیونکر بنالو گے بالجملہ وہی دو حرف کہ مقدمہ ثالثہ ورابعہ میں گزرے ان تمام جہالات فاحشہ کے رد میں کافی ووافی ہیں وللہ الحمد۔

تنبیہ پنجم:

بفرض باطل یہ بھی سہی کہ نزول عیسیٰ سے مراد کسی مماثل عیسیٰ کا ظہور ہے مگر مصطفیٰ ﷺ نے صرف اتنا ہی تو ارشاد نہ فرمایا کہ نزول عیسیٰ ہوگا بلکہ اس سے پہلے بہت وقائع ارشاد ہوئے ہیں کہ جب یہ واقع ہولیں گے اس کے بعد نزول ہوگا اس کے مقارن بہت احوال واوصاف بتائے گئے ہیں کہ اس طور پر اتریں گے یہ کیفیت ہوگی اس کے لاحق بہت حوادث وکوائف فرمائے گئے کہ ان کے زمانے میں یہ یہ ہوگا آخر ان سب کا صادق آنا تو ضرور ہے مثلاً سابقات میں روم وشام وتمام بلاد اسلام باستثنائے حرمین شریفین سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا سلطان اسلام کا شہادت پانا تمام زمین کا فتنہ وفساد سے بھر

جانے کے باعث اولیائے عالم کا مکہ معظمہ کو ہجرت کرجانا وہاں حضرت امام آخرالزماں کا طواف کعبہ کرتے ہوئے ظہور فرمانا اور اولیائے کرام وسائر اہل اسلام کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا نصاریٰ کا وابق یا اعماق ملک شام میں لام باندھنا۔ اکی طرف مدینہ طیبہ سے لشکر اسلام کا نہضت فرمانا نصاریٰ کا اپنے ہم قوم نومسلموں سے لڑائی مانگنا۔ مسلمانوں کا انہیں اپنی پناہ میں لینا لشکر مسلمین کا تین حصے ہوجانا نصاریٰ پر فتح عظیم پانا فتحیاب حصے کا قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھینا ملحمۂ کبریٰ کا واقع ہونا ہزارہا مسلمانوں کا تین روز اپنے خیموں سے قسم کھا کر نکلنا کہ فتح کرلیں گے یا شہید ہوجائیں گے اور شام تک سب کا شہید ہوجانا آخر میں نصرت الٰہی کا نزول فرمانا مسلمانوں کا فتح اجل واعظم پانا اتنے کافروں کا کھیت ہونا کہ پرندہ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اُڑے تو دوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے مر کر گر جائے۔ مسلمانوں کا اموال غنیمت تقسیم کرتے میں ابلیس لعین کی زبان سے خروج دجال کی غلط خبر سن کر پلٹنا وہاں اس کا نشان نہ پانا پھر اس خبیث اعاذنا اللہ منہ کا ظہور کرنا بیشمار عجائب دکھانا مینھ برسانا کھیتی اگانا زمین کو حکم دے کر خزانے نکلوانا خزانوں کا اس کے پیچھے ہولینا سب سے پہلے ستر ہزار یہود طیلسان پوش کا اس کافر پر ایمان لانا اس کا لشکر بننا دجال کا ایک جوان مسلمان کو تلوار سے دو ٹکڑے کرکے پھر زندہ کرنا اس کا اس پر فرمانا کہ اب مجھے اور بھی یقین ہوگیا کہ تو وہی کانا کذاب ملعون ہے جس کے خروج کی ہمیں نبی ﷺ نے خبر دی تھی اگر کچھ کرسکتا ہے تو اب تو مجھے کچھ ضرر پہنچا پھر اس کا ان پر قدرت نہ پانا خائب وخاسر ہو کر رہ جانا چالیس روز میں اس ملعون کا حرمین طیبین کے سوا تمام جہان میں گشت لگانا اہل عرب کا سمٹ کر ملک شام میں جمع ہونا اس خبیث کا انہیں محاصرہ کرنا بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتوں کا محصور ہونا کیا تمہارے نکلنے سے پیشتر یہ سب وقائع واقع ہولیے واللہ کہ صریح جھوٹے ہو اب چلیے مقارنات ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ

گھبراؤ نہیں فریاد درس آپہنچا عیسیٰ موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا باب دمشق کے پاس دمشق الشام کے شرقی جانب منارۂ سپید کے نزدیک دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے آسمان سے نزول فرمانا بے نہائے بالوں سے پانی ٹپکنا جب سر جھکائیں یا اٹھائیں موئے مبارک سے موتیوں کا جھڑنا یہاں تکبیر ہوچکی نماز قائم ہے حضرت امام مہدی کا بامر عیسوی امامت فرمانا حضرت کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا سلام پھیر کر دروازہ کھلوانا اس طرف ستر ہزار یہودی مسلح کے ساتھ اس مسیح کذاب یک چشم کا ہونا مسیح صدیق علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس کا بدن گھلنا بھاگنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اس کے تعاقب میں جانا باب لُد کے پاس اُسے قتل فرمانا اس کا خون ناپاک اپنے نیزہ پاک پر دکھانا کیا تم پر یہ صفات صادق ہیں کیا تم سے یہ وقائع واقع ہوئے؟ لا واللہ صریح جھوٹے ہو۔ آگے سنیے واقعات عہد مبارک سید موعود مسیح محمود صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ کا صلیبیں توڑنا خنزیر کو قتل فرمانا جزیہ اٹھا دینا کافر سے اما الاسلام واما السیف پر عمل فرمانا یعنی اسلام لا ورنہ تلوار تمام کفار روئے زمین کا مسلمان یا مقتول ہونا یہود کو گن گن کر قتل فرمانا پیڑوں پتھروں کا مسلمانوں سے کہنا اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے سوا دین اسلام کے تمام مذاہب کا یکسر نیست و نابود ہوجانا روحا کے راستے سے حج یا عمرے کو جانا مزار اقدس سید اطہر ﷺ پر حاضر ہوکر سلام کرنا قبر انور سے جواب آنا اور ان کے زمانے میں ہر طرح کا امن چین ہونا لالچ حسد بغض کا دنیا سے اٹھ جانا شیر کے پہلو میں گائے کا چرنا۔ بھیڑیے کی بغل میں بکری کا بیٹھنا سانپ کو ہاتھوں میں لے کر بچوں کا کھیلنا کسی کا کسی کو ضرر نہ پہنچانا آسمان کا اپنی برکتیں انڈیل دینا، زمین کا اپنی برکات اگل دینا، پتھر کی چٹان پر دانہ بکھیر دو تو کھیتی ہوجانا اتنے بڑے اناروں کا پیدا ہونا چھلکے کے سایے میں ایک جماعت کا آجانا ایک بکری کے دودھ سے ایک قوم کا پیٹ بھرنا روئے زمین پر کسی کا محتاج نہ ہونا دینے والا اشرفیوں کے توڑے لیے پھرے کوئی قبول نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ کیا

یہ تمہارے اس زمانہ پرشور وشین کے حالات ہیں کلاّ واللہ صریح جھوٹے ہو اسی طرح اور وقائع کثیرہ مثلاً یاجوج ماجوج کا عہد عیسوی میں نکلنا، دجلہ وفرات وغیرہ ہا دریا کے دریا پی کر بالکل سکھا دینا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بحکم الٰہی مسلمانوں کو کوہ طور کے پاس محفوظ جگہ رکھنا یاجوج ماجوج کا دنیا خالی دیکھ کر آسمان پر تیر پھینکنا کہ زمین تو ہم نے خالی کر لی اب آسمان والوں کو ماریں، اللہ تعالیٰ کا ان خبیثوں کے استدراج کے لیے تیروں کو آسمان سے خون آلودہ واپس فرمانا، ان کا دیکھ کر خوش ہونا، کودنا پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ان اشقیا پر بلائے نغف کا آنا، سب کا ایک رات میں ہلاک ہو کر رہ جانا، روئے زمین کا ان کی عفونت سے خراب ہونا، دعائے عیسوی سے ایک سخت آندھی آ کر ان کی لاشیں اڑا کر سمندر میں پھینک دینا، عیسیٰ ومسلمین کا کوہ طور سے نکلنا، شہروں میں از سر نو آباد ہونا، چالیس سال زمین میں امامت دین وحکومت عدل آئین فرما کر وفات پانا، حضور سید المرسلین ﷺ کے پہلو مبارک میں دفن ہونا، جب تم اپنی عمر جو لکھا کر آئے ہو پوری کر لو تو ان شاء اللہ العظیم سب مسلمان علانیہ دیکھ لیں گے کہ حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں تو گلا دبا کر تمہارے مقر اصلی کو پہنچایا اور ان باقی واقعوں سے بھی کوئی تم پر صادق نہ آیا پھر تم کیونکر مماثل عیسیٰ ومراد احادیث ہو سکتے ہو؟ اگر کہیے ہم حدیثوں کو نہیں مانتے۔ جی یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ منکر کلام رسول اللہ ﷺ ہیں۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ پھر آپ مسیح موعود کس بنا پر بنتے ہیں کیا قرآن عظیم میں کوئی آیت صریحہ قطعیۃ الدلالۃ موجود ہے کہ عیسیٰ کا نزول موعود ہے تو بتاؤ اور نہیں تو آخر یہ موعود موعود کہاں سے گا رہے ہو۔ انہیں حدیثوں سے جب حدیثیں نہ تو گے موعودی کا پھندنا کس گھر سے لاؤ گے۔

ع شرم بادت از خدا و از رسول

مگر بحمد اللہ مسلمان کبھی ایسی ژٹلیات پر کان نہ رکھیں گے کیا ممکن ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ وہ

ارشادات مصطفیٰ ﷺ کو جھوٹا جانیں اور ان کے منکر مخالف کو سچا؟ حاش للہ حاش للہ اور پھر مخالف بھی وہ جو خود انہیں ارشادات کے سہارے اپنے خیالی پلاؤ پکاتا ہو تمہارے موعود بننے کو تو حدیثیں سچی مگر تطبیق اوصاف و وقائع کے وقت جھوٹی اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ٥ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جواب سوال اخیر اب نہ رہا مگر سائل کا حضرت امام مہدی واعور دجال کی نسبت سوال بتوفیق اللہ تعالیٰ اس کے جواب لیجیے قولہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں۔ اقول: ہے اور بہت تفصیل سے۔ قولہ: ہے تو اس کی آیت۔ اقول: ایک نہیں متعدد۔ دیکھو سورۂ والنجم شریف آیت تیسری اور چوتھی۔ سورۂ فتح شریف آخر آیت کا صدر۔ سورۂ قلب القرآن مبارک (یٰسین شریف) کی پہلی چار آیتیں۔ وغیر ذالک مواقع کثیرہ۔

جواب دوم:

دیکھو مقدمہ اولیٰ جواب سوم قادیانی کا نکلنا اس کا عیسیٰ موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں تو وجہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ٥ الحمد للہ کہ یہ مختصر جواب ۲۲ رمضان مبارک روز جان افروز دوشنبہ ۱۳۱۵ھ کو حلہ پوش اختتام اور بلحاظ تاریخ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی نام ہوا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ: محمد المعروف بحامد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم